باسمہٖ تعالیٰ
حالاتِ عشرت
و
مکتوباتِ مسیح الامت
مرتب و مؤلف
مفتی محمد رضوان
ناشر
ادارہ غفران چاہ سلطان راولپنڈی پاکستان

باسمہٖ تعالیٰ

حالاتِ عشرت

و

مکتوباتِ مسیحُ الامت ①

حکیم الامت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ سے براہِ راست شرفِ بیعت کے حامل اور حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کے دوعظیم خلفاؤں (حضرت مسیح الامت مولانا محمد مسیح اللہ خانصاحب جلال آبادی، وحضرت مولانا فقیر محمد صاحب پشاوری رحمہما اللہ) کے اجازت وصحبت یافتہ بزرگ

جناب حضرت محمد عشرت علیخان قیصؔر صاحب مدظلہم کے حالاتِ زندگی

اور حضرت مسیح الامت جلال آبادی رحمہ اللہ کے ساتھ آپ کی اصلاحی

مراسلت ومکاتبت کا مجموعہ

مرتب ومؤلف

مفتی محمد رضوان

ناشر

ادارہ غفران، چاہ سلطان، راولپنڈی، پاکستان

نام کتاب: حالاتِ عشرت ومکتوباتِ مسیحُ الامت

مرتب ومؤلف: مفتی محمد رضوان

طباعتِ اوّل: ربیع الآخر ۱۴۲۸ھ بمطابق مئی 2007

صفحات: ۱۴۴

طابع وناشر: ادارہ غفران راولپنڈی

قیمت: روپے

ملنے کے پتے

کتب خانہ ادارہ غفران چاہ سلطان گلی نمبر 17 راولپنڈی پاکستان۔فون 051-5507270

کتب خانہ رشیدیہ مدینہ کلاتھ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی۔ فون 051-5771798

ادارۂ اسلامیات ۱۹۰ انارکلی لاہور۔ فون 042-7353255

مکتبہ قاسمیہ الفضل مارکیٹ ۱۷، اردو بازار لاہور۔ فون 042-7232536

ادارۂ اسلامیات موہن چوک اردو بازار کراچی۔ فون 021-2722401

دارالکتب بالمقابل اشرف المدارس گلشن اقبال کراچی۔ فون 021-4975025

دارالاشاعت اردو بازار کراچی۔ فون 021-2631861

فہرست مضامین

رہ کے دنیا میں بشر کو نہیں زیبا غفلت
موت کا دھیان بھی لازم ہے کہ ہر آن رہے
جو بشر آتا ہے دنیا میں یہ کہتی ہے قضا
میں بھی پیچھے چلی آتی ہوں ذرا دھیان رہے

(حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمہ اللہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تصدیق وتوثیق از احقر محمد عشرت علیخان قیصؔر عفی عنہ

بعد حمد وصلوٰۃ: میں نے اس مجموعہ مسمّٰی بہ ''حالاتِ عشرت ومکتوباتِ مسیح الامت'' کو جس میں میرے متعلق کچھ واقعات وحالات اور مسیح الامت حضرت مولانا محمد مسیح اللہ خان صاحب جلال آبادی رحمہ اللہ کے مکتوبات جمع کئے گئے ہیں مع اس کی تمہید حسبِ استدعاء جناب مؤلف سلمہٗ ، ملاحظہ کیا، اس سے پہلے یہ واقعات وحالات اور مکتوبات ''ماہنامہ التبلیغ راولپنڈی'' میں قسط وار شائع ہو چکے ہیں، اب بعض حضرات کی خواہش پر ان واقعات وحالات اور مکتوبات کے مجموعہ کو الگ کتابچے کی شکل میں طبع کیا جارہا ہے، یہ مجموعہ میرے نزدیک باعتبار مضامین کے صحیح ہے، البتہ حالات کے حصہ میں باوجود صحتِ واقعات فرطِ محبت میں بعض مقامات پر قدرے مبالغہ ہوگیا ہے جو صدق کی حد سے نہیں نکلتا اور ایسے داخلِ حدود مبالغہ کو بزرگوں نے ہمیشہ جائز رکھا ہے اور خود ان کے کلام میں بھی پایا جاتا ہے، اور گو ایسے مقامات کا بدلنا ممکن تھا اور عدمِ تبدیل موہم حب مدح کا ہوسکتا ہے لیکن میں نے ابقاء کو جناب مؤلف کے جذبات کی رعایت اور اپنے حق میں مستقبل کے اعتبار سے فالِ صالح سمجھ کر تصرف نہیں کیا، اب دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس مجموعہ سے طالبانِ دین کو نفع علمی وعملی عطا فرماویں اور جناب مؤلف اور اس ناکارہ کو اپنی رحمت ورضا سے مشرف فرمادیں۔ [1]

والسلام، فقط

محمد عشرت علیخان قیصؔر عفی عنہ

۱۱/ ربیع الآخر/ ۱۴۲۸ھ، اسلام آباد

---

[1] حضرت والا نے یہ تصدیق وتوثیق مع عنوان ومعنون کے حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کے ''سفر نامہ لاہور ولکھنؤ'' مرتبہ وصل بگرامی صاحب رحمہ اللہ پر حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کے قلم مبارک سے تحریر فرمودہ تصدیق وتوثیق سے استفادہ کرکے تحریر فرمائی ہے اور ممکنہ حد تک حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے الفاظ کی بھی رعایت فرمائی ہے۔ محمد رضوان؛ ۱۶/ ربیع الآخر ۱۴۲۸ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

از مرتب ومؤلف

مدتِ دراز سے بعض احباب کا اصرار تھا کہ سیدی ومرشدی حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصؔر صاحب دامت برکاتہم کی حیات سے متعلق کچھ مضمون جمع ومرتب ہوجائے، کیونکہ عام طور پر اکابرین کے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد ان کا سوانحی خاکہ سامنے آتا ہے، جس کی وجہ سے بہت سے حضرات استفادہ سے محروم رہ جاتے ہیں، اور بعد میں سوائے حسرت کے زیادہ کچھ حاصل نہیں ہوتا، اُدھر حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصؔر دامت برکاتہم کو اپنے سوانحی خاکہ کی اشاعت پر کچھ اطمینان نہ تھا، کئی مرتبہ بندہ نے حضرت والا کی خدمت میں تحریری وزبانی عرض کیا کہ حضرت بہت لوگوں کا اصرار ہے کہ حضرت والا کی زندگی کے کچھ حالات جمع ہوجائیں، جو خصوصاً حضرت والا کے متوسلین کے لئے فائدے سے خالی نہ ہونگے، مگر حضرت والا نے ہر مرتبہ عذر فرمادیا، اور ایک سے زیادہ مرتبہ یہ بھی فرمایا کہ اولاً تو حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کے سلسلہ میں اس طرح زندگی میں سوانح وغیرہ کا سلسلہ شائع ہونے کی روایت نظر نہیں آتی، دوسرے بندہ کو خود بھی اپنے اندر کوئی ایسی چیز نظر نہیں آتی، جو قابلِ اشاعت ہو، جب حضرت والا سے اس سلسلہ میں متعدد مرتبہ بندہ نے عذر معذرت کی اور کچھ ان امور پر گفتگو ہوئی جو حضرت والا کے لئے اطمینان سے مانع تھے، تو بالآخر حضرت والا دامت برکاتہم نے شفقت فرماتے ہوئے اس کی نہ صرف اجازت مرحمت فرمائی ساتھ ہی بندہ کے اصرار پر ایک مختصر اور جامع تحریر بھی مرتب فرما کر عنایت فرمائی اور کچھ امور کی زبانی بھی نشاندہی فرمائی، لیکن ساتھ ہی حضرت والا نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ:

> ’’عموماً سوانح نگار حضرات بہت سے امور میں مبالغہ آرائی سے کام لیتے ہیں جس کو بطورِ خاص بندہ پسند نہیں کرتا، اس لئے مبالغہ آرائی سے پرہیز کیا جائے البتہ ان امور کو بطور تاریخی یاداشت جمع کرلیا جائے‘‘

نیز حضرت والا نے ایک مرتبہ اپنے نام کے ساتھ لفظِ ''نواب'' کے بارے میں بھی یہ ارشاد فرمایا تھا کہ:

''اس لفظ سے کچھ بڑائی مترشح ہوتی ہوئی معلوم ہوتی ہے، اس لئے اسے اگر بندہ کے نام کے ساتھ سے حذف کردیا جائے تو زیادہ مناسب ہوگا، لیکن بندہ نے جب عرض کیا کہ اب یہ لفظ آپ والا کے نام کے ساتھ تعارف کے طور پر اتنا زیادہ مستعمل ہوگیا ہے کہ اب اس کے بغیر بہت سے لوگ آپ والا کو شاید پہچاننے میں دشواری محسوس کریں اور حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے ملفوظات ومواعظ میں بھی حضرت والا کے اکابرین کے لئے یہ لفظ متعدد مقامات پر استعمال ہوچکا ہے۔

یہ سُن کر حضرت والا نے اپنے نام کے ساتھ اس لفظ کے تحریر کرنے کی اجازت مرحمت فرمادی''

یہ تحریر پہلے قسط وار ادارہ غفران راولپنڈی کے ماہنامہ ''التبلیغ'' میں شائع ہوئی، بعد میں بعض احباب کی خواہش پر اس تحریر کو حضرت والا کی نظرِ ثانی واصلاح کے بعد مستقل کتابچے کی صورت میں شائع کیا جارہا ہے۔ اور اس سے پہلے ماہنامہ ''التبلیغ'' میں بھی قسط وار حضرت مسیحُ الامت رحمہ اللہ کے مکتوبات بنام حضرت والا مدظلہم بھی شائع ہوتے رہے؛ بعض وجوہ سے مناسب سمجھا گیا کہ ان مکتوبات کو بھی حضرت والا کے حالاتِ زندگی کے ساتھ شائع کیا جائے، اس لیے اس کتابچے کو دو حصوں میں تقسیم کردیا گیا؛ پہلے حصے میں حضرت والا کے حالاتِ زندگی اور دوسرے حصے میں مکتوبات کو رکھا گیا۔ اللہ تعالیٰ اکابرین وبزرگانِ دین کی صحیح محبت وعقیدت اور اُن کی صحبت واتباع کی توفیق عطا فرمائیں اور ہمارے تمام اعمال اور کاوشوں کو صِدق واخلاص کے ساتھ اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائیں۔

محمد رضوان

مدیر: ادارہ غفران، چاہ سلطان، راولپنڈی

مؤرخہ: ۱۱/ ربیع الآخر/ ۱۴۲۸ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(حصہ اول)

حالاتِ عشرت

(یعنی جناب حضرت محمد عشرت علی خان قیصر صاحب دامت برکاتہم کے حالاتِ زندگی)

حضرت والا کا خودنوشتہ مضمون

قبل اس کے کہ حضرت والا جناب نواب محمد عشرت علیخان قیصؔر صاحب مدظلہم کے حالات پر کچھ لب کشائی کی جائے، اس کی ابتداء حضرت والا دامت برکاتہم کے اپنے خودنوشتہ اس مضمون سے کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے جو حضرت والا دامت برکاتہم نے ۳/ ربیع الاول ۱۴۲۱ھ کو بصد اصرار اپنے مبارک قلم سے تحریر فرمایا تھا اور اس کا عنوان بھی خود ہی ''عمر رفتہ کی یادیں'' قائم فرمادیا تھا، اس مضمون کی جامعیت اور دریا بکوزہ ہونے کا اندازہ تو قارئین کو پڑھنے سے ہی ہوگا، ملحوظ رہنا چاہئے کہ اس مضمون کی سرخیاں بندہ کی طرف سے قائم شدہ ہیں، وہ مضمون درجِ ذیل ہے۔

عمر رفتہ کی یادیں

''بعض احباب کے اصرار پر کہ اپنی زندگی کا ایک مختصر خاکہ تحریر میں لے آؤں۔

حضرت خواجہ مجذوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شعر زبان پر بے ساختہ آجاتا ہے: ؎

مری زیست کا حال کیا پوچھتے ہو — نہ پیری نہ طفلی نہ اس میں جوانی

جو کچھ ساعتیں یادِ دلبر میں گذریں — وہی ہیں وہی کل مری زندگانی

ولادت

ماہِ رجب ۱۳۳۸ھ میں قصبہ مینڈھو ضلع علیگڑھ میں بندہ کی ولادت ہوئی۔ الحمدللہ عمر

کے ۸۲ سال گذر گئے [1] عمر غفلت میں ہوگئی برباد میرے اللہ تیری دھائی ہے۔

والد ماجد

والد صاحب مرحوم ومغفور کا نام محمد مسعود علیخان ہے۔

دادا مرحوم

میرے دادا نواب لیاقت حسین خاں رحمۃ اللہ علیہ (ابن چوہدری تفضّل صاحب) اپنے علاقہ کے رئیس تھے گو اصطلاحی عالم نہ تھے لیکن فقیہ النفس، ابوحنیفۂ وقت، جنید وشبلی دوراں حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت بابرکت کے باعث اتباعِ سنت اور استیصالِ شرک وبدعت میں اولیاء اللہ سلف کا نمونہ تھے۔ حضرت گنگوہی رحمہ اللہ سے بیعت تھے اور مدرسہ دیوبند کی اولین مجلس شوریٰ کے رکن تھے۔ اپنی رہائش گاہ کے متصل مسجد، مدرسہ اور خانقاہ بھی تعمیر کرائی تھی۔

دادی مرحومہ

میری دادی مرحومہ شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھیں۔

ولادت کے وقت دادا مرحوم کی دعا

بندہ کی ولادت کے وقت دادا مرحوم نے کان میں اذان واقامت کے بعد مجھے یہ دعا دی کہ اے اللہ اسے کامل مومن اور صالح مسلمان بنادے جوان کے قلم سے لکھی ہوئی خاندانی رجسٹر ولادت واموات میں ہنوز موجود ہے۔

ابتدائی تعلیم

دادا مرحوم نے مینڈھو میں مدرسہ عربیہ یوسفیہ قائم کیا تھا جو نواب یوسف علیخاں مرحوم

---

[1] یہ اس وقت کی بات ہے جب حضرت والا نے یہ مضمون تحریر فرمایا تھا، یعنی ۱۴۲۱ھ کو اور اب جبکہ اِس وقت ۱۴۲۸ھ چل رہا ہے، حضرت والا کی عمر چاند کے اعتبار سے الحمدللہ تعالیٰ نوے سال ہوچکی ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عمر میں مزید برکت بصحت وعافیت اور بسلامتیِ ایمان عطا فرمائیں۔ آمین۔ محمد رضوان؛ ۱۵/ ربیع الاول ۱۴۲۸ھ

کے نام سے منسوب کر دیا تھا۔ اس مدرسہ میں منقولات و معقولات کے جو متبحر اساتذہ درس و تدریس پر فائز تھے وہ دیوبند اور تھانہ بھون سے بلائے جاتے تھے۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے اپنی آپ بیتی (جلد ششم) میں مینڈھو کے مدرسہ کا ذکر کیا ہے۔ مدرسہ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا حبیب احمد صاحب کیرانوی رحمہ اللہ کو حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ نے مقرر کیا تھا، بندہ کی ابتدائی دینی تعلیم اس مدرسہ میں ہوئی۔ دادا مرحوم مجھے دیوبند بھیجنا چاہتے تھے لیکن والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کی محبتِ مادری آڑے آ گئی۔ والد مرحوم کے بوجہ سرکاری ملازمت کے صوبہ یوپی کے مختلف اضلاع میں تبادلے ہوتے تھے اس لئے یہ طے ہوا کہ والدین کے ساتھ گھر پر ہی اساتذہ کو رکھ کر تحصیل علوم دین کی جائے۔

تفسیر، حدیث اور فقہ کی کتابوں میں حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا بسم اللہ کرانا

چنانچہ حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ سے رجوع کیا گیا حضرت رحمہ اللہ نے مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی رحمہ اللہ کے بڑے صاحبزادہ مولانا عمر احمد عثمانی تھانوی رحمہ اللہ کو متعین کیا والدہ مرحومہ کی درخواست پر حضرت والا رحمہ اللہ نے یہ درخواست قبول فرمالی کہ مجھ نالائق اور نااہل بندہ کی بسم اللہ تفسیر میں جلالین سے، فقہ میں ہدایہ اول اور حدیث میں مؤطا امام مالک سے شروع کی۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے ہاں سنِ بلوغ سے قبل ہی حاضری

الحمد للہ سن بلوغ سے قبل ہی ناچیز اپنی والدہ کو لیکر تھانہ بھون جایا کرتا تھا کیونکہ حضرت والد صاحب مرحوم بوجہ ملازمت زیادہ سفر نہیں کر سکتے تھے۔

اپنے بچپن کا ایک واقعہ یاد ہے میری عمر غالباً سات آٹھ سال کی تھی والدہ مرحومہ کے ساتھ باغپت سے تھانہ بھون جاتا تھا انکا قیام چھوٹی پیرانی صاحبہ کے گھر پر ہوتا تھا بندہ حضرت مولانا شبیر علی صاحب رحمہ اللہ (برادر زادہ حضرت والا) کے مکان پر ٹھہرا کرتا تھا

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے ہم پیالہ وہم نوالہ ہونے کا شرف

کئی بار ایسا ہوا کہ حضرت والا رحمہ اللہ اپنے ساتھ کھانے میں شریک فرماتے تھے بلکہ ایک ہی پیالہ میں حضرت کے ساتھ نوالہ کھایا ہے۔ گویا کہ ہم پیالہ ہم نوالہ کی سعادت بھی بفضلہٖ تعالیٰ اس نالائق کو نصیب ہوئی ہے، حضرت نے دورانِ طالبعلمی میں بیعت کرلیا تھا۔

مولوی عالم، مولوی فاضل کا نصاب

پنجاب اور الٰہ آباد کے جن اداروں سے دینی علوم کے امتحانات ہوتے تھے۔ چار سال کا نصاب تھا الحمدللہ مولوی عالم، مولوی فاضل کی سند حاصل کی (حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے فراغت پر پگڑی باندھی تھی وہ بحمد اللہ تعالیٰ ابھی تک موجود ہے)

منشی عالم اور منشی فاضل کا نصاب

نیز پنجاب سے منشی، منشی عالم اور منشی فاضل کے امتحانات میں کامیابی حاصل کی۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ سے بیعت کا شرف

حضرت نے خانقاہ کی مسجد میں بعد نمازِ عصر مجھے اور میرے بھائی محمد سلیم صاحب کو بیک وقت مرید کیا تھا۔

بوقتِ بیعت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی دعا ونصیحت

بندہ عربی کی تعلیم حاصل کررہا تھا اور بھائی محمد سلیم صاحب انگریزی پڑھتے تھے حضرت نے دونوں کیلئے دعا کی، اور دونوں بھائیوں کو باجماعت نماز اور اپنے مواعظ وملفوظات کے مطالعہ کی نصیحت فرمائی۔ [1]

بیعت کے بعد بندہ سے فرمایا کہ ابھی طالب علم ہو صرف مختصر ذکر کی تعلیم فرما کر ارشاد

---

[1] حضرت والا کے بھائی جناب نواب سلیم صاحب بھی بحمد للہ تعالیٰ حیات اور راولپنڈی، لالہ زار کالونی میں مقیم ہیں، اور آجکل صاحبِ فراش اور غیر معمولی علیل ہیں، اللہ تعالیٰ صحتِ کاملہ عطا فرمائیں۔ محمد رضوان۔ ۱۵/ ربیع الاول/ ۱۴۲۸ھ۔

فرمایا کہ بعد فراغت اصلاح کیلئے آنا۔

علیگڑھ سے ایم۔اے اور قانون کی ڈگری

دینی تعلیم کے اختتام پر علیگڑھ یونیورسٹی سے ایم۔اے اور قانون کی ڈگری بھی حاصل کی تھی۔ وائے افسوس کہ جب علوم دینی اور فنونِ عصری سے فارغ ہوا تو حضرت والا سفر آخرت پر رحلت فرما گئے ؎

تہیدستانِ قسمت را چہ سود از رہبر کامل　　خضر از آبِ حیواں تشنہ میں آرد سکندر را

اللہ تعالیٰ والدہ مرحومہ کو زیادہ سے زیادہ بہتر سے بہتر جزائے خیر عطا فرمائے جنکی تمناؤں اور دعاؤں کے صدقہ میں بفضلہٖ تعالیٰ ایک غیر مستحق اور ناکارہ وناکنندہ تراش بندہ مجددِ وقت جامع المجددین کا نظر افتادہ ودست گرفتہ غلام بن گیا۔ ؎

نازم بہ چشم خود کہ جمال تو دیدہ است　　افتم بہ پائے خود کہ بکویئت رسیدہ است

ہردم ہزار بوسہ زنم دست خویش را　　کہ دامنت گرفتہ بسوئم کشیدہ است

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے متعدد اجلِّ خلفاء سے تعلق

الحمدللہ حضرت رحمہ اللہ کے وصال کے بعد ان کے اجلِ خلفاء سے اصلاح ومجالست و مکاتبت کی توفیق نصیب ہوتی رہی۔ ہندوستان سے پاکستان میں سکونت ۱۹۴۸ء میں منتقل کرنے کے بعد کراچی میں مستقل قیام رہا بیک وقت حسبِ ذیل خلفاء عظام بقید حیات تھے، حضرت مفتی اعظم محمد شفیع صاحب، حضرت مولانا عبدالغنی صاحب پھولپوری، حضرت عارف باللہ ڈاکٹر عبدالحی صاحب عارفی، حضرت بابا نجم احسن صاحب حضرت مولانا محمد یوسف بنوری صاحب حضرت مولانا ظفر احمد صاحب تھانوی عثمانی، حضرت حافظ عبدالولی صاحب، حضرت مولانا سید سلیمان ندوی صاحب، حضرت مولانا شبیر علی صاحب، حضرت ظفر احمد صاحب انجینئر، حضرت ڈپٹی علی سجاد صاحب وغیرہ رحمھم اللہ

اکابرین کی صحبت، زیارت اور دعاؤں کا شرف

الحمدللہ تمام اکابر کی صحبت وزیارت ودعائیں بندہ کو نصیب ہوئیں ان قدسی صفات

اولیاء کی مجالس میں پابندی کے ساتھ شرکت کی سعادت حاصل ہوئی تقریباً چالیس سال کا عرصہ مختلف ادوار میں ان حضرات کی خدمت بابرکت میں گزرا۔

حضرت مولانا فقیر محمد صاحب پشاوری رحمہ اللہ کی خانقاہ میں

علاوہ ازیں صوبہ سرحد میں حضرت مولانا فقیر محمد صاحب رحمہ اللہ کی خانقاہ میں ذکر وفکر کا سلسلہ جاری رہا۔

حضرت جلال آبادی رحمہ اللہ سے تعلق

ہندوستان میں جب بھی جانا ہوتا مخدومی حضرت مولانا مسیح اللہ خاں صاحب شروانی مسیح الامت رحمہ اللہ کی خانقاہ میں قیام کرتا تھا، حضرت رحمہ اللہ سے ملاقات پاکستان بننے سے قبل ہی تھی کیونکہ باغپت اکثر جانا ہوتا تھا۔

بندہ کے بہنوئی نواب ارشاد علیخاں صاحب مرحوم کے ہمراہ جلال آباد جایا کرتا تھا، لیکن اصلاحی تعلق حضرت مسیح الامت رحمہ اللہ سے حضرت مولانا فقیر محمد صاحب کے بعد شروع ہوا۔

حضرت خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوب رحمہ اللہ کے ہاں بطور مہمان قیام

الہ آباد میں ۱۹۴۰ء میں حضرت خواجہ مجذوب صاحب رحمہ اللہ کے ہاں چندروز مہمان رہا

پھوپھا صاحب جناب نواب جمشید علی خان مرحوم

بندہ کے پھوپھا نواب جمشید علیخاں صاحب مرحوم باغپت کے رئیس تھے اور حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کے خواص میں ممتاز درجہ رکھتے تھے۔ حضرت والا رحمہ اللہ کے باغپت میں نواب صاحب مرحوم کے مکان پر کئی وعظ ہوئے تھے ''بزم جمشید'' ''خمخانہ باطن'' کے عنوان سے جو ملفوظات ہیں ان میں ایک ملفوظ ہے جس میں حضرت والا نے فرمایا کہ ان کے یہاں کی مستورات تو اپنے وقت کی رابعہ بصریہ ہیں''

فقط۔ محمد عشرت علی خان۔ ۳/ ربیع الاول ۱۴۲۱ھ۔

حضرت والا کے والد ماجد کے اجمالی حالات

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب دامت برکاتہم کے والد ماجد مرحوم ومغفور کا نام محمد مسعود علی خان تھا آپ سرکاری ملازم تھے آخر میں ریٹائرڈ ہو گئے تھے اور کراچی میں رہائش پذیر تھے۔ طویل علالت کے بعد پنج شنبہ ۷؍شوال ۱۳۹۷ھ کو وفات پائی۔

آپ کی وفات پر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ نے ماہنامہ بینات میں جو مضمون تحریر فرمایا تھا وہ بعینہٖ یہاں نقل کیا جاتا ہے:

''افسوس کہ ہمارے محترم کرم فرما جناب عشرت علی قیصر کے والد محترم جناب محمد مسعود علی صاحب طویل علالت کے بعد پنج شنبہ ۷؍شوال ۹۷ھ کو واصل بحق ہوئے، انا للّٰہ وانا الیہ راجعون، مرحوم کی بعض صفات وکمالات دیکھ کر رشک آتا تھا کہ اس پُر آشوب دور میں قوتِ ایمان کے ایسے دل کش نمونے موجود ہیں۔ حدیث بخاری شریف میں جن سات اشخاص کے بارے میں لسانِ نبوت سے یہ بشارت سنی تھی اور پڑھی تھی کہ سات اشخاص قیامت کے روز میدانِ حشر میں عرشِ عظیم کے سایہ تلے ہوں گے۔ ان میں ایک شخص کے بارے میں یہ الفاظ ہیں ''وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ'' کہ ایک شخص وہ ہے جس کا دل ہر وقت مسجد میں رہتا ہے۔

پہلی مرتبہ اس کا مصداق مرحوم کو دیکھا کہ ہر وقت مسجد کی حاضری کی فکر دامنگیر رہتی تھی، نماز پڑھ کر آتے ہی دوبارہ دوسری نماز کی فکر کا شدید تقاضا شروع ہو جاتا، بیماری اور بے ہوشی کے عالم میں بھی مسجد جانے کی فکر اور تقاضا رہا۔ اس آخر عمر میں مسجد بہت پہلے پہنچتے تھے، خود اذان واقامت کی خدمت انجام دیتے تھے، دوسری قابلِ غبطہ (اور قابلِ رشک) بات یہ دیکھی کہ ہر وقت زبان پر ذکر اللہ جاری رہتا، حدیثِ نبوی میں ہے ''لَاتَزَالُ لِسَانُکَ رَطَباً مِّنْ ذِکْرِ اللهِ '' کہ تمہاری زبان اللہ کی یاد سے ہر وقت تر وتازہ رہے'' اس حدیث کا مصداق آپ کی ذاتِ گرامی کو دیکھا، حق تعالیٰ درجاتِ

عالیہ جنۃُ الفردوس میں نصیب فرمائے اور بال بال مغفرت فرمائے اور اس جانکاہ حادثہ میں ہمارے کرم فرما قیصر صاحب کو اوران کی بقیہ اولاد کو صبرِ جمیل اوراجرِ جزیل نصیب فرمائے اور تمام پسماندگان کو اجرِ عظیم عطا فرمائے۔آمین (ماہنامہ بینات ذیقعدہ ۱۳۹۷ھ نومبر ۱۹۷۷ء جلد ۳۱ شمارہ ۵، بصائر وعبر حصہ دوم ص ۱۷۷، مطبوعہ مکتبہ بنوریہ بنوری ٹاؤن، کراچی)

یہاں یہ بات لکھنا فائدے سے خالی نہ ہوگا کہ حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ کا اس مذکورہ شمارہ کے لئے یہ آخری مضمون تھا جو آپ نے اداریہ کے طور پر تحریر فرمایا تھا اوراس شمارہ کی اشاعت سے پہلے ہی ۳/ذیقعدہ ۱۷/اکتوبر دوشنبہ کو آپ رحلت فرما گئے تھے،اناللہ وانا الیہ راجعون چنانچہ ماہنامہ بینات کے مذکورہ شمارے کے ابتداء ہی میں فہرست کے نیچے درجِ ذیل مضمون شائع ہوا تھا:

’’حضرت اقدس نے ۲۷ شوال کی شام کو بصائر وعبر تحریر فرما کر دیئے، ۲۸ شوال (13 اکتوبر) بروز پنجشنبہ صبح ۷ بجے کے طیارے سے اسلامی کونسل کے اجلاس میں شرکت کے لئے اسلام آباد تشریف لے گئے، وہاں یکم ذی قعدہ کو دل کا عارضہ ہوا، کمبائنڈ ملٹری ہسپتال راولپنڈی میں داخل کیا گیا، لیکن تقدیر غالب آئی اور ۳ ذیقعدہ 17 اکتوبر دوشنبہ کو صبح ۵ بجے عالمِ فانی سے رحلت فرما گئے‘‘

اس اعتبار سے یہ حضرت بنوری رحمہ اللہ کا آخری اداریہ بلکہ آخری مضمون تھا۔

حضرت نواب صاحب دامت برکاتہم کے والد ماجد رحمہ اللہ کے حق میں مذکورہ تحسینی وتوصیفی کلمات کا ایک عظیم محدث ومحقق کے قلم سے آخری وقت جاری ہونا یقیناً والد ماجد کے درجاتِ عالیہ وفاضلہ حاصل ہونے کی نشانی ہے۔

حضرت والا کی والدہ ماجدہ کے حالات

جناب حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب دامت برکاتہم کی والدہ ماجدہ کو بھی اللہ تعالیٰ نے دینداری میں خداداد صلاحتیں عطا فرمائی تھیں۔آپ کی والدہ ماجدہ نے ۲۵/محرم ۱۴۰۶ھ بروز

جمعہ کراچی میں انتقال فرمایا، وفات پر ماہنامہ بینات میں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب شہید رحمہ اللہ اور حضرت نواب صاحب دامت برکاتہم کا جو مشترکہ مضمون شائع ہوا تھا وہ یہاں بعینہٖ نقل کیا جاتا ہے، جس سے قارئین کو حضرت والا دامت برکاتہم کی والدہ ماجدہ کے ولیہ، صالحہ، کاملہ ہونے کا اندازہ ہوگا۔

''۲۵ رمحرم الحرام ۱۴۰۶ھ مطابق ۱۱را کتوبر ۱۹۸۵ء بروز جمعہ ہمارے مخدوم ومعظم جناب نواب عشرت علی خان قیصر صاحب کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔مرحومہ کا بیعت وارادت کا تعلق حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ سے تھا۔ تلاوت ونوافل، اوراد واشغال، معمولات کی پابندی، اتباعِ سنت، دوامِ ذکر، جود وسخاوت اور داد ودہش کی بناء پر ''رابعۂ دوراں'' کہلانے کی مستحق تھیں۔

اس ناکارہ کی جناب قیصر صاحب سے ملاقات ہوتی تو والدہ ماجدہ کی صحت کے بارے میں استفسار کرتا اوران کی خدمت میں سلام ودعا کی درخواست کے لئے ضرور عرض کرتا افسوس ہے کہ مرحومہ کے انتقال سے ان دعواتِ صالحہ کا سلسلہ منقطع ہوگیا، جناب قیصر صاحب زید مجدہم نے اس ناکارہ کی درخواست پر مرحومہ کے کچھ حالات قلمبند فرمائے ہیں جو موصوف ہی کے الفاظ میں ذیل میں پیش کئے جاتے ہیں حق تعالیٰ شانہ مرحومہ کو رحمت ورضوان کے درجاتِ عالیہ نصیب فرمائیں اوران کے پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائیں۔

صالحہ والدہ کی کہانی حضرت والا کی زبانی

۲۵ رمحرم ۱۴۰۶ھ بروز جمعہ (بندہ محمد قیصر کی والدہ ماجدہ نے) وفات پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔عارف باللہ ڈاکٹر عبدالحیٔ صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ تقریباً ۹۳ سال اس دار فانی میں گذارے۔ تقسیمِ ہندوستان کے بعد وقتاً فوقتاً پاکستان والد

مرحوم کے ہمراہ آتی رہیں لیکن گزشتہ گیارہ سال سے مستقل قیام کراچی میں تھا، علالت کا ایک طویل عرصہ گذرا۔ مختلف مہلک اور تکلیف دہ امراض کے شدائد میں مبتلا رہیں، بایں ہمہ صبروشکروتحمل کے ساتھ ہر تکلیف برداشت کی، جب بھی قلب کا انجائنا کا دورہ ہوتا تھا تو زبان سے ذکراللہ جاری ہوجاتا تھا۔ وفات سے آٹھ سال قبل سیدھی ٹانگ کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی، ڈاکٹروں نے ہڈی کو میخ سے جوڑنے کے لئے آپریشن تجویز کیا لیکن باوجود شرعی رخصت کے عزیمت پر عمل کیا بوجہ قوتِ ایمانی حجاب (شرعی پردہ) مانع تھا، فرماتی تھیں کہ بقیہ زندگی ٹوٹی ہوئی ٹانگ سے گذانا منظور ہے، لیکن ڈاکٹر کے سامنے جسم کا کھلنا کسی طرح منظور نہیں ہے۔ جب سے ہوش سنبھالا صوم وصلاۃ اور تلاوتِ قرآن کی پابند تھیں، تہجد کی نماز پر مداومت مثل فرض نماز کے تھی۔ آخر شب کی نفلیں کبھی ترک نہیں ہوئیں، حتیٰ کہ جس رات کو سر میں شدید ضرب آئی تہجد کی نیت سے اٹھی تھیں وضو کیا لوٹا ہاتھ میں تھا کہ گر پڑیں جب بستر پر لٹایا تو یہی دھن تھی کہ دو رکعت نفل پڑھوں گی لیکن صدمہ سے دماغ کی رگ پھٹ چکی تھی۔ آخری نماز عشاء کی پڑھی تھی اور صبح صادق سے قبل ہی بے ہوشی طاری ہوگئی۔ ڈھائی دن غشی کی حالت رہی البتہ دورانِ بے ہوشی ایک دن جب ان کے سرہانے کلمہ طیبہ اور کلمہ شہادت کا ورد ہو رہا تھا تو انہوں نے ایک دفعہ شہادت کی انگلی اٹھائی۔ یہ آخری عمل دیکھنے میں آیا۔

حکیم الامت مجدد الملت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ سے بیعت تھیں۔ اور تقریباً ۱۵ سال اصلاحی تعلق رہا۔ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ اور ملفوظات کثرت سے زیر مطالعہ رہتے تھے۔ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال سے ایک سال قبل خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آفتاب غروب ہو رہا ہے۔ اسی طرح حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب رحمہ اللہ پھولپوری کے بارہ میں ان کی وفات سے تین ماہ قبل علی گڑھ میں خواب دیکھا تھا کہ ماہتاب غروب ہو رہا ہے۔ مولانا حکیم محمد اختر

صاحب دامت برکاتہم نے اپنی مرتب کردہ کتاب ''معرفتِ الٰہیہ'' میں ان خوابوں کو قلمبند کیا ہے۔ مرحومہ کا کشف آخری عمر میں بڑھ گیا تھا، بشاراتِ منامیہ (خواب میں بشارتیں) بھی بکثرت دیکھتی تھیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف بارہا نصیب ہوا۔ حضرت مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ تعالیٰ (والدہ ماجدہ کے بارے میں) اپنی مجالس میں فرمایا کرتے تھے کہ کشف وکرامت والی بی بی ہیں۔

ہندوستان کے دورانِ قیام اپنی جائے رہائش پر بچیوں کو قرآن شریف اور بہشتی زیور مدت تک پڑھاتی رہیں، قرآن پاک کی تلاوت سے بے حد شغف تھا، ماہِ رمضان المبارک میں تین روز میں ایک قرآن شریف ختم کرنے کا معمول تھا۔ باوجود اس قدر بیماری، معذوری اور ضعیفی کے ایک منزل روزانہ قرآن شریف کی تلاوت کرتی تھیں۔

چھ سات روز میں ایک قرآن پاک ختم کر لیتی تھیں اور یہ معمول انتقال سے چند ہفتے قبل تک رہا، بعض دفعہ پوری پوری رات قرآن شریف کی تلاوت میں بسر ہو جاتی تھی ''آناء اللیل والنھار'' قرآن پاک کی معیت نصیب تھی جس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ کلامِ الٰہی کے انوار وتجلیات اپنے گردوپیش مشاہدہ کرتی تھیں۔

فرمایا کرتی تھیں کہ جب بستر پر لیٹتی ہوں تو اپنے جسم کے چاروں طرف قرآن پاک کی آیات نہایت نفیس ومنور نقش نگار کے ساتھ متشکل دیکھتی ہوں، اس قدر کثرت سے نمودار ہوتی ہیں کہ مجھے بوجہ ادب اپنے پاؤں بستر پر سکیڑنے پڑتے ہیں۔ کمرہ کے درودیوار اور چھت آیاتِ کریمہ سے مزین ومنور ہو جاتے ہیں۔ **ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء**۔

آنکھ کی بینائی بوجہ موتیا بند کے نہایت کمزور ہو گئی تھی لیکن قرآن پاک کی تلاوت بغیر چشمہ کے کرتی تھیں۔

الحمدللہ تین بار سعادتِ حج اور زیارتِ روضۃُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مشرف ہوئیں۔ رمضان المبارک کا عمرہ بھی نصیب ہوا۔ ماہِ صیام کی آمد کا بڑی بے تابی وشوق

سے انتظار کرتی تھیں، باوجود نقاہت وعلالت کے گذشتہ ماہ رمضان المبارک میں سوائے پانچ چھ ایام کے تمام روزے رکھے۔ یہ ان کی کرامت تھی کہ عزیمت پر عمل کی توفیق ہوجاتی تھی۔ اپنی زکاۃ اور قربانی کا باقاعدہ حساب لکھواتی تھیں۔ صدقہ وخیرات ماشاءاللہ دل کھول کر کرتی تھیں۔ بارہا ان کی زبان سے یہ مصرعہ سنا۔ ؎

پھر نکلنا گور سے ہاتھوں کا ممکن ہی نہیں

فرمایا کرتی تھیں کہ جو کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ہے اپنے ہاتھ سے دیجاؤں۔ ان کی ایک بیوہ خادمہ جو گذشتہ تیس سال سے ان کی خدمت کرتی رہیں۔ سفر ہو یا حضر ہر دم ان کو ساتھ رکھتی تھیں، جو خود کھاتیں اور پہنتیں وہی ان کو دیتی تھیں۔ وہ خادمہ عارضۂ قلب میں مبتلا ہو کر چند روز کے لئے قلب کے ہسپتال میں داخل ہوئی تھیں ان کی عیادت کو تین بار بوجہ معذوری پہیوں والی کرسی پر بیٹھ کر ہسپتال تشریف لے گئیں۔

غرضیکہ ہر طرح سے مساویانہ اور حسنِ سلوک کا برتاؤ رہتا تھا۔

اپنے پیر و مرشد حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اصلاحی تعلق قائم کرلیا۔ ان کے بعد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے رجوع کرتی تھیں۔ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دورانِ علالت دارالعلوم کورنگی بغرضِ عیادت تشریف لے جاتی تھیں۔ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی مرحومہ پر جو خصوصی عنایت تھی اور توجہ تھی اس کا علم حضرت والا قدس سرہٗ کے اجل خلفاء کو تھا، اس نسبت سے یہ حضرات بھی مرحومہ کی عزت واحترام فرماتے تھے۔

عارف باللہ حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحئی صاحب دامت برکاتہم (رحمہ اللہ) کے حق میں بہت دعائیں کیا کرتی تھیں، ان میں سے ایک دعا یہ بھی تھی کہ اے اللہ ان سے تیری مخلوق کو فائدہ پہنچ رہا ہے تو ان کو صحت وعافیت کے ساتھ تادیر زندہ وسلامت رکھ۔

انتقال سے دو تین روز قبل کئی بار حضرت ڈاکٹر صاحب مدظلہ العالی (رحمہ اللہ) کو یاد کیا

حضرت مولانا فقیر محمد صاحب دامت برکاتہم (رحمہ اللہ) جب بھی کراچی تشریف لاتے اور مرحومہ کی عیادت کو جاتے تو حضرت مولانا دامت برکاتہم سے یہ دعا ضرور کراتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ حلاوتِ ایمان اورحسنِ خاتمہ نصیب (ایمان کی مٹھاس اوراچھا خاتمہ) کرے۔سکرات موت آسان ہوجائے۔چنانچہ الحمدللہ آخروقت بہت اچھا ہوا، مرحومہ کی یہ تمنا عمر بھر رہی کہ جمعہ کے روز دنیا سے سفرآخرت کریں،اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ تمنا پوری فرمائی، جمعہ کی اذان کے وقت داعیٔ اجل کو لبیک کہا،دو گھنٹے کے اندر مرحومہ کے غسل وتجہیز وتکفین سے فراغت ہوئی،اورغروب آفتاب سے قبل تدفین انجام پائی۔

حدیث شریف میں جمعہ کی موت کی جو بشارت وارد ہے اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اس کا مورد بنائے۔کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور بلا پرسش وحساب مغفرت فرمائے۔ آمین (ماخوذ از ماہنامہ بینات،کراچی۔ربیع الاول ۱۴۰۶ھ مطابق دسمبر ۱۹۸۵ء)

والدہ ماجدہ کے ان قابلِ رشک حالات واوصاف ملاحظہ کرنے سے حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی اس پیشینگوئی کی صداقت وسچائی ظاہر ہوتی ہے ،جوحضرت تھانوی رحمہ اللہ نے اپنے ملفوظات میں بیان فرمائی ہے کہ:”ان کے یہاں کی مستورات تو اپنے وقت کی رابعہ بصریہ ہیں“

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سلسلۂ ولایت کو تاقیامت جاری وساری رکھیں۔

والدہ ماجدہ کا حضرت تھانوی رحمہ اللہ سے متعلق ایک سچّا خواب

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب دامت برکاتہم کی والدہ ماجدہ نے حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی وفات سے پہلے ایک خواب دیکھا تھااورحضرت تھانوی رحمہ اللہ کی خدمت میں پیش کیا تھا جس کا حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے جواب بھی تحریر فرمایا تھا،حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمہ اللہ نے یہ خواب حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے جواب سمیت خاتمۃ السوانح میں اس طرح نقل فرمایا ہے:

ایک خادمہ رئیسہ نے حضرت اقدس کی وفات سے چھ ماہ قبل جبکہ اس قسم کے خیال کی کوئی وجہ بھی نہ تھی ایک خواب دیکھا جومع جواب حضرت والا رحمہ اللہ اصدق الرؤیا سے

نقل کیا جاتا ہے۔

خواب:...... میں نے دوتین دن ہوئے ایک خواب دیکھا کہ میں ایک جگہ پر گئی ہوں وہاں پر کسی تقریب کے سلسلہ میں فرش فروش اور سامان وغیرہ موجود ہے مگر وہ تقریب ختم ہو چکی ہے اور سامان وغیرہ اُٹھایا جارہا ہے کوئی شخص موجود ہیں میں نے اُن سے دریافتِ حال کیا ہے تو انہوں نے یہ کہا کہ نبی کریم ﷺ یہاں تشریف لائے تھے میں نے پوچھا کہ حضور کیا فرماتے تھے، کچھ فرمایا؟ تو اس شخص نے یہ کہا کہ نبی کریم ﷺ نے یہ فرمایا کہ مولانا اشرف علی کو غروب ہوتا ہوا آفتاب سمجھو، میں نے اس خواب کی یہ تعبیر دی کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے عمر بڑھا دے گا مگر جب سے میں نے یہ خواب دیکھا ہے دل کو ایک گونہ پریشانی ہے۔

الجواب:...... پریشانی کی کوئی بات نہیں اس میں کوئی لفظ قریب زمانہ کا نہیں اور اگر کوئی ایسا لفظ اس میں مان لیا جائے تو قرب کی کوئی حد نہیں۔ قرآن مجید میں قیامت کو قریب فرمایا ہے جس کا اب تک بھی وقوع نہیں ہوا اور ممکن ہے کہ مقصود اس عنوان سے یہ مشورہ دینا ہو کہ دین حاصل کرنے میں دیر نہ کی جائے ،اس قرب کا خیال رکھا جاوے، یہ تو خواب کے معنیٰ میں گفتگو تھی، ایک شبہ کا جواب باقی ہے کہ امتی کو آفتاب فرمانا اور صحابہ کو نجوم فرمانا اس سے امتی کی تفضیل کا شبہ نہ کیا جاوے، وجہ تشبیہ دونوں جگہ جُدا جُدا ہیں، نیز صحابہ اور نجوم میں تعدد مشترک ہے اور اس اُمتی اور آفتاب میں توحد ہے یہ تفاوت کی وجہ ہے دونوں تشبیہوں میں، ورنہ دوسری حدیث میں صحابہ کو انبیاء سے اور ملائکہ سے بھی تشبیہ دی گئی ہے جن کے سامنے آفتاب بلکہ آسمانوں کی بھی کوئی حقیقت نہیں، پھر اس شبہ کی کیا گنجائش ہے۔ ۲۰/محرم ۶۲ھ۔

۲۰/محرم کا یہ جواب ہے اور خط میں اس رئیسہ نے لکھا ہے کہ دوتین دن ہوئے خواب دیکھا۔ حضرت اقدس سہ روزہ جواب دے دیا کرتے تھے، دو دن خط کے پہنچنے میں لگے ہوں گے تو ۱۸/ کا خط ہوگا۔ اس سے دوتین دن پہلے وہی ۱۶/۱۵ محرم حساب سے تاریخ

خواب کی نکلتی ہے اور ۱۵/۱۶ ار جب ہی کی شب کو حضرت اقدس نے رحلت فرمائی، اس حساب سے پورے چھ مہینے پہلے کا خواب ہے، اور سبحان اللہ کیا صریح خواب ہے، جس میں حضرت اقدس کو آفتاب فرمایا گیا ہے۔ اس وقت پھر اوپر والے شعر کے صرف دوسرے مصرعہ کو اس آفتاب کی تشبیہ مبارک مکرر پڑھ لینے کو جی چاہتا ہے۔ ع

چو غلامِ آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم

(تتمہ اشرف السوانح ج۴ص۶۹و۷۰)

حضرت خواجہ صاحب رحمہ اللہ نے خواب نقل کرنے کے ساتھ ساتھ خواب کی حقیقت کو بھی واضح کر دیا ہے۔

حضرت کے پھوپھا جناب نواب جمشید علی خان صاحب مرحوم

جیسا کہ شروع میں حضرت والا کی خود نوشتہ کے ضمن میں گزرا کہ نواب جمشید علی خان صاحب مرحوم (ولد خورشید علی خان مرحوم) جو کہ حضرت والا دامت برکاتہم کے رشتہ میں پھوپا تھے اور حضرت تھانوی رحمہ اللہ سے گہرا تعلق رکھتے تھے اور حافظ صاحب کے نام سے معروف تھے، ان کے متعلق حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا اپنا ملفوظ ہے جس سے حضرت نواب جمشید علی خان صاحب مرحوم اور حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے باہمی تعلق و محبت کا اندازہ ہوتا ہے وہ ملفوظ یہ ہے:

''ایک مرتبہ نواب جمشید علی خان صاحب نے سو روپیہ زکوٰۃ کا مدرسہ میں بھیجا اور چونکہ بے تکلف اور مخلص آدمی ہیں، منی آرڈر کے کوپن میں سادگی سے یہ بھی لکھ دیا کہ مجھے بے حد اشتیاق ہے آپ کو اپنا مہمان بنانے کا، میں نے منی آرڈر یہ لکھ کر واپس کر دیا کہ آپ یہ رقم دے کر مجھ پر زور ڈالنا چاہتے ہیں کہ میں ضرور باغپت آؤں، خواہ مجھے کوئی عذر ہی کیوں نہ ہو، اس سے میری آزادی میں فرق آتا ہے، اس لئے آپ اپنے روپے رکھئے اور اب آنے جانے کے متعلق گفتگو کیجئے۔ بس حقیقت روشن ہوگئی، جمشید تو وہ تھے، اور جامِ جمشید میرے پاس تھا جس میں سارے حالات نظر آ جاتے تھے، [1]

پھر اُن کا معذرت کا خط آیا۔ ماشاء اللہ اُن کی تہذیب اور سمجھ دیکھئے، انہوں نے لکھا کہ ''حقیقت میں مجھ سے غلطی ہوئی کہ میں نے منی آرڈر کے ساتھ ہی تشریف آوری کی درخواست بھی کردی، میں اب بلانے کی تحریک سے رجوع کرتا ہوں اور اب اُس سے بالکل قطع نظر کرکے مکرر (دوبارہ) منی آرڈر بھیجتا ہوں، امید ہے کہ اب براہِ کرم قبول فرمالیجئے گا''

میں نے پھر منی آرڈر لے لیا، اور لکھا کہ پہلے تو آپ کو مجھ سے ملنے کا اشتیاق تھا اور اب آپ کی اس تہذیب کو دیکھ کر میں خود آپ سے ملنے کا مشتاق ہوگیا ہوں، لہٰذا جب آپ چاہیں اس کے متعلق مجھ سے خط وکتابت کریں۔

میں نے کہا کہ جب اُن کی دل شکنی کی ہے تو اب دل دلجوئی بھی کرنا چاہیے، ہر شخص کو اس کے درجہ پر رکھنا ضروری ہے (ملفوظات، الافاضات الیومیۃ ج۹ص۱۴۲، مطبوعہ تالیفاتِ اشرفیہ ملتان)

اس واقعہ سے نواب جمشید علی خان مرحوم کی تہذیب وسمجھ اور سلیقہ مندی کا اندازہ ہوتا ہے، جس کی وجہ سے اُن سے حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کو بھی ملنے کا اشتیاق ہوگیا تھا، یہ حضرت جناب جمشید علی خان مرحوم کی شرافت وکرامت کے لئے کیا کم اعزاز کی بات ہے؟

حضرت حکیمُ الامت رحمہ اللہ کے تین اہم مواعظ

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے ایک مرتبہ حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب دامت برکاتہم کے پھوپھا صاحب ''جناب نواب جمشید علی خان مرحوم'' کی درخواست پر ان کے علاقے ''باغپت'' میں تین روزہ سفر فرمایا اور اس سفر میں حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ نے تین وعظ فرمائے۔

پہلا وعظ ''جلاء القلوب ملقب بہ جامِ جمشید[1]'' نواب صاحب مرحوم کی کوٹھی پر باغپت میں ۲ ربیع الثانی

[1] کہتے ہیں کہ ایران کے جمشید نامی بادشاہ نے ایک پیالہ بنوایا تھا جس میں دنیا کے حالات نظر آجاتے تھے۔

۱۳۳۴ھ مطابق ۶ فروری ۱۹۱۶ء بروز یکشنبہ ہوا۔

دوسرا وعظ ''رجاء الغیوب ملقب بہ صبح امید'' بمقام کاٹھہ نزد باغپت ۳ ربیع الثانی ۱۳۳۴ھ مطابق ۷ فروری ۱۹۱۶ء بروز دوشنبہ بوقتِ صبح ہوا۔

اور تیسرا وعظ ''دواء العیوب ملقب بہ شامِ خورشید'' بمقام میرٹھ شہر نزد باغپت ۴ ربیع الثانی ۱۳۳۴ھ مطابق ۸ فروری ۱۹۱۶ء بروز سہ شنبہ بوقتِ شام ہوا۔

وعظ جلاءُ القلوب کے آخر میں حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ نے خود یہ بیان فرمایا ہے کہ:

اس لقب میں حافظ صاحب (نواب جمشید علی خان صاحب میزبان و مالکِ مکان) کا نام بھی آ گیا۔

کاتبِ وعظ جناب مولانا حکیم محمد مصطفیٰ بجنوری رحمہ اللہ ان تینوں مواعظ کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

''اس سفر میں تین وعظ ہوئے سب سے پہلا یہ وعظ مسمّٰی بہ ''جلاء القلوب ملقب بجامِ جمشید'' اور اس سے اگلے دن بمقام کاٹھہ متصل باغپت وعظ ''رجاء الغیوب ملقب بصبحِ امید'' اور اس سے اگلے دن بمقام میرٹھ وعظ ''دواء العیوب ملقب بہ شامِ خورشید''، تینوں کے نام مقفّٰی ہیں نیز القاب بھی اور تینوں کی وجہ تسمیہ نہایت معقول ہے، ''جلاء القلوب'' کی وجہ تسمیہ اور لقب کی مناسبت تو ابھی بیان ہوئی (کہ اس وعظ میں دل کی صفائی کا بیان ہے اور یہ وعظ نواب جمشید خان کی دعوت ومیزبانی میں ہوا) اور کاٹھہ میں وعظ مستورات کے مجمع میں تحتِ آیت '' اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ کِتٰبَ اللّٰہِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً یَّرْجُوْنَ تِجَارَۃً لَّنْ تَبُوْرَ'' ہوا تھا جس میں رجا کا مضمون غالب تھا اور خود آیت ہی میں ''یرجون'' کا لفظ موجود ہے نیز آیت میں جو وعدے ہیں وہ آخرت کے ہیں، جو عالم غیب ہے اس واسطے ''رجاء الغیوب'' کیا ہی برمحل نام ہوا، نیز وعظ کا وقت صبح کا تھا، اس وجہ سے ''صبحِ امید'' کیا ہی چسپاں لقب رہا اور میرٹھ میں وعظ تحت آیت ''وَجَاءَ کُمُ النَّذِیْرُ''

ہوا، جس کا خلاصہ یہ تھا کہ نذیر کی تفسیر بعض علماء نے بڑھاپے سے کی ہے لہٰذا بوڑھوں کو زیادہ ضرورت اپنی اصلاح کی ہے، اور اس میں امراض اور ان کے علاج مذکور ہوئے، لہٰذا ''دواء العیوب'' اسم با مسمیٰ ہوا، اور اتفاق سے یہ وعظ شام کے وقت ہوا تھا، جس وقت آفتاب کا غروب قریب تھا اور بڑھاپا عمر کی شام ہے، لہٰذا ''شامِ خورشید'' لقب نہایت مناسب رہا اور اس میں ایک لطیفہ یہ بھی ہوا جس کی طرف حضرت والا کو بھی خیال نہیں تھا کہ جب لقب ''شامِ خورشید'' تجویز ہوا تو احقر نے عرض کیا کہ خورشید علی خان، نواب جمشید علی خان صاحب کے والد ماجد مرحوم کا نام تھا، تو اس سلسلہ میں دونوں نام آ گئے، تو حضرت والا نے مسرت ظاہر فرمائی، چونکہ یہ سفر بفرمائش نواب صاحب موصوف ہوا تھا اس واسطے بقاعدہ **للاکثر حکم الکل** تین وعظوں میں سے دو میں اس خاندان کے نام آ جانا گویا کل میں آ جانا ہے، یہ بھی لطف سے خالی نہیں''

(اختتامی سطور وعظ جلاء القلوب ص۱۲۶، مشمولہ تین اہم مواعظ، مطبوعہ ادارۂ اسلامیات کراچی، لاہور)

اور وعظ دواء العیوب کے آخر میں جامع وعظ مولانا حکیم محمد مصطفیٰ بجنوری رحمہ اللہ ہی تحریر فرماتے ہیں:

''اس وعظ کا نام عربی ''دواء العیوب'' ہے ختم ۴ بج کر ۲۲ منٹ پر ہوا، اس کے بعد (حضرت والا) نمازِ عصر کے لئے تشریف لے گئے، بعد نمازِ عصر راقم سے فرمایا کہ اس نام کو یعنی ''شامِ خورشید'' کو مناسبت یہ بھی ہے کہ مشکوٰۃ میں حدیث **بَابُ عَذَابِ الْقَبْرِ** میں آیا ہے کہ میت کو قبر میں وقت غروب شمس کا تخیل ہوتا ہے اور اس میں راز یہ ہے کہ غروبِ شمس وقت ختمِ نہار ہے جس طرح یہ وقت عمر ختم ہے تو آفتاب مشابہ عمر کے ہوا اور موت مشابہ غروب، اس واسطے نام ''شامِ خورشید'' رکھا گیا کیونکہ اس میں مہتم بالشان بیان عمر کے اخیر حصہ یعنی بڑھاپے کا ہے راقم کہتا ہے کہ یہ وعظ میرٹھ میں اس سفر کے اخیر حصہ میں ہوا جو بالقصد باغپت ضلع میرٹھ کے لئے بفرمائش راؤ جمشید علی خان صاحب رئیس باغپت کے ہوا، اس سفر میں ایک وعظ باغپت میں راؤ صاحب موصوف کی کوٹھی پر بھی تحت آیت '' **اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَذِکْرٰی لِمَنْ کَانَ لَہٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَی**

السَّــمْــعَ وَهُــوَ شَهِيْــدٌ'' ہوا تھا، اس کا فارسی نام ''جامِ جمشید'' اور عربی نام ''جلاء القلوب'' تجویز فرمایا تھا۔

اور اسی سفر میں دوسرا وعظ بمقام کاٹھہ ضلع میرٹھ تحت آیت '' اِنَّ الَّـذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُــوْرَ'' ہوا تھا۔ اس کا فارسی نام ''صبحِ امید'' اور عربی نام ''رجاء الغیوب'' تحریر فرمایا تھا اور وعظ ہٰذا کا نام ''دواء العیوب'' اور لقب ''شامِ خورشید'' ہے چونکہ یہ تینوں وعظ ایک ہی سفر میں ہوئے تھے اور تینوں کے عربی فارسی نام باہم موزوں ہیں اس واسطے حضرت والا نے فرمایا کہ مناسب ہے کہ تینوں وعظ طبع بھی یکجا ہوں، شامِ خورشید کو ایک مناسبت یہ بھی ہے کہ اس سفر کا اول وعظ جمشید علی خان صاحب کے نام پر اور اخیر وعظ ان کے والد صاحب مرحوم خورشید علی خان صاحب کے نام پر ہو گیا گو قصداً یہ رعایت نہیں رکھی گئی'' (وعظ دواء العیوب ص۲۵۹، مشمولہ تین اہم مواعظ، مطبوعہ ادارۂ اسلامیات کراچی، لاہور)

حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کی یہ خواہش ''کہ تینوں وعظ ایک ساتھ شائع ہوں'' ایک مدتِ دراز تک تو پوری نہ ہو سکی لیکن سن۱۴۲۴ھ کو حضرت رحمہ اللہ کی یہ خواہش حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب دامت برکاتہم کی برکت سے پوری ہوئی کہ حضرت والا نے جناب مولانا مفتی محمود اشرف عثمانی صاحب مدظلہم (نائب مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی) کے واسطے سے یہ تینوں مواعظ ایک ساتھ شائع کرادیے، جو ''تین اہم مواعظ'' کے نام سے ادارۂ اسلامیات پاکستان سے شائع ہو چکے ہیں فللّٰہ الحمد و الشکر۔

بزمِ جمشید و خمخانۂ باطن

سن۱۳۵۸ھ بمطابق ۱۹۳۹ء میں حضرت نواب جمشید علی خان صاحب مرحوم نے تھانہ بھون کا سفر فرمایا اور حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ سے بھرپور استفادہ فرمایا، اس دوران حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ سے خصوصی مجلس بھی ہوئی، جس کی کارگزاری صاحبِ خلق سامی جناب وصل بلگرامی رحمہ اللہ

نے درجِ ذیل انداز میں تحریر فرمائی ہے:

چند دن کا واقعہ ہے ہمارے محترم فخرِ قوم جناب نواب جمشید علی خان صاحب، ایم، ایل، اے، رئیس باغپت (ضلع میرٹھ) جو حضرت اقدس مدظلہم العالی (حضرت تھانوی رحمہ اللہ) کے حلقۂ خدام میں داخل ہیں مع اپنے اہل وعیال کے تھانہ بھون حاضر ہوئے تھے...... ......ان کی عقیدت ومحبت کی حالت کسی سے پنہاں نہیں، خود حضرتِ اقدس مدظلہم العالی (حضرت تھانوی رحمہ اللہ) فرماتے ہیں کہ اعمال میں تو کچھ کمی ہے مگر محبت وعقیدت میں کمی نہیں اور ان کے یہاں کی مستورات تو اپنے وقت کی رابعہ بصریہ ہیں۔

بالخصوص ان کی اہلیہ تو سراپا خلوص وطاعت ہیں۔ان کے حالات تو دیکھنے سے معلوم ہوتے ہیں، میں نے اپنے گھر کے ذریعے سے جس قدر حالات سنے ہیں وہ اس دور میں آپ اپنی مثال ہیں۔باوجود تنعّم (نازونعمت سے زندگی بسر کرنے) کے مزاج میں جس قدر انکسار، عجز وبردباری ہے وہ اس زمانے میں مشکل ہے۔محبت وعقیدت میں فنا ہیں۔نواب صاحب کی والدہ نے مکہ معظّمہ میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے شرفِ بیعت حاصل کیا تھا۔یہ سب برکتیں اور یہ سب اثر اس گرامی توسل کا ہے، جو مکہ معظّمہ سے حاصل ہوکر باغپت میں آیا تھا اور خدا نے چاہا تو یہ سلسلہ ہمیشہ روز افزوں ترقی کے ساتھ قائم رہے گا۔

نواب صاحب موصوف نے اس مرتبہ تھانہ بھون کے قیام کے زمانہ میں ایک بار مجلس خاص اور ایک بار مجلس عام میں کچھ استفسارات کئے اور اپنی تشفی وتسکین کرنا چاہی، حضرت والا نے جس پیرایہ میں ان کے جوابات عطا فرمائے ہیں ان کا لطف سننے سے متعلق تھا۔بیان یا تحریر میں نہیں آ سکتا۔اس وقت ایک عجیب عالم تھا اور ایک عجیب کیفیت۔یہ بیانات ایسے تھے جن سے عوام وخواص دونوں فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔اس لئے وہ کسی نہ کسی طرح ضبطِ تحریر میں لائے گئے اور بعد ملاحظہ نظرِ فیض اثر حضرت اقدس مدظلہم العالی (حضرت تھانوی رحمہ اللہ) بغرضِ استفادۂ عام ذیل میں درج کئے جاتے ہیں

اس مجموعہ کا نام بھی حضرت والا نے اپنی غایتِ شفقت سے جناب نواب صاحب ممدوح کے نام نامی کی رعایت سے ''بزمِ جمشید'' تجویز فرمایا، اس کے بعد اسمِ تاریخی ''خمخانۂ باطن'' سے ملقب کیا گیا۔ نواب صاحب ممدوح کے زبانی استفسارات کے جوابات کے علاوہ چند اور ضروری ملفوظات بطورِ ضمیمہ شامل مجموعہ ہٰذا کیے گئے (بزمِ جمشید ملقب بہ اسمِ تاریخی خمخانۂ باطن، ملفوظاتِ حکیم الامت ج۲۹ص۲۸۲و۲۸۳)

حضرت نواب جمشید علی خان صاحب مرحوم کے متعلق حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب دامت برکاتہم کی زبانی سُنا کہ باوجودیکہ نواب جمشید صاحب مرحوم اپنے علاقہ باغپت کے بڑے رئیسوں اور نوابوں میں سے تھے اور ملازموں اور نوکروں کی بھی کوئی کمی نہیں تھی، اس دور میں موٹر کار بھی بہت خال خال لوگوں کے پاس ہوا کرتی تھی، نواب جمشید علی خان صاحب مرحوم کے یہاں اس زمانہ میں موٹر کار تھی، جس کو چلانے کے لئے مستقل ڈرائیور ہوا کرتے تھے، لیکن جب حضرت تھانوی رحمہ اللہ باغپت تشریف لے جاتے اور حضرت نواب جمشید علی خان مرحوم کے یہاں مہمان ہوتے تو حضرت تھانوی رحمہ اللہ کو موٹر کار میں بٹھا کر محبت وعقیدت اور اعزاز واکرام کی خاطر خود ڈرائیونگ فرماتے تھے۔

جب حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا انتقال ہوگیا تو تھانہ بھون میں حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے متعدد عقیدت مند جمع تھے، جن میں حضرت نواب جمشید علی خان مرحوم بھی شامل تھے اور حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی چھوٹی اہلیہ محترمہ (چھوٹی پیرانی صاحبہ) مختلف حضرات کو حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے کچھ تبرکات وملبوسات وغیرہ تقسیم فرما رہی تھیں، حضرت کی ٹوپیاں، رومال، شلوکے (نیم آستین والے بنیان) عمامے وغیرہ خلفاء اور خدام حضرات نے اپنی پسند کے مطابق وصول کئے، اندر گھر ہی سے حضرت پیرانی صاحبہ نے باہر موجود نواب جمشید علی خان مرحوم سے معلوم کرایا کہ آپ نے کچھ طلب نہیں فرمایا، کیا آپ بھی حضرت رحمہ اللہ کی کوئی چیز لینا چاہتے ہیں؟ نواب جمشید علی خان مرحوم نے عرض کیا کہ مجھے تو ایسی کوئی قیمتی چیز نہیں چاہئے، البتہ اگر حضرت رحمہ اللہ کی کوئی اونی پرانی استعمال شدہ جرابیں ہوں تو وہ عنایت کردی جائیں، اس پر نواب صاحب مرحوم کو اونی پرانی جرابیں دیدی

گئیں۔

نواب جمشید صاحب مرحوم یہ جرابیں حاصل کر کے اپنے گھر لے گئے اور اپنے گھر والوں سے ان کو اُدھڑ وا کران کی ٹوپی بنوائی جس کو پہن کر تہجد کی نماز پڑھا کرتے تھے۔

یہ حضرت نواب جمشید صاحب مرحوم کی اپنے شیخ سے محبت وعقیدت اور عظمت کا عالَم تھا کہ اپنے شیخ کے پیرِ مبارک میں استعمال شدہ جرابوں کو اتنا مبارک سمجھا کہ ان کو تہجد کی نماز میں اپنے سر کا تاج بنایا

ع خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

خاندان کے مشہور بزرگ جناب نواب محمود علی خان صاحب مرحوم

جناب حضرت نواب محمد عشرت علی خان صاحب دامت برکاتہم کے خاندان کے مشہور بزرگ ''جناب نواب محمود علی خان صاحب مرحوم'' کا اکابرین اور خاص طور پر سیدُ الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ سے خصوصی اور گہرا تعلق وربط تھا۔ [1]

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ نے جناب نواب محمود علی خان صاحب مرحوم کو ایک تفصیلی خط تحریر فرمایا تھا، جو حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ نے اپنی معرکۃ الآراء تصنیف ''تربیت السالک'' میں خاص اہتمام کے ساتھ نقل فرمایا ہے اور اس خط کی اشاعت کو ہر طبقہ کے لئے مفید قرار دیا ہے بلکہ اس خط کے ہر ہر حصہ کو عجیب وغریب علوم کا خزانہ فرمایا ہے، اور اس پر ''رسالہ الصحیفۃ الفاضلۃ فی اصلاح العاجلۃ والآجلۃ'' کا عنوان قائم فرمایا ہے، عنوان کا مطلب ہے ''عالیشان صحیفہ جو دنیا وآخرت کی اصلاح کے لئے مفید ہے'' اس لیے یہ بات غیر مناسب معلوم ہوتی ہے کہ نواب محمود علی خان مرحوم کا تذکرہ آئے اور اس خط کو نقل نہ کیا جائے۔

---

[1] جناب نواب محمود علیخان صاحب مرحوم، رشتے میں حضرت نواب محمد عشرت علیخان قیصر صاحب دامت برکاتہم کی دادی مرحومہ کے سگے دادا اور نواب یوسف علی خان صاحب اور نواب عبد الصمد خان صاحب مرحوم کے والد تھے، نواب یوسف علیخان صاحب مرحوم اپنے والدین کی وفات کے بعد ان کے ایصالِ ثواب کے لئے بہت خرچ کیا کرتے تھے، جس کا ذکر ''ارواحِ ثلاثہ'' میں حضرت امیر شاہ خان صاحب خرجوی ''راوی امیر الروایات'' کی حکایات کے ضمن میں موجود ہے۔
محمد رضوان؛ ۱۵/ ربیع الاول ۱۴۲۸ھ

لہٰذا ذیل میں حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی اس خط پر تمہید کے ساتھ وہ پورا خط نقل کیا جاتا ہے۔

رسالہ الصحیفۃ الفاضلہ فی اصلاح العاجلۃ و الاٰجلۃ

بعد حمد وصلوٰۃ احقر اشرف علی عرض کرتا ہے کہ یہ ایک خط ہے جو حضرت مرشدی قدس سرہٗ نے جناب نواب محمود علی خان صاحب مرحوم کو اس وقت تحریر فرمایا تھا جب ان کا ارادہ مکہ معظّمہ ہجرت کرنے کا تھا اور اپنی ریاست کا انتظام کرنے کے لئے ہندوستان تشریف لائے تھے چونکہ یہ والا نامہ دین ودنیا دونوں کے مہمات مصالح کا جامع ہے اس کی اشاعت کو ہر طبقہ کے لئے مفید سمجھا گیا، ناظرین اس کے ہر ہر جز و کو علومِ عجیبہ کا خزانہ پائیں گے۔ وھو ھٰذا۔

(نقل والا نامہ حضرت مرشدی حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

از مکہ معظّمہ حارۃ الباب۔ مورخہ ۲۵/ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۱ھ

از فقیر امداد اللہ عفی عنہ۔ بخدمت سراپا جود وسخا حامی شریعت وطریقت جناب نواب محمود علی خان صاحب متع اللہ المسلمین بطول حیاتہٖ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ جب سے آپ تشریف لے گئے ہیں دل کو بہت تعلق ہے۔ امید کہ بفضلہٖ تعالیٰ آپ مع الخیر والعافیۃ اپنے وطن پہنچ کر اپنے فرزندان وعزیز اقارب کے دیدار سے مسرور وشاداں ہوئے ہوں گے۔ آپ بہت جلد اپنے مزاجِ مبارک کی خیریت وحالاتِ سفر ودیگر حالات سے سرفراز فرماویں۔ چونکہ فقیر کو آپ سے محبت لِلّٰہ ہے اور (الدین النصیحۃ) بڑی خیر خواہی دین کی ہے اس لئے خیر خواہانہ تحریر ہے۔ آپ اپنی ریاست کا انتظام اور حقداران کی ادائے حقوق کا بندوبست اس طرح سے کر کے یہاں تشریف لاویں کہ آپ کو کچھ بھی تشویش نہ رہے کیونکہ جب تک قلب تعلقات وتشویشاتِ دنیاوی میں مشغول رہے گا عبادت وطاعت کی لذت وحلاوت ہرگز نہ مِلے گی بلکہ جب تک دل ماسوی اللہ سے پاک وصاف نہ ہوگا تب تک نہ سچی

توحید حاصل ہوگی اور نہ جمالِ مبارک حق کا آئینۂ دل میں مشاہدہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے بندہ کو ایک ہی قلب مخصوص اپنے واسطے عطا کیا کوئی دوسرا دل نہیں کہ اس میں دوسرے تعلقات مشاغل کو جگہ ہو۔ حرمین شریفین میں رہ کر دل کو امور ومشاغلِ ہند میں مشغول رکھنا اس سے بہتر یہ ہے کہ ہند میں رہ کر دل کو حرمین شریفین کی طرف متوجہ رکھنا۔ کیونکہ حقیقت ہی قلب سے ہے اگر قلب ہند میں رہا اور صرف ظاہری جسم حرمین شریفین میں رہا تو یہ ہجرت حقیقی نہ ہوئی کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک معتبر عملِ قلب ہے (اِنَّ اللّٰہَ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَلَایَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ)[۱] اصل ہجرت تو یہ ہے کہ اللہ (تعالیٰ) کے واسطے اللہ کے سوا سب کو چھوڑ کر صرف اللہ کا ہو رہے۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو اس قدر تو ضروری ہے کہ آپ کو اور اپنی اولاد واموال وریاست سب کاموں کو اللہ تعالیٰ کی وکالت میں سپرد کر کے خود تدبیر وبندوبست سے فارغ ہو جائے۔ جب اللہ قادر ورحیم وکریم وعلیم کو اپنا وکیل وکارساز بنا دیا تو بندۂ عاجز ناکس کا محتاج نہ رہے گا۔ جب تک اللہ اور رسول کی محبت سب چیزوں پر غالب نہ ہوگی اور امورِ دین اور امورِ دنیوی پر یعنی باقی فانی پر غالب نہ ہو جاویں گے تب تک بندہ کا ایمان پورا نہ ہو سکے گا۔ مسلمان کو کامل مسلمان ہونے کی کوشش وفکر تو سب پر مقدم وفرض ہے۔ بس اپنے متعلق کوئی جھگڑا وتعلق دنیاوی نہ رکھیں جب سب اللہ تعالیٰ شانہٗ کے سپرد کر دیئے اور دنیا پر عقبیٰ (یعنی آخرت) کو مقدم کر دیا تو سب کام درست ٹھیک ہوگئے۔ دنیا فانی بگڑے تو کیا۔ بنے تو کیا (جب اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا تو ہرگز نہ بگڑے گی) جب عقبیٰ ودین کی درستی ہوگئی تو ہفت اقلیم کی سلطنت بھی اس کے نزدیک بے حقیقت ہے۔ حضرت مولانا روم رحمہ اللہ فرماتے ہیں ؎

عشق برمردہ نباشد پائیدار　　　عشق را برحیّ برقیّوم دار[۲]

---

[۱] یعنی ”اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کو دیکھتے ہیں، تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتے“

[۲] یعنی مردہ اور فانی چیزوں سے عشق پائیدار ومضبوط نہیں ہوتا، عشق تو اللہ حی وقیوم سے رکھنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ کے سِوا سب فانی ہے اور عشقِ باقی باقی ہے، یا اللہ فانی کی محبت یعنی اولاد واموال کی محبت اللہ حیّ وقیّوم کی محبت سے ہم سب کو نہ روکے۔ بس مکہ ومدینہ میں رہنے کا لُطف جب ہی ہے کہ دل سب سے فارغ وخالی ہو۔ بہت علوم پڑھنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ جب تک عمل نہ ہو، نقل ہے کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابراہیم ادہم قدس سرہٗ سے کہا تھا کہ درویش کے واسطے علوم کا سیکھنا ضروری ہے تو آپ نے جواب دیا کہ میں نے ایک حدیث سُنی ہے کہ (حُبُّ الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ الْخَطِیْئَاتِ) [۱] جب اس حدیث پر عمل کرلوں تو اور علوم سیکھوں۔ ہدایت کے واسطے ایک آیت ایک حدیث کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ شانہٗ ہم کو اور آپ کو توفیقِ عمل عطا فرمادیں۔ اور اپنی رضامندی پر چلاویں اور ماریں۔ حقیقت میں حضرت اس حدیث پر عمل ہوجاوے تو انسان مقبولِ خدا ہوجاوے۔ صفاتِ ذمائم جو مہلکات ہیں [۲] مثل طمع وحرص وحسد وکینہ وعداوت وغضب وکبر وبُخل وغیرہ سب حُبِ دنیا سے پیدا ہوتے ہیں۔ ایسا ہی صفاتِ حمیدہ مثل صبر وتوکل ورضا وقناعت وتواضع وسخاوت وحلم وغیرہ سب ترکِ حُبِ دنیا سے حاصل ہوتے ہیں۔ اولاد کے برابر عزیز اور والدین کے برابر شفیق ومہربان کوئی نہیں مگر اس حُبِ دنیا کی وجہ سے ان میں آپس میں مخالفت وعداوت ہوجاتی ہے اور جب حُبِ دنیا نہ رہے۔ سارے جہان کے غیر عزیز دوست ہوجاتے ہیں (اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ) ایک بات ضروری یہ بھی ہے کہ دادودہش کا جھگڑا بھی اپنے ساتھ نہ ہو تو بہتر ہے بلکہ کل صدقات وخیرات بھی متعلق ریاست کردیا جاوے۔ بندہ کو اپنے آپ کو اپنے جسم وروح اللہ تعالیٰ کو دینا یہی حقیقی سعادت وجوادی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کو اپنے آپ کو دیدیا تو اب کوئی جود وسخا باقی نہ رہی اب اس کو لاکھ وکروڑ روزانہ خیرات کرنے کی حاجت باقی نہ رہی اہلُ اللہ کے برابر کوئی جواد وسخی نہیں ہوسکتا۔

---

[۱] یعنی دنیا کی محبت ساری خطاؤں کی جڑ ہے۔

[۲] یعنی بری صفات اور برے اخلاق جو ہلاک کرنے والے ہیں۔

فقیر کی تو یہ بھی صلاح نہ ہوتی کہ آپ اپنے مصارف کے واسطے کچھ ریاست سے مقرر کرلیں۔لیکن چونکہ ساری عمر اسباب پر رہی ہے اس لیے اس بارہ میں فقیر کچھ نہیں کہتا ہے ۔آپ اپنے نفس سے زیادہ واقف ہیں کیونکہ درویشی میں یہ بڑا شرک (اصطلاحی) ہے کہ رہیں تو بابِ اَللہ بابِ رسول پر اور روزی مانگیں ہندوستان سے کسی امیر کے دروازے پر، کسی دوسرے سے مانگ کر کھانا امیر کی غیرت وغُصّہ کا سبب ہے یہ کوئی بڑے درجات ومراتب کی بات نہیں کمالِ ایمان اور ادب کی بات ہے بس اپنے ضروری خرچ کے سوا زیادہ مقرر نہ کریں کہ لوگ آپ کے تضیعِ اوقات اور تشویش کے باعث نہ ہوں۔

بڑی خرابی امراء ورئیسوں کو اس وجہ سے ہوتی ہے کہ انہوں نے مشورہ لینے کی سنت کو اپنی کم فہمی سے ترک کردیا ہے۔مسلمان لوگوں کی تعلیم کے واسطے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو (شَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ) [1] بتا کید فرمایا ہے۔نصرانیوں نے اس آیت پر اس درجہ عمل کیا کہ ہزاروں قسم کی مجلسیں مقرر کیں ہر اخبار اور ہر رعیت کو رائے دینے کا مجاز کیا۔اس کا نتیجہ جو کچھ ہے آپ کو بھی معلوم ہے۔مسلمانوں کو یہ خبط ہے کہ جب ہم دوسرے سے رائے لیں گے تو ہم کو لوگ کم عقل سمجھیں گے یا ہماری حکومت میں شریک ہوجاویں گے۔یا تکبر سے کسی کو مشورہ کے قابل نہیں سمجھتے۔غرضیکہ اس قسم کے بیسیوں خبط ہیں۔بس اپنے خیر خواہوں سے مشورہ کرکے سب کاموں کا انتظام وانصرام بخوبی کرکے تشریف لاویں اگر پانچ چار مہینہ توقف بھی کرنا پڑ جاوے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ کیونکہ ادھورا کام چھوڑ کر آنے میں پھر وہی تشویش وتردُّد رہے گا۔زمانہ میں عقل کے ساتھ دیانت دار کمیاب ہیں۔اگر ایسے لوگ مل جاویں تو حق تعالیٰ کا بہت شکر کرنا چاہیے اور ایسے آدمی کی قدر کرنی چاہیے کیونکہ (لَايَشْكُرُ اللهَ مَنْ لَايَشْكُرُ النَّاسَ) [2]

---

[1] یعنی آپ اہم معاملات میں لوگوں سے مشورہ کیجئے۔
[2] یعنی جو شخص لوگوں کا شکر نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکر نہیں کرتا۔

خود اللہ تعالیٰ شاکر ومشکور ہے۔ ہر شخص کی استعداد کے مطابق برتاؤ فرماتا ہے نیکوں کو ہر نیکی کے بدلے دس سے کم نہیں اور زیادہ کا انتہا نہیں، عنایت کرتا ہے اور برائی کا برابر صرف ایک برائی۔ خود فرماتا ہے اَفَمَنْ کَانَ مُؤْمِناً کَمَنْ کَانَ فَاسِقاً [1]۔ اس مسئلہ پر بھی فرنگیوں نے ایسا عمل کیا ہے جیسا چاہیے۔ ان کا ملازم یا ان کی رعیت کچھ اچھا کام کرتا ہے تو اس کا کیا کچھ شکر کرتے ہیں۔ اگر ملازم ہو تو اس کی کارگذاری کی کتاب میں توصیف اور تعریف لکھتے ہیں اور اس کی خدمت کے لائق برابر ترقی کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ بعض وقت دس روپے والے کی ترقی ہزار دو ہزار تک ہوجاتی ہے۔ ویسے بھی بذریعہ خطاب وغیرہ ملازم ورعایا کی عزت کرکے اس کی دیانت وہمت بڑھاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ دیانتدار وغیر دیانتدار کے ساتھ یکساں سلوک ہوگا تو دیانتدار کی ہمت اس کی خیرخواہی کی طرف سُست ہوجاوے گی، پھر سب کام خراب ہوجاویں گے۔ مسلمان رئیسوں کی زیادہ خرابی اس سے ہوئی کہ انہوں نے اہل ونااہل کی تمیز نہ کی۔ بہت رئیسوں نے جان بھی لیا کہ فلاں عاقل ودیانتدار ہے مگر تکبر یا بدعقلی کی وجہ سے اس کی قدر نہیں کرتے۔ بعضوں کو یہ خبط ہے کہ اگر ہم اس کی تعریف وترقی کریں گے تو یہ خراب ہوجاویں گے (نعوذ باللہ منہا) اپنی عقل کو اسرارِ شریعت سے بھی بڑھ کر سمجھنے لگے۔ فقیر نے بارہا دیکھا ہے کہ دیانتدار کو خائن خود رئیس کردیتے ہیں کیونکہ ملازم نے اپنے اوقات کو اپنے آقا کے ہاتھ اپنی رفعِ حوائج کے بدلہ بیچ ڈالا۔ جب آقا کو اپنے ملازم کی ضروریات وحوائج کا خیال نہ ہوگا مثلاً اس کی حیثیت کے موافق اس کی رفعِ حاجات پچاس روپیہ میں ہوں اور وہ پچیس روپیہ دے تو ملازم اور حاجتوں کو کہاں سے پوری کرے۔ آخر وہ خیانت کی طرف مجبور ہوگا۔ بس اس میں اللہ ورسول کے قانون کے مطابق کارروائی ہونے سے سب اُمور ٹھیک ہوتے ہیں۔ فقط (النور ذی الحجہ ۱۳۵۹ھ) (تمت الصحیفۃ الفاضلہ)

---

[1] یعنی کیا جو شخص فرمانبردار ہے وہ نافرمان کے برابر ہوسکتا ہے۔

(تربیت السالک جلد سوم، صفحہ ۲۶۹ تا ۲۷۳۔ باب چہارم: اعمال کے بیان میں)

فائدہ: اس عظیم الشان صحیفہ کو بار بار پڑھئے اور دنیا وآخرت کے خزانے حاصل کیجئے۔

حضرت مولانا فقیر محمد صاحب پشاوری رحمہ اللہ سے تعلق

مسیحُ الامت حضرت مولانا محمد مسیحُ اللہ خان صاحب جلال آبادی رحمہ اللہ سے باضابطہ اصلاحی تعلق قائم کرنے سے پہلے حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصؔر صاحب دامت برکاتہم کا حضرت مولانا فقیر محمد صاحب پشاوری رحمہ اللہ سے دیرینہ اور گہرا تعلق قائم رہا۔

حضرت مولانا فقیر محمد صاحب رحمہ اللہ جو حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کے اجلِ خلفاء میں سے تھے اور ذکر وشغل میں ایک خاص مقام رکھتے تھے۔

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصؔر صاحب دامت برکاتہم کا پشاور حضرت والا کی خدمت میں کثرت سے حاضری اور خود حضرت مولانا فقیر محمد صاحب پشاوری رحمہ اللہ کا آپ کے یہاں کراچی آمدورفت کا سلسلہ جاری رہا، سفر وحضر میں حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصؔر صاحب دامت برکاتہم کو حضرت مولانا فقیر محمد صاحب پشاوری رحمہ اللہ کی غیر معمولی رفاقت رہی، اور حضرت والا نے اپنے پشاوری شیخ کی دل وجان سے خدمت میں حصہ لیا، حضرت مولانا فقیر محمد صاحب پشاوری رحمہ اللہ کی مسلسل مصاحبت ومجالست اور اصلاحی تعلق کی برکات سے حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصؔر صاحب دامت برکاتہم نے اپنے شیخ کے بیشتر معمولات اور انداز کو اپنا کر اپنی زندگی کا حصہ بنالیا، چنانچہ ذکر وفکر اور فنائیت اور دعا کے غیر معمولی ذوق وشوق جیسی چیزوں میں اپنے شیخ کے نقشِ قدم پر چلنے کو اپنایا، جو بحمد اللہ تعالیٰ تا حال جاری ہے۔ **اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ**

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصؔر صاحب دامت برکاتہم اپنے سابق شیخ حضرت مولانا فقیر محمد صاحب پشاوری رحمہ اللہ کے حالات وسوانح کے آغاز میں تحریر فرماتے ہیں:

> ''اولیائے کرام اور صوفیائے عظام کے حالاتِ زندگی رقم کرنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اُن کا مطالعہ ہمارے لئے سبق آموز، باعثِ تذکیر اور محرکِ عمل ہو، محض قصہ کہانی کے

طور پر نہ پڑھا جائے ، بلکہ نصیحت پکڑیں اور فیض حاصل کریں ، تاکہ ہم اپنی زندگی میں صلاح ، فکر وعمل کا انقلاب پیدا کریں اور شیخ المشائخ حضرت حکیم الامت مجدد ملت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق ومسلک کی ترویج واشاعت میں حریص بن جائیں‘‘

(فیض حسن واشرف صفحہ ۸)

حضرت مولانا فقیر محمد صاحب پشاوری رحمہ اللہ کی طرف سے خلافت

جب حضرت مولانا فقیر محمد صاحب پشاوری رحمہ اللہ نے حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصؔر صاحب دامت برکاتہم کی صلاحیتوں کو اپنے نورِ بصیرت سے بھانپ لیا اور آپ کی حالت پر اطمینان ہوگیا تو مؤرخہ ۲۹/ جون سَن ۱۹۷۸ء/ رجب ۱۳۹۸ھ کو اپنی طرف سے خلافت واجازتِ بیعت سے درجِ ذیل کلمات کے ساتھ مشرّف فرمایا۔

از لنڈی ارباب (پشاور) (مورخہ) ۷۸/۶/۲۹ء

جناب نواب قیصر صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کے خط سے نور اور حالات سے عجز وانکساری معلوم ہوتی ہے ، میرے قلب پر بیساختہ وارد ہوتا ہے کہ آپ کو بیعت اور تلقین کی اجازت دے دوں ۔ تو کلاً علی اللہ دیتا ہوں ۔ اگر کوئی بیعت کی درخواست کرے تو انکار نہ کرنا انشاء اللہ جانبین میں برکت اور نفع ہوگا ۔ اپنے دوستوں کو تلقین کیا کرو ۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ سے لوگوں کو دین کا بہت زیادہ نفع پہنچائے ۔ آمین ۔ ثم آمین ، فقط سلام ۔

دعا گو ودعا جو مولوی فقیر محمد سرحدی ۲۹/ جون ۷۸ء۔

فائدہ: حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کے اس عظیم خلیفہ (حضرت مولانا فقیر محمد صاحب پشاوری رحمہ اللہ) کی طرف سے ان جامع اور مبارک کلمات کے ساتھ حضرت والا کو اجازتِ بیعت وخلافت کا حصول یقیناً حضرت نواب محمد عشرت علیخان قیصؔر صاحب دامت برکاتہم کے لئے بہت بڑی سند اور عظیم نسبت کی علامت ہے۔

حضرت مولانا محمد مسیح اللہ خانصاب جلال آبادی رحمہ اللہ کی طرف سے خلافت

اسی طرح مورخہ ۱۴/ ذوالقعدہ ۱۴۱۰ھ کو حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے ایک دوسرے عظیم خلیفہ، مسیح الامت حضرت مولانا محمد مسیح اللہ خانصاب جلال آبادی رحمہ اللہ کی طرف سے آپ کو مندرجہ ذیل کلمات کے ساتھ خلافت واجازتِ بیعت حاصل ہوئی۔

یہ احساس عظمتِ نسبت اور مقتضی ہے کہ مسئلہ سلوک کا ہے کہ اشاعتِ سلسلہ میں حریص ہونا چاہئے لہٰذا کیوں نہ آپ کو بیعت کے سلسلہ میں حریص ہونے کی اجازت دی جاوے، اجازت۔ بھلا قیصر اور سلسلہ کی رونق سے خالی، **اجازتِ بیعت**۔ سرخرو۔ بفضلہٖ تعالیٰ۔

احقر محمد مسیح اللہ ۱۴/ ذیقعدہ ۱۴۱۰ھ

حضرت مسیح الامت مولانا محمد مسیح اللہ خانصاحب جلال آبادی رحمہ اللہ کی طرف سے بھی حضرت والا کو جن کلمات کے ساتھ اجازتِ بیعت حاصل ہوئی، وہ بھی عظیم الشان ہیں، حضرت والا کو قیصر کے ساتھ اس لفظ کے لغوی معنیٰ ''محل'' کے اجازتِ بیعت کے سلسلہ کی رونق سے پُر فرمانے کی طرف اشارہ موجود ہے جو کہ عجیب وغریب بلاغت ہے۔

اجازتِ بیعت والا مکمل مضمون مکتوب نمبر ۹ کے ذیل میں ملاحظہ کیا جائے۔

حضرت والا کے چند معمولات وخصوصیات

کراچی واسلام آباد میں قیام

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب دامت برکاتہم طویل عرصہ سے سال کے مختلف اوقات میں چند ماہ کراچی میں اور چند ماہ اسلام آباد میں قیام فرماتے ہیں اور یہ سلسلہ اس وقت سے جاری ہے، جب آپ کو آپ کے شیخ حضرت مسیح الامت مولانا محمد مسیح اللہ خان صاحب جلال آبادی رحمہ اللہ نے اسلام آباد میں مخصوص وجوہات کی بناء پر قیام کرنے کی طرف متوجہ فرمایا تھا، ورنہ اس سے قبل آپ کا مستقل قیام کراچی شہر میں ہوتا تھا۔

اصلاحی مجالس کا قیام

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب دامت برکاتہم حسبِ موقع کراچی واسلام آباد میں ہفتہ کے مخصوص دنوں میں اصلاحی مجالس کا قیام فرماتے ہیں ،شروع میں اسلام آباد میں اصلاحی مجلس کا قیام بروز جمعہ آپ کے دولت خانہ پر ہوا کرتا تھا، بعد میں قریبی مسجد میں یہ سلسلہ منتقل کر دیا گیا، جو بحمد اللہ تعالیٰ تا حال جاری ہے۔

آپ کا عموماً معمول یہ ہے کہ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے مواعظ وملفوظات سنا کر ان کی تشریح وتوضیح فرماتے ہیں ،اور اکثر وبیشتر حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے واقعات وارشادات ہی سے اصلاحی مجالس کو مزیّن فرماتے ہیں ،آپ کو حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی شخصیت اور ان کی تعلیمات وہدایات سے والہانہ محبت ہے۔

اگر کسی خاص جگہ حضرت والا کو وعظ کے لیے مدعو فرمایا جاتا ہے یا کسی دوسری غرض سے مدعو کیا جاتا ہے یا حضرت والا سے کوئی ملاقات وزیارت کے لئے جاتا ہے، ان سب مواقع پر بھی اکثر وبیشتر حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے کسی ملفوظ یا ارشاد کو زبانی بیان فرما کر اس کی روشنی میں نصائح

وہدایات کا سلسلہ جاری رکھتے ہیں اور بعض اوقات حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کا تذکرہ فرمانے کے دوران یہ شعر بھی خاص انداز میں پڑھ کر سناتے ہیں:

جہاں جاتے ہیں ہم تیرا فسانہ چھیڑ دیتے ہیں ہم ہر رنگِ محفل دیکھ لیتے ہیں

حضرت والا کو اردو اور فارسی عبرت ونصیحت آمیز اشعار سے بھی خاصی مناسبت ہے اور آپ کو باوجود بڑھاپے اور ضعف کے بہت سے اشعار بحمد اللہ تعالیٰ زبانی یاد ہیں۔

جب حضرت والا اپنے مخصوص انداز اور بے تکلف لہجہ میں کسی تصنع وبناوٹ کے بغیر عبرت ونصیحت آمیز اشعار سناتے ہیں تو سامعین کے دلوں پر اثر کرتے چلے جاتے ہیں اور بعض اوقات سامعین پر غیر اختیاری رقت طاری ہوجاتی ہے۔ وعظ وبیان کے دوران اللہ تعالیٰ کی محبت وخشیت کے مضامین بیان فرماتے وقت حضرت والا کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے ہیں، جس کا مخاطب پر غیر معمولی اثر پڑتا ہے۔

الٰہی کیا چھپا ہوتا ہے اہلِ دل کے سینوں میں یدِ بیضا لئے بیٹھے ہیں آستینوں میں

دعاء کا ذوق وشوق

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم اور بزرگانِ دین کی صحبت کی برکات سے حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب دامت برکاتہم کو دعا میں مشغولی بلکہ انہماک کے ذوق وشوق کی جو نعمت عطا فرمائی ہے، وہ خال خال ہی نظر آتی ہے۔

مختلف اوقات کے علاوہ وعظ کے بعد اور کسی دوسرے کی طرف سے دعا کی درخواست کرنے پر حضرت والا جس انداز سے عاجزی، مسکنت کے ساتھ اور گڑگڑا کر دعائیں فرماتے ہیں اور اس کے ساتھ حضرت کے چہرہ اور سامنے پھیلائے ہوئے ہاتھوں کو اس طرح حرکت ہوتی ہے جس طرح ایک مضطرِب اور مخمصہ میں پھنسا ہوا انسان امید اور خوف کی دولت سے مالا مال سوالی بن کر کسی سخی کے درِ دولت پر صدائیں دیتا ہے۔ اس حالت کے دیکھنے والے کو اللہ تعالیٰ کی رحمت متوجہ ہونے اور دعا کے شرفِ قبولیت حاصل کر لینے کا یقین ہونے لگتا ہے۔ حضرت والا اپنے جملہ متعلقین

کو جس انداز سے وقتاً فوقتاً دعائیں دیتے رہتے ہیں یہ حضرت والا کے متوسلین اور متعلقین کے حق میں اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔

اللہ تعالیٰ اس نعمت کی قدردانی کی توفیق عطا فرمائیں۔

مسجد میں باجماعت نماز کا اہتمام

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب دامت برکاتہم کو اپنے والد صاحب مرحوم کے نقشِ قدم کے مطابق ہمیشہ سے مسجد میں باجماعت نماز کا اہتمام رہا ہے، سخت بیماری اور ضعف کی حالت میں بھی آپ کی ممکنہ کوشش مسجد میں باجماعت نماز ادا فرمانے کی رہتی ہے، جب تک حضرت والا کو ہمت رہی گھر سے مسجد تک پیدل یا گاڑی خود چلا کر مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے جانے کا اہتمام فرماتے رہے ہیں، ایک مرتبہ جب رات کو بندہ آپ والا کے اسلام آباد دولت خانہ پر مقیم تھا تو حضرت والا فجر کی نماز کے لئے مسجد میں پیدل تشریف لے گئے، راستہ میں بندہ بھی حضرت والا کے ہمراہ تھا، حضرت والا نے راستہ میں تشریف لے جاتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ بندہ کا خاص طور پر فجر کی نماز کے لئے آجکل عموماً پیدل جانے کا معمول ہے جس کی چند وجوہات ہیں، ایک وجہ تو یہ ہے کہ اس بہانے سے صبح کے اس عمدہ اور صحت کے لئے مفید وقت میں مشی اور چہل قدمی ہو جاتی ہے، دوسری وجہ یہ ہے کہ بزرگوں کی ہدایت ہے کہ آخری دم تک ہاتھ پاؤں ہلاتے رہنا، ورنہ بڑھاپے میں اگر ایک مرتبہ ہاتھ پاؤں ہلانا چھوڑ دیے تو پھر دوبارہ صلاحیتوں کا بحال ہونا مشکل ہے، اور تیسری وجہ یہ ہے کہ اس وقت راستہ صاف ہوتا ہے، اور پیدل آمدورفت میں کوئی دشواری پیش نہیں آتی اور دوسرے اوقات میں عموماً گاڑیوں اور خواتین ومرد حضرات کی آمدورفت کا سلسلہ رہتا ہے، لیکن بندہ اس وقت پیدل چلنے کی صورت میں اپنے ساتھ چھڑی بھی لے لیتا ہے تاکہ بوقتِ ضرورت سہارے کے کام آئے اور اگر کوئی جانور وغیرہ حملہ آور ہو تو اس کے لئے بھی کارآمد ہو سکے، البتہ اگر بارش وغیرہ ہو تو کیونکہ راستہ میں پانی کیچڑ وغیرہ ہوتا ہے اس لیے خود گاڑی چلا کر مسجد جاتا ہوں۔

حضرت والا کے گاڑی چلانے کا انداز بھی بہت مہذب معلوم ہوتا ہے، بڑی متانت ،ٹھہراؤ اور سنجیدگی کے انداز میں حضرت والا اپنی گاڑی (جس کو حضرت والا اوران کے اہلِ خانہ موٹر کار کے نام سے پکارتے ہیں) چلاتے ہیں، بندہ نے خود حضرت والا کے گاڑی چلاتے وقت گاڑی میں ساتھ بیٹھ کر متعدد مرتبہ مسجد اور گھر میں آمدورفت کی ہے،اور ہر مرتبہ حضرت والا کے گاڑی چلانے کے دوران بہت سکون محسوس ہوا، اور یہ احساس بھی نہ ہوا کہ میں کسی ایک جگہ سکون سے بیٹھا ہوا ہوں یا چلتی گاڑی میں بیٹھ کر کہیں جارہا ہوں۔

سادگیِ طبع

حضرت والا کے مزاج میں فطرتاً سادگی واقع ہوئی ہے،تکلف اور تصنع سے آپ کو فطری طور پر ہی کراہیت ہے،آپ کے لباس، وضع قطع، بودوباش، چلنے پھرنے اوراٹھنے بیٹھنے کے تمام انداز اور طور طریقوں ہی سے ایسی سادگی ظاہر ہوتی ہے کہ گویا کہ آپ تکلف وتصنع سے واقف ہی نہیں، باوجود تنعم اور ہر طرح کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے فراخی حاصل ہونے کے آپ کو جیسا موٹا جھوٹا ملتا ہے،کھا پہن لیتے ہیں، بہت سے اُمور کی طرف تو آپ کو خود سے توجہ بھی نہیں ہوتی ،اہلِ خانہ کی طرف سے توجہ دلانے کے بعد آپ کی توجہ ہوتی ہے،اور وہ بھی معمولی درجہ کی۔
بعض اوقات ایسا بھی دیکھنے میں آیا کہ آپ نے پیوند لگا کر کرتہ، پائجامہ وغیرہ کو اپنے ناپ کے مطابق بڑا کرا کر پہنا،اور ٹوپی، کرتہ پائجامہ وغیرہ بے خیالی میں الٹا پہن لیا اور آپ کو خود سے اس طرف توجہ نہ ہوئی، یہ سب آپ کی سادگیِ طبع کی علامت ہے۔

شہرت اور نام ونمود سے پرہیز

حضرت والا کو شہرت اور نام ونمود سے ہمیشہ نفرت رہی ہے،اسی لئے آپ اپنے نام کے ساتھ مختلف قسم کے روایتی القاب رکھنے اوراستعمال کرنے سے بھی پرہیز فرماتے ہیں اوردوسروں کو بھی جابجا اس سے منع فرماتے رہتے ہیں،اگر حضرت والا کو کسی کے بارے میں معلوم ہوجاتا ہے کہ اس نے حضرت والا کے نام کے ساتھ مختلف روایتی القاب وآداب لگائے ہیں تو حضرت والا کی طبیعت

اس سے سخت محجوب ہوتی ہے۔

آج کل جو بہت سے علماء میں مختلف روایتی القاب چل گئے اور رواج پا گئے ہیں اور ان حضرات کے منصب وعہدوں کا دائرہ ان ہی القاب وآداب کے اردگرد گھومتا ہے، حضرت والا کو یہ طرزِ عمل پسند نہیں، آپ بار بار تواضع اور فنائیت کی اہمیت پر زور دیتے ہیں، اور اپنے احباب ومتعلقین کو اس کی بار بار تلقین فرماتے ہیں، شاید ہی آپ کی کوئی مجلس ایسی ہوتی ہو جس میں کسی نہ کسی عنوان سے تواضع اور فنائیت کی طرف توجہ نہ فرماتے ہوں۔

باوجودیکہ حضرت والا کو خاندانی طور پر نوابیت کا شرف حاصل ہے، لیکن آپ کے طرزِ عمل اور بودوباش سے نوابیت کے بجائے فنائیت ظاہر ہوتی ہے۔

تحمُّل وبُردباری

حضرت والا کے مزاج میں تحمل وبردباری کا بھی عموماً مشاہدہ کیا جاتا ہے، آپ کو کبھی غیر معمولی غصہ کی حالت میں دیکھنا یاد نہیں پڑتا، اگر آپ کو کسی معقول وجہ سے غصہ بھی آتا ہے تو ایک تو وہ اعتدال پر ہوتا ہے، دوسرے الحمدِ للّٰہ وہ بہت جلد کافور اور رُخصت ہوجاتا ہے جو حدیث کی رُو سے پسندیدہ خصلت ہے۔

حضرت والا اپنے عام وخاص خطاب میں بھی غصہ سے پرہیز اور حُسنِ اخلاق کی ہمیشہ سے تلقین فرماتے رہے ہیں اور غصہ کے بے جا استعمال کے نقصانات ونتائج سے آگاہ فرماتے رہے ہیں، اور اس سلسلہ میں مخاطبین کو حضرت والا اپنے شیخ حضرت مسیحُ الامت مولانا محمد مسیحُ اللہ خان صاحب جلال آبادی رحمہ اللہ کی ہدایات وتعلیمات سے آگاہ فرماتے رہتے ہیں۔

جُود وسخا

حضرت والا نے اپنی حیثیت کے مطابق فی سبیل اللہ خرچ کرنے کا سلسلہ ہمیشہ جاری رکھا ہے، دینی مدارس سے لے کر غرباء جن کی ضرورت کا آپ کو احساس ہوتا ہے آپ حسبِ حیثیت خرچ کرنے سے گریز نہیں فرماتے، یہاں تک کہ اپنے بعض ضرورت مند مریدین کی بھی آپ عطیہ

وہدیہ کے عنوان سے مدد فرماتے ہیں جبکہ آج کے دور میں کسی شیخ کا اپنے مریدین کو ہدیہ پیش کرنا بہت ہی قابلِ تعجب بات ہے، اوراس تعاون میں بھی آپ اپنی طرف سے اخفاء کا اہتمام فرماتے ہیں، عموماً لفافہ وغیرہ میں رقم رکھ کر دوسرے کی ضرورت پوری فرماتے ہیں، جس کی وجہ سے دیکھنے والوں کو یہ بھی معلوم نہیں ہو پاتا کہ خط وغیرہ دیا جارہا ہے، یا کوئی رقم۔

اسی طرح فی سبیل اللہ دیگر خیر کے کاموں میں بھی حضرت والا اپنی وسعت واستعداد کے مطابق مختلف طریقوں سے ضرورت مندوں اور حاجت مندوں کی خدمت فرماتے رہتے ہیں۔

اس قسم کی چیزیں سب حضرت والا کے اخلاص اور جود وسخا کی علامت ہیں، اللہ تعالیٰ شرفِ قبولیت عطا فرمائیں، اور مزید ترقیات سے نوازیں۔

حفاظتِ نظر کا اہتمام

حضرت والا کو نظر کی حفاظت کا خاص اہتمام ہے، حضرت والا کا اسلام آباد میں جس جگہ قیام واقع ہے وہاں سے مسجد کچھ فاصلہ پر ہے اور مسجد بھی ایک مشہور مارکیٹ ''کوہسار'' کے کنارے پر واقع ہے، جہاں اکثر وبیشتر بے پردہ خواتین کی آمدورفت کا سلسلہ جاری رہتا ہے، حضرت والا عموماً گھر سے باہر نماز باجماعت کی ادائیگی کی غرض سے ہی تشریف لاتے ہیں یا پھر کسی جگہ کسی اہم کام سے جانا ہو تو ان سب مواقع گھر سے باہر نکلتے وقت حضرت والا اپنی نظروں کی خاص حفاظت فرماتے ہیں اور عموماً اپنی نظروں کو نیچا رکھتے ہیں، بغیر کسی سخت ضرورت کے دائیں بائیں اور غیر معمولی سر اوپر اُٹھا کر نہیں دیکھتے، اور ایسے مقامات سے اس طرح گزر جاتے ہیں کہ گویا کہ آپ کو معلوم ہی نہیں کہ یہاں کیا کچھ ہو رہا ہے؟

غیبت سے اجتناب کا اہتمام

حضرت والا کو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور اکابرین کی صحبت کی برکات سے غیبت کرنے اور سُننے سے بچنے کا سخت اہتمام فرمانے کی بھی نعمت حاصل ہوئی ہے، چنانچہ آپ اپنے خطابِ عام اور نجی مجلسوں میں بھی کسی کی غیبت کرنے اور سُننے سے مکمل اجتناب فرماتے ہیں، اور اگر کبھی آپ کے

سامنے کسی کی غیبت شروع کی جاتی ہے تو آپ کی طبیعت میں ایک خاص قسم کی بے چینی پیدا ہو جاتی ہے اور طبیعت اس سے وحشت کھاتی ہے، حضرت والا اپنے احباب کو بھی غیبت کرنے اور سننے سے پرہیز کرنے کی تلقین فرماتے رہتے ہیں۔

اکابرین اور بزرگانِ دین کا احترام اور تعظیم میں غلو سے پرہیز

حضرت والا اپنے بزرگانِ دین اور اکابرینِ عظام کا پورا پورا احترام فرماتے ہیں اور بزرگانِ دین اور اولیائے کرام کی شان میں بے احترامی اور گستاخی کو سخت ناپسند اور دنیا و آخرت کے اعتبار سے تباہ کن قرار دیتے ہیں، لیکن اسی کے ساتھ آپ کو اعتدال اور حدود کی رعایت کا بھی پورا پورا اہتمام ملحوظ رہتا ہے، جہاں حضرت والا کا نظریہ ایک طرف یہ ہے کہ آپ کو جو کچھ بھی ملا ہے وہ بزرگانِ دین اور اور اکابرین کی توجہات اور عنایات کی برکات ہیں ، دوسری طرف آپ بزرگانِ دین اور اکابرینِ عظام کے ساتھ ایسا نظریہ اور عقیدہ رکھنے کو بھی ایمان کے لئے سخت نقصان دہ قرار دیتے ہیں، جس سے غیر اللہ میں اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کی نسبت کا شبہ یا شائبہ ہو، یا کسی ولی کو نبی کے برابر لا کھڑا کر دیا جائے، آپ کا فرمانا یہ ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات ہیں، اس کے بعد نبی کا درجہ ہے اور پھر ولی کا اور ولایت میں پھر مختلف درجے ہیں۔

حضرت والا کا یہ نظریہ وعقیدہ بالکل اسلام کے تقاضوں کے عین مطابق اور اہلِ سنت والجماعت کی تشریح کے عین موافق اور افراط وتفریط سے پاک ہے اس دور میں بعض فرقے تو اس لئے گمراہ ہوئے کہ انہوں نے نعوذ باللہ ولی کو نبی کا اور نبی کو اللہ کا درجہ دے دیا، اور بعض فرقے اس کے برخلاف اتنے نیچے اور پیچھے پہنچ گئے کہ انہوں نے انبیاء واولیاء کو بھی عام انسانوں کا درجہ دے کر ان کے ساتھ عام انسانوں والا سلوک برتا، یہ بھی گمراہ ہوئے، کچھ لوگ تو افراط کی وجہ سے گمراہ ہوئے اور کچھ تفریط کی وجہ سے۔

رسمی تصوف وطریقت سے اجتناب

حضرت والا دامت برکاتہم نے اپنے اکابرین کی صحبت سے الحمد للہ تعالیٰ تصوف وطریقت کو بالکل

شریعت کے اصولوں کے مطابق اختیار فرمایا ہے، حضرت والا بار بار اس کی نشاندہی فرماتے رہتے ہیں کہ آجکل بہت سے لوگ تصوف وطریقت کو شریعت سے بالکل جداگانہ چیز سمجھتے ہیں، اور تصوف وطریقت کے نام سے نہ جانے کیا کیا شریعت کے خلاف کرتوت کر گزرتے ہیں، یہ سخت گمراہی اور ضلالت کی بات ہے، تصوف وطریقت کے عنوان سے کوئی بھی ایسا کام کرنا جس کو شریعت ناجائز قرار دیتی ہے، ہرگز بھی جائز نہیں، لہٰذا جو لوگ طریقت وتصوف کا دم بھرتے ہیں اور ان کی وضع قطع بھی شریعت کے مطابق نہیں ہوتی، نامحرم عورتوں سے بے دھڑک انداز میں بے پردہ ہو کر ملتے جلتے ہیں، اور نشہ آور چیزیں استعمال کرنے سے گریز نہیں کرتے اور نہ جانے شریعت کے خلاف کیا کیا حرکتیں کرتے ہیں، وہ صریح گمراہی میں مبتلا ہیں اور جو خود گمراہ ہو وہ کسی دوسرے کی کیا اصلاح کرسکتا ہے؟

اسی طرح بعض تصوف کے حامی تصوف کی چند اصطلاحات اور چند اشغال واحوال اور کیفیات ہی کو بنیاد بنا کر پورے تصوف کو اس کے اردگرد گھماتے ہیں، اور تصوف کے مقصود کو حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ حضرت والا دامت برکاتہم تصوف میں پائی جانے والی اس قسم کی افراط وتفریط سے بحمداللہ تعالیٰ محفوظ ہیں، اور آپ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے طریقت کے ساتھ ساتھ شریعت پر برابر زور دیتے ہیں، اور اس کی اہمیت کو واضح فرماتے ہیں، اور بار بار اس چیز کی نشاندہی فرماتے رہتے ہیں کہ طریقت شریعت سے کوئی جدا چیز نہیں ہے، بلکہ شریعت ہی کا ایک حصہ ہے، شریعت اور طریقت کی اصطلاحات ایک دوسرے کے مقابلہ میں اس لئے وضع نہیں کی گئیں کہ ان دونوں کی حقیقت ایک دوسرے کے مخالف یا مقابل تھی، بلکہ ظاہری وباطنی اعمال واخلاق میں فرق بیان کرنے کے لئے مقرر کی گئی ہیں، تاکہ ظاہری وباطنی احکام کو الگ الگ مستقل طور پر مدون کیا جاسکے، اور دونوں کی اہمیت وافادیت کو مستقل طور پر واضح کیا جاسکے، اور جو لوگ ظاہری یا باطنی صرف ایک حصہ کو پورا دین سمجھے بیٹھے ہیں ان کی قلعی کھولی جاسکے، اور طریقت وتصوف کا اصل موضوع اپنے اخلاق کی اصلاح وتزکیۂ نفس اور بالفاظِ دیگر اعمال کی بجا آوری ہے، باقی اشغال واحوال اور کیفیات مقصودِ اصلی نہیں ہیں، کامیابی اور

ناکامی کا مدار اعمال پر ہے، احوال پر نہیں، لہٰذا جس طرح طریقت کو شریعت کا مخالف سمجھنا گمراہی ہے اسی طرح چند رسمی وروایتی یا انتظامی ومصلحتی چیزوں کو تصوف وطریقت سمجھ لینا بھی دین کے اس اہم شعبہ کے ساتھ زیادتی ہے۔

بیعت میں احتیاط واعتدال

بیعت کرنے میں بھی حضرت والا کا طرزِ عمل وہی ہے جو حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کا تھا، اور جس کی نشاندہی بار بار حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ نے اپنے ملفوظات ومواعظ اور تصنیفات میں فرمائی ہے، کہ آپ بیعت کو لازم اور ضروری قرار نہیں دیتے اور بالکل فضول بھی نہیں سمجھتے، البتہ بیعت کے مقابلہ میں اصلاح اور تزکیۂ نفس کو ضروری قرار دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اصلاحِ نفس وتزکیۂ نفس کا معاملہ عادتاً بغیر کسی کو اپنا رہبر وشیخ مقرر کئے طے نہیں ہوتا، لیکن کسی کو اپنا شیخ ومربی بنانے کے لئے بھی رسمی بیعت ہونا ضروری نہیں، رسمی بیعت کے بغیر بھی کسی کو اپنا رہبر ومربی مقرر کیا جاسکتا ہے۔ مگر آج کل عام طور پر لوگ بیعت کو ضروری سمجھنے لگے ہیں اور اس کے مقابلہ میں اپنی اصلاح وتزکیہ کو کوئی اہمیت نہیں دیتے، رسمی بیعت ہوجانے کو طریقت وتصوف کا حق ادا کرنا سمجھتے ہیں، اسی وجہ سے جتنی جستجو کسی سے بیعت ہونے کی کرتے ہیں، اتنی جستجو اپنی ذات کی اصلاح کی نہیں کرتے۔

یہ طرزِ عمل قابلِ اصلاح ہے۔ اور کیونکہ آج کل بیعت کے سلسلہ میں کافی افراط وتفریط ہورہی ہے اور خود حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنے والے بعض حضرات بھی غلط فہمی کا شکار ہیں، اس لئے حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کے چند ارشادات سے اس کی وضاحت کی جاتی ہے۔

فرمایا:

”میرے یہاں تعلیم تو فوراً شروع ہوجاتی ہے لیکن بیعت پورے اطمینان کے بعد کرتا ہوں اور اصل چیز تعلیم ہی ہے، بیعت کوئی ضروری چیز نہیں، نفع ہونے کے لئے

محض تعلق محبت کا ہونا کافی ہے، پھر بعد اطمینان کے بیعت میں بھی مضائقہ نہیں، سو اکثر میرا طریقہ یہ ہے کہ پہلے میں قرآن مجید کی تصحیح کراتا ہوں، کیونکہ بغیر اس کے صحیح کئے نماز ہی پوری طرح ادا نہیں ہوتی بشرطِ قدرت، پھر ضروری مسئلوں کی تعلیم'' (ملفوظات حسن العزیز یعنی ملفوظاتِ اشرفیہ، ملفوظ نمبر ۱۰۱، صفحہ ۷۳، ۷۴)

''لوگ اصل چیز بیعت کو سمجھتے ہیں حالانکہ اصل چیز تعلیم ہے، گو میں بیعت کے برکات کا منکر نہیں، لیکن محض بیعت بلا تعلیم کے بالکل کافی نہیں، اور تعلیم بلا بیعت کے بالکل کافی ہے، اگر میں یہ کہوں کہ بیعت تو کروں گا لیکن تعلیم کچھ نہ دوں گا تو ہزاروں لوگ مرید ہونے کے لئے تیار ہیں، اور اگر میں یہ کہتا ہوں کہ بھائی بیعت تو ابھی کرتا نہیں لیکن تعلیم دینے کے لئے تیار ہوں اور نفع میں ذرہ برابر بھی کمی نہ ہونے کا یقین دلاتا ہوں، لیکن اس کو کوئی قبول نہیں کرتا، دیکھئے جو چیز دراصل ضروری ہے یعنی تعلیم اس کو تو ضروری نہیں سمجھا جاتا، اور جو چیز کچھ بھی ضروری نہیں یعنی بیعت اس کو اتنا ضروری سمجھتے ہیں، پھر بدعت کس کو کہتے ہیں، اہلِ حق اور (یعنی دوسری) بدعات کو تو منع کرتے ہیں لیکن اس طرف ان کا بھی خیال نہیں گیا'' (ملفوظات حسن العزیز یعنی ملفوظاتِ اشرفیہ، ملفوظ نمبر ۱۰۱، صفحہ ۷۵)

''میں مستحب کو تو بدعت نہیں کہتا اس کو ضروری سمجھنے کو بدعت کہتا ہوں، اگر مستحب کو کوئی واجب سمجھ جاوے تو کیا یہ بدعت نہیں ہے؟ بیعت کو لازم اور ضروری سمجھا جاتا ہے اور لازم ضروری اور واجب کے ایک ہی معنیٰ ہیں، بس یوں کہنا چاہئے کہ بیعت سنتِ مستحبہ غیر ضروریہ ہے اگر کوئی فعل مستحب ہے مگر اس کو ضروری سمجھنے لگیں تو بدعت ہے، ہم بیعت کے استحباب کا تو انکار نہیں کرتے، اب سنئے دوسرا قاعدہ فقہا نے لکھا ہے کہ مستحب فعل سے اگر فساد پیدا ہو جاوے عقیدہ میں تو اس مستحب کو چھوڑ دینا ضروری ہے، اب اس تقریر کے بعد بیعت کو چھوڑنا ضروری ثابت ہوا، اصل قانون تو یہ ہے لیکن ہم نے محض عوام کی رعایت سے بیعت کرنا چھوڑا نہیں ہے بلکہ یہ کیا ہے کہ کسی کو کر لیا کسی کو

نہ کیا، تاکہ معلوم ہوجاوے کہ کرنا بھی جائز ہے اور نہ کرنا بھی جائز ہے، یہ سب پیروں کو چاہئے کہ بیعت کا سلسلہ کم کردیں تاکہ غلط عقیدہ لوگوں کے دلوں سے نکلے کہ بدون بیعت کے کچھ نفع ہو ہی نہیں سکتا، جس کے یہ معنیٰ ہیں کہ بدون ہمارے غلام ہوئے خدا کے غلام ہو ہی نہیں سکتے، یہ سب جاہ اور دوکانداری کی بات ہے‘‘ (ملفوظات حسن العزیز یعنی ملفوظاتِ اشرفیہ، ملفوظ نمبر ۶۱۹، صفحہ ۴۲۰)

اصلاحی مکاتبت اور اس کا انداز

حضرت والا کو جب تک صحت وہمت رہی، اپنے متوسلین کی اصلاحی مکاتبت کے جوابات خود بنفسِ نفیس اپنے دستِ مبارک سے تحریر فرماتے رہے۔

لیکن جب نقاہت زیادہ ہوگئی، خصوصاً حالیہ پیرانہ سالی کے زمانہ میں تو آپ نے بمشورہ معالجین مکاتبت میں غیر معمولی تخفیف فرمادی ہے۔

عام حالات میں حضرت والا کی مکاتبت کا انداز یہ ہے کہ حضرت والا اصلاحی اُمور پر نمبر ڈال کر اجمالی انداز میں اصلاحی اُمور تحریر فرماتے ہیں اور جہاں ضرورت پڑتی ہے، اجمالی کے علاوہ تفصیلی جواب بھی ارشاد فرماتے ہیں، اور موقع بموقع اپنے اکابرین، خصوصاً حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے حوالہ اور نسبت سے علاج تجویز فرماتے ہیں۔

الحمدللہِ تعالیٰ حضرت نے، حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کی تربیت السالک کا غیر رسمی مطالعہ فرمایا ہے اور بے شمار امراض کے علاج آپ والا کو زبانی مِن وعَن یاد ہیں، یہ سب اکابرین اور خصوصاً حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کی نسبت کی برکات ہیں۔

ایک زمانہ میں جب حضرت والا دامت برکاتہم نے غیر معمولی علالت ونقاہت کے باعث مکاتبت کا سلسلہ موقوف فرمایا تو حضرت والا کی طرف سے ایک تحریر ’’ضروری پیغام برائے رفقائے کرام‘‘ کے عنوان سے طبع کرا کر جوابی لفافوں میں ارسال کی جاتی رہی، اس تحریر کا مضمون یہ تھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

بندہ پیرانہ سالی، ضعف وعلالت اور عمر کے ۸۷ ویں سال میں داخل ہوجانے کے پیشِ نظر غیر معمولی مُجالست وگفتگو، اجتماعات وتقاریب میں شرکت سے قاصر ہے اور اپنے تمام احباب واقارب اور دوستوں سے عافیتِ دارین اور حسنِ خاتمہ کی دعائے خیر کا طالب ہے۔ مسائل سے متعلق تو مفتیانِ کرام سے ہی رجوع کرنا مناسب ہے۔ البتہ اصلاحی امور میں دیگر معتبر مشائخِ عظام خصوصاً حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ کے سلسلے سے مجاز حضرات سے رجوع کرنا بہتر ہوگا۔

سرِ دست بے ساختہ چند اکابر کے جو نام ذہن میں آئے ہیں وہ پیشِ خدمت ہیں:

(۱) (۲)......حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب وحضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب۔ جامعہ دار العلوم کورنگی کراچی نمبر ۱۴

(۳)......عارف باللہ حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ۔ گلشن اقبال نمبر ۲ کراچی ۷۵۳۰۰۔

(۴)......شیخ الحدیث حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب۔ جامعہ اشرفیہ فیروز پور روڈ مسلم ٹاؤن لاہور

(۵)(۶) ......حضرت مولانا مفتی عبد الرؤف سکھروی صاحب وحضرت مولانا مفتی محمود اشرف عثمانی صاحب جامعہ دار العلوم کورنگی کراچی نمبر ۱۴

(۷)......حضرت مولانا نذیر احمد صاحب۔ جامعہ امدادیہ ستیانہ روڈ فیصل آباد۔

(۸)......حضرت مولانا محمد حسن جان صاحب۔ شیخ الحدیث جامعہ امدادیہ مسجد درویش۔ پشاور

یا پھر حکیم الامت رحمہ اللہ کے سلسلے سے مجاز جن معتبر حضرات سے آپ کو مناسبت ہو۔ ان سے اصلاحی تعلق قائم فرمالیں۔

بندہ تمام احباب کے لئے دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت کے اعتبار سے کامیاب فرمائیں اور تمام مقاصد حسنہ میں بحسن وخوبی ،صلاح وفلاح کے ساتھ حسنِ خاتمہ نصیب فرمائیں ، اپنے تمام احباب ورفقاء سے درخواست ہے کہ وہ پورے دین اور شریعت پر ظاہر وباطن کے ساتھ مضبوطی سے عمل پیرا رہیں ۔اور حکیم الامت مجدد ِملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ کی تصانیف اور ملفوظات ومواعظ کے مطالعہ کو اپنا معمول بنائیں اورتمام اخلاقِ رذیلہ خصوصاً تکبر، غصہ ، غیبت، بدنظری، بدگمانی سے بچنے کا پورا اہتمام فرمائیں ۔اپنی اوراپنے اہل وعیال کی اصلاحِ نفس سے غافل نہ رہیں ۔

اصلاح میں اپنی کر نہ سُستی ہمت پہ ہے منحصر درُستی
فرما گئے ہیں حکیمُ الامت سُستی کا علاج بس ہے چُستی

والسلام

دعا گو بندہ محمد عشرت علی قیصر عفی عنہ

اصلاحِ نفس کے بارے میں ایک اہم ہدایت

حضرت والا دامت برکاتہم اصلاحِ نفس اور روحانی امراض کی اصلاح کے سلسلہ میں جو ایک نسخہ عام طور پر بیان فرماتے ہیں اور جو تمام روحانی امراض کے لئے جزوِ مشترک کی حیثیت رکھتا ہے وہ یہ ہے کہ:

''اپنے قصد وارادہ سے گناہ کے تقاضہ کو دبانا اوراپنے آپ کو بچانا''

اگر کوئی سالک اور اصلاحِ نفس کا طالب یہ کام نہ کرے اوراپنے ارادہ واختیار کو استعمال نہ کرے تو لاکھ تدبیریں کی جائیں سب بے اثر اور بے کار ہیں،اس لئے اصل چیز یہ ہے کہ اپنے قصد واختیار کو کبھی معطل نہ چھوڑے اوراس انتظار میں نہ رہے کہ کوئی نسخہ ایسا ہاتھ لگ جائے کہ خود کچھ کرنا نہ پڑے ،بس چھومنتر کی طرح خود بخود ہی علاج ہوجائے اور بیماری سے افاقہ

ہوجائے۔

مروَّجہ مجالسِ ذکر کے بارے میں آپ کا موقف

ایک زمانے میں حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب دامت برکاتہم اسلام آباد میں اپنی رہائش گاہ کے قریب مسجد کوہسار میں نماز وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد ایک حصہ میں شرعی مسجد کی حدود سے باہر ایک طرف بنے ہوئے چھوٹے حجرے میں (جو حضرت والا نے اپنے احباب کے ساتھ بیٹھنے اور وعظ ونصیحت کرنے نیز مطالعہ وغیرہ کے لئے مخصوص کیا ہوا ہے اور اس کو دارُ المطالعہ کا نام دیا گیا ہے) اس میں بیٹھ کر حسبِ ذوق مجلس میں موجود مخصوص حضرات کو حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کے مواعظ وملفوظات کی روشنی میں وعظ ونصیحت فرماتے اور بعض اوقات حضرت والا خفیف جہر سے ذکر میں مشغول ہوجاتے اور سامعین بھی بطورِ خود ذکر میں مشغول ہوجاتے ،لیکن یہ کوئی باقاعدہ مجلسِ ذکر نہ تھی ،نہ اس کے لئے تداعی اور شہرت کا اہتمام تھا اور نہ ہی مجلسِ ذکر کا کوئی عنوان ،مگر لوگوں کے احوال اور مجالسِ ذکر میں رائج منکرات کا علم ہوجانے کے بعد اور اس طرح کے ذکر کو مروَّجہ مجالسِ ذکر سے مشابہت ہونے کی وجہ سے آپ نے اس طرح ذکر کو ترک فرمادیا جو آپ کی لِلّٰہیت اور کسرِ شان کی علامت ہے،اور اس سلسلہ میں یہ بھی فرمایا کہ مجھے خود بھی اس طرح ذکر پر کچھ شرح صدر اس لئے نہ تھا کہ تھانہ بھون اور جلال آباد وغیرہ کی خانقاہوں میں اس طرح کے ذکر کا کبھی مشاہدہ نہ کیا تھا، میں نے حضرت مولانا شاہ ابرارُ الحق صاحب رحمہ اللہ سے مجالسِ ذکر کے جواز وعدمِ جواز کے بارے میں سوال کیا تھا،جس کے جواب میں حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس سلسلہ میں دارالعلوم دیوبند سے تحقیق کر کے حتمی جواب دیا جاسکے گا، چند دنوں بعد حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ دیوبند سے اس مسئلہ کی تحقیق کر لی گئی ہے ،مروَّجہ مجالسِ ذکر میں آج کل جو قیودات وتخصیصات جمع ہیں اُن کی رُو سے ان کا قیام بدعت ہے۔

حضرت نواب صاحب دامت برکاتہم نے ایک مرتبہ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ایک مدت تک حضرت

مولانا فقیر محمد صاحب پشاوری رحمہ اللہ کے یہاں پشاور خانقاہ میں بھی تداعی اور خاص مجلسِ ذکر کے عنوان کے بغیر اس طرح ذکر جاری رہا ہے کہ حضرت والا ذکر میں مشغول ہوتے اور حضرت والا کی خدمت میں حاضر ہونے والے بھی حضرت کے ساتھ ذکر میں مشغول ہو جاتے تھے جس سے بظاہر اور صورتاً اجتماع کی صورت بن جاتی تھی، لیکن حضرت مولانا فقیر محمد صاحب رحمہ اللہ کو جب اس طرح ذکر کے متعلق اطمینان نہ رہا تو آخر عمر میں اس کو ترک فرما دیا تھا۔

حضرت مولانا فقیر محمد صاحب پشاوری رحمہ اللہ کے ذکر کا کوئی مخصوص وقت مقرر نہ تھا، آپ تقریباً ہر وقت ذکر میں مصروف رہتے تھے، اور بیان وغیرہ کا بھی کوئی خاص معمول نہ تھا، آپ کی خانقاہ میں آنے والے آپ کے ساتھ ذکر شروع فرما دیتے تھے گویا کہ اصل مقصود تو شیخ کی صحبت ومجالست تھا اور جب شیخ کو ذکر میں مصروف پاتے تو خود بھی فارغ بیٹھنے کے بجائے ذکر میں مصروف ہو جاتے تھے۔

اس سلسلہ میں آپ کی خود نوشتہ تحریر

حضرت نواب عشرت علی خان قیصر صاحب دامت برکاتہم نے الحمد للہ تعالیٰ مندرجہ بالا مضمون خود ملاحظہ فرمایا ہے اور اپنے قلم مبارک سے تحریر فرمودہ مندرجہ ذیل تحریر بھی عنایت فرمائی ہے:

''حضرت مولانا فقیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی حلقہ بنا کر ذکرِ لسانی جہر کے ساتھ نہیں کیا، وہ خاموش ذکر کرتے تھے، لہٰذا جو حضرات مولانا فقیر محمد صاحب کی طرف مروجہ مجالسِ ذکر کی نسبت کرتے ہیں، یہ صحیح نہیں، اسلام آباد میں بعض احباب کو شفیقُ الامت حضرت مولانا حاجی محمد فاروق صاحب سکھروی رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ حضرت مولانا محمد مسیح اللہ خان صاحب جلال آبادی رحمہ اللہ) کے ایک واقعہ سے بھی غلط فہمی پیدا ہوئی وہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ جب حضرت مولانا حاجی محمد فاروق صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسلام آباد تشریف لائے ہوئے تھے تو جناب شبیر احمد کاکاخیل صاحب (معروف ماہرِ فلکیات) نے ذکر دوازدہ تسبیح کی تعلیم کے لئے حضرت مولانا حاجی محمد فاروق صاحب

سے درخواست کی کہ وہ اُن کے مکان پر تشریف لاکر خدام کو ذکر کا طریقہ سکھلا دیں۔
چنانچہ حضرت شفیقُ الامت رحمہ اللہ ایک شب موصوف کے مکان پر تشریف لے گئے، بندہ بھی ساتھ تھا، چند خدام بھی شریک ہوگئے تھے، حضرت مولانا حاجی محمد فاروق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر سے فراغت کے بعد فرمایا کہ اس وقت تعلیم کے لئے ذکر کی مجلس ہوگئی ہے لیکن اس کو معمول نہ بنایا جائے (کیونکہ اس طرح کی تعلیم کو معمول نہیں بنایا جاتا) بہر حال بندہ اجتماعی مجلسِ ذکر سے برأت کرتا ہے، حضرت حکیم الامت مجدد ملت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کے خلفاء سے بھی اجتماعی مجلسِ ذکر ثابت نہیں ہے، میرا موقف بھی یہی ہے، جو حضرات اجتماعی مجلسِ ذکر کے جواز کی بندہ کی طرف نسبت کرتے ہیں وہ غلط فہمی کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں، اس تحریر کے ذریعہ سے بندہ اپنے موقف سے احباب کو آگاہ کرتا ہے اور اُمّید رکھتا ہے کہ میری زندگی میں یا میرے بعد میری طرف مروّجہ اجتماعی مجلسِ ذکر کے جواز کی نسبت کرنے سے پرہیز کیا جائے گا، جہاں تک بعض اوقات بندہ کے اس طرح ذکر کرنے کا معاملہ ہے جس میں دوسرے بعض احباب بھی شریک رہے ہیں، اس کی وضاحت جو آپ (محمد رضوان) نے کی ہے، وہ درست ہے اور بندہ اس سے متفق ہے۔آپ (محمد رضوان) ماہنامہ ''التبلیغ'' میں اس مضمون کو شائع کر دیں''

دعا گو

احقر محمد عشرت علی خان قیصر عفی عنہ

۲۲رشعبان ۱۴۲۷ھ کراچی

شرعی جہاد اور مروّجہ تحریکات کے بارے میں آپ کا موقف

حضرت والا شرعی جہاد اور اہلِ حق مجاہدین کے ساتھ رسمی تعلق کے بغیر حوصلہ افزائی فرماتے ہیں، اور آپ وقتاً فوقتاً شرعی جہاد اور اہلِ حق مجاہدین کی ترقی وکامیابی کے لئے دعاؤں میں تذکرہ

فرماتے ہیں۔

لیکن حضرت والا کو شرعی اُصولوں کی رعایت کا ہر شعبہ میں اہتمام ہے، اس لئے جہاد کے عنوان سے غیر شرعی اقدامات کی آپ حوصلہ افزائی نہیں فرماتے بلکہ ان کی اصلاح پر توجہ مبذول فرماتے ہیں، آج کل کافروں بلکہ مسلمان حکمرانوں کے خلاف ہر قسم کی تحریک اور ہر طرح کے جذباتی اقدامات کو جہاد کا عنوان دیا جانے لگا ہے، حضرت والا کو اس سے اتفاق نہیں ہے، اور اس سلسلہ میں آپ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کے مؤقف سے صد فیصد اتفاق رکھتے ہیں۔

چنانچہ حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کے مندرجہ ذیل ارشادات وملفوظات سے اس کی وضاحت ہوتی ہے:

(۱)......''اگر پچاس دنیوی مصلحتیں (یعنی دنیا کے فائدے) ہوں اور ایک دینی مفسدہ (ایک دینی نقصان) ہو تو مفسدہ (نقصان) ہی غالب سمجھا جاوے گا، عرض کیا گیا کہ جن نصوص (قرآن وحدیث) میں جہاد کا حکم ہے یا صبر کا اس کے اعتبار سے حکم منصوص (قرآن وحدیث کا حکم) ہوتے ہوئے اپنی رائے سے اس کے خلاف ایک طریقہ کا اختیار کرنا کہ نہ وہ جہاد ہے نہ صبر ہے یہ مسکوت عنہ (یعنی ایسا کام کہ جس سے نہ شریعت نے منع کیا اور نہ ہی اس کا حکم دیا، بلکہ سکوت رکھا) ہوگا یا اس کو منہی عنہ (ممنوع) کہیں گے، جواب فرمایا کہ باوجود ایسی ضرورتیں واقع ہونے کے متقدمین نے جب اس کو ترک کیا اختیار نہیں کیا تو یہ اجماع ہو گیا اسکے ترک پر، اس لئے ممنوع ہوگا، یہ احتمال بھی نہ رہا کہ نصوص کو مأول یا معلل کہہ لیا جاوے (یعنی قرآن وحدیث میں بیان کئے ہوئے دلائل میں کوئی تاویل کر کے یا کوئی علت نکال کر معنیٰ کچھ اور مراد لے لئے جاویں)'' (ملفوظات الافاضات الیومیۃ من الافادات القومیۃ جلد نمبر۵ ص ۱۵۶، ۱۵۷ ملفوظ نمبر ۱۵۱)

(۲)......دین میں دنیوی مصالح سے متأثر ہونا سب کمزوری کی باتیں ہیں بڑی چیز دین ہے، یہ محفوظ رہے خواہ تمام مصالح بلکہ سارا عالَم فنا ہو جائے کچھ پراوہ نہیں (ملفوظات الافاضات الیومیۃ من الافادات القومیۃ جلد نمبر ۲ ص ۳۸۹ ملفوظ نمبر ۶۴۰)

(۳)......دین میں دنیوی مصالح سے متأثر ہونا سب کمزوری کی باتیں ہیں بڑی چیز دین ہے، یہ محفوظ رہے خواہ تمام مصالح بلکہ سارا عالَم فنا ہو جائے کچھ پراوہ نہیں (ملفوظات الافاضات الیومیۃ من الافادات القومیۃ جلد نمبر۲ص۳۸۹ ملفوظ نمبر ۶۴۰)

(۴)......''تحریکاتِ حاضرہ میں بڑا ہی ہڑبونگ لوگوں نے مچایا، باوجود اس کے کہ بابِ فِتَن (یعنی فتنوں کے وقت سے متعلق مستقل چیپٹر) حدیث میں موجود ہے اور تمام احکام بالتصریح (واضح طور پر) مذکور ہیں اور دونوں نمونے (یعنی فتنے ومغلوبیت اور امن وغلبہ دونوں قسم کے حالات مکی اور مدنی دور میں) حضور ﷺ پر گذرے ہیں، پھر زیادہ کلام کی گنجائش کہاں ہے بس یہ دیکھنا کافی ہے کہ اگر مظالم سے بچنے پر قادر نہیں ہوا پنے کو مکی سمجھو، اور صبر کرو، اور اگر قادر ہو مدنی سمجھو اور قدرت سے کام لو، مگر اب تو یہ ہو رہا ہے کہ یا تو مکی کی جگہ مکھی اور ذلیل بنیں گے اور یا مدنی کی جگہ بدنی اور پہلوان (جوشیلے) بنیں گے، اور خطرات میں پھنسیں گے، شارع (نبی علیہ السلام) نے ہر چیز کا انتظام کیا ہے'' (ملفوظات الافاضات الیومیۃ من الافادات القومیۃ جلد نمبر۲ص۲۲۲)

(۵)......''ان تحریکات میں شرکت کرنے والوں پر جو مجھ کو غصہ ہے اس کا اصلی سبب (اصل وجہ) ان کی محبت ہے اس طرح سے کہ اپنے ہو کر پھر (شرعی) حدود سے تجاوز، ایسا کیوں کرتے ہیں، مجھ کو مقاصدِ شرعیہ اور سلطنتِ اسلامیہ اور مقاماتِ مقدسہ کی امداد اور تحفظ سے خدانہ کرے کیسے اختلاف ہوسکتا ہے اختلاف صرف طریقِ کار سے ہے کہ وہ ایسا اختیار کیا گیا کہ جس میں احکامِ شرعیہ کی پامالی کی گئی ہے'' (ملفوظات الافاضات الیومیۃ من الافادات القومیۃ جلد نمبر۵ص۲۰۱)

(۶)......''میں دیکھتا ہوں کہ ان نئی چیزوں میں اکثر میں نور نہیں بلکہ ظلمت محسوس ہوتی ہے، اب یہ تحریکاتِ حاضرہ (موجودہ دور کی تحریکات) ہی ہیں ان کے سوچنے سے قلب (دل) پر ظلمت اور کدورت معلوم ہوتی ہے، جس کی وجہ یہی ہے کہ اصولِ اسلام اور احکامِ اسلام پر اس کی بنیاد نہیں اس لئے اس میں ظلمت ہے'' (ملفوظات الافاضات الیومیۃ من

الافاداتِ القومیۃ ج۳ص۳۲۱)

(۷)......''برکت تدابیرِ منصوصہ (قرآن وحدیث میں بیان کردہ طریقوں) پرعمل کرنے سے میسر ہوسکتی ہے اور یہ ہڑتال اور جلوس یہ سب یورپ ہی سے سبق حاصل کیا ہے یہ سب انہیں کی تدابیر ہیں جن کے خلاف تم جدجہد کررہے ہو'' (ملفوظات الافاضات الیومیۃ من الافاداتِ القومیۃ جلدنمبر۴ص ۵۸، ملفوظ نمبر۶۴)

(۸)......''ہر کام اصول سے ہوسکتا ہے بےاصول تو گھر کا بھی انتظام نہیں ہوسکتا ملک کا تو کیا خاک انتظام ہوگا، یہ ہیں وہ اصولی باتیں جن پر مجھ کو برا بھلا کہا جاتا ہے اور قسم قسم کے الزامات وبہتان میرے سے تھوپے جاتے ہیں اور لوگ مجھ سے خفا ہیں اور وجہ خفا ہونے کی صرف یہ ہے کہ میں کہتا ہوں کہ اصول کے ماتحت کام کرو، جوش سے کام مت لو، ہوش سے کام لو، جوش کا انجام خراب نکلے گا، حدودِ شرعیہ کی حفاظت رکھو، وہ ان باتوں کو اپنے مقاصد میں روڑا اٹکانا سمجھتے ہیں، میں کہتا ہوں اگر دین نہ رہا اور احکامِ اسلام کو پامال کرنے کے بعد کوئی کام بھی کیا تو وہ کام پھر دین کا نہ ہوگا، کیا یہ دین کی خیرخواہی اور ہمدردی کہلائی جاسکتی ہے؟

اے صاحبو! آج سے پہلے بھی تو اسلام اور مسلمانوں پر اس سے بڑے بڑے حوادث پیش آئے ہیں کہ اِس وقت اُس کا عشرِ عشیر (دسویں حصے کا دسواں حصہ) بھی نہیں مگر انہوں نے اُس حالت میں بھی اصولِ اسلام اور احکامِ اسلام کو نہیں چھوڑا، سلف کے کارناموں کو پیشِ نظر رکھ کر کچھ تو غیرت آنا چاہئے تم تو معمولی معمولی باتوں میں احکامِ اسلام کو ترک کرنے پر آمادہ ہوجاتے ہو، وہ حضرات عین قتال کے وقت بھی حدود کی حفاظت اور رعایت فرماتے تھے جس پر آج ہم کو فخر ہے، اب تم ہی فیصلہ کرلو کہ وہ تھے خیرخواہِ اسلام، ہمدردِ اسلام، جانبازِ اسلام یا تم؟ تحریکِ خلافت کے زمانے میں صاف الفاظ میں یہ کہا جاتا تھا کہ یہ مسائل کا وقت نہیں کام کرنے کا وقت ہے (الافاضات الیومیۃ من الافاداتِ القومیۃ ج۱ص ۱۱۵، ملفوظ نمبر۱۱۶)

مروَّجہ سیاست کے بارے میں آپ کا طرزِ عمل

مروَّجہ سیاست اور تحریکات کے بارے میں دنیا کا آج جو طرزِ عمل ہے کہ اسی کو اپنا اوڑھنا بچھونا اور رات دن کا موضوعِ بحث بنایا ہوا ہے، حضرت والا کو اس طریقہ سے بھی قطعی مناسبت نہیں، جیسا کہ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کا طرزِ عمل تھا؛ حضرت والا دامت برکاتہم نے اپنا مستقل موضوعِ بحث سیاست کو نہیں بنایا، اس لئے آپ نے ہمیشہ عملاً سیاست سے الگ تھلگ رہ کر زندگی بسر فرمائی، لیکن اسی کے ساتھ وقت کے سیاسی لوگوں اور حکمرانوں کے منفی و مثبت طرزِ عمل اور ان کے صحیح و غلط اقدامات سے بقدرِ ضرورت آگاہی رکھی اور بوقتِ ضرورت حکمت و بصیرت کے ساتھ شرعی نقطۂ نظر سے آپ نے اچھے و بُرے پہلوؤں پر بغرضِ اصلاح امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حصہ سمجھتے ہوئے تبصرہ بھی فرمایا، مگر وہ بھی ایک عام عنوان کے ساتھ، کسی شخصیت کو ہدف بنا کر نہیں، اور سیاسی حالات سے بقدرِ ضرورت آگاہی کے لئے بھی آج کل کی طرح آپ نے ذرائع ابلاغ اور اخبار بینی کو اپنا مشغلہ نہیں بنایا، بلکہ کسی خاص اہتمام و انتظام کے بغیر کیف ما اتفق آپ کو معتمَد طریقہ پر جب حالات سے آگاہی حاصل ہوئی، اصلاحی نقطۂ نظر سے روشنی ڈالتے رہے اور اس مرحلہ پر بھی غیبت، طعن و تشنیع اور الزام تراشی جیسے محرکات سے بچنے کا اہتمام فرماتے رہے اور اسی کے ساتھ حکمرانوں کی اصلاح کے لئے دعا کا اہتمام بھی فرماتے رہے ہیں۔

حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

> ''رسول اللہ ﷺ میں دو شانیں تھیں، ایک شانِ سلطنت اور دوسری شانِ نبوت و محبوبیتِ حق...... حضور ﷺ میں غالب شانِ نبوت تھی اور وہی آپ کی بعثت سے مقصود تھی، شانِ سلطنت مقصود نہ تھی، بلکہ شانِ نبوت کے تابع تھی تاکہ اجراءِ احکام میں سہولت ہو'' (وعظ ارضاء الحق، خطباتِ حکیم الامت جلد ۱۵، بعنوان تسلیم و رضا صفحہ ۴۳، ملخصاً)

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

> دیانات مقصود بالذات (یعنی بذاتِ خود مقصود) ہیں اور سیاسیات و جہاد مقصودِ اصلی نہیں بلکہ

اقامتِ دیانت (جو کہ مقصودِ اصلی ہے اس) کا وسیلہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دیانت اور احکامِ دیانت (جو کہ مقصودِ اصلی ہیں وہ) تو انبیاء علیہم السلام کو مشترک طور پر سب کو دیئے گئے اور سیاسیات وجہاد سب کو نہیں دیا گیا۔ بلکہ جہاں ضرورت ومصلحت سمجھی گئی دی گئی ورنہ نہیں، وسائل کی یہی شان (اور یہی حالت) ہوتی ہے کہ وہ بضرورت ہی لئے جاتے ہیں''

(تتمہ اشرف السوانح، ج۴ ص۲۸)

ایک جگہ فرماتے ہیں:

''سیاست دانی مولویت کے لئے شرط (ولازم) نہیں، اگر کسی مولوی کو اس سے مناسبت (لگاؤ اور تعلق) نہ ہو تو اس سے اس کی مولویت میں کچھ فرق نہیں آتا، یہ مناسبت الگ چیز ہے حتیٰ کہ نبوت تک کے لئے بھی (سیاست دانی) لازم نہیں'' (ملفوظات الافاضات الیومیۃ من الافادات القومیۃ جلد نمبر ۱۰ ص ۲۱۷، ملفوظ نمبر ۱۳۱)

مروَّجہ تنظیموں سے متعلق آپ کا طرزِ عمل

حضرت والا دامت برکاتہم کا مروَّجہ تنظیموں کے ساتھ رسمی اور رواجی تعلق نہیں ہے، اور اس سلسلہ میں آپ کا طرزِ عمل وہی ہے جو حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا تھا، چنانچہ حضرت والا نے مروَّجہ عام تنظیموں کے ساتھ کسی عہدہ یا رکن کی حیثیت سے کبھی تعلق قائم نہیں رکھا، اگرچہ آپ نے ہمیشہ اچھا کام کرنے والوں کی حوصلہ افزائی فرمائی ہے اور قابلِ اصلاح پہلوؤں پر روشنی ڈالتے رہے ہیں، اسی وجہ سے حضرت والا کسی تنظیمی عنوان سے منعقد ہونے والے عام جلسے جلوسوں میں شرکت سے بھی پرہیز فرماتے رہے ہیں، بلکہ حضرت والا کی طبیعت تو مروَّجہ تنظیموں سے ہٹ کر مدارس ومساجد میں منعقد ہونے والے عام روایتی جلسے جلوسوں میں بھی شرکت کو پسند نہیں کرتی، اس لئے آپ کا جب کہیں بیان ووعظ ہوتا ہے، تو وہ بھی اکثر وبیشتر اصلاحی بیان یا اصلاحی مجلس وغیرہ کے عنوان سے ہی موسوم کیا جاتا ہے، اور اسی وجہ سے حضرت والا اپنے وعظ وبیان پر بھی کسی خاص تنظیمی عنوان کی چھاپ ڈالنا یا ڈلوانا پسند نہیں فرماتے اور بچند وجوہ اپنے متعلقین ومتوسلین کے لئے بھی

یہی طرزِ عمل پسند فرماتے ہیں، حضرت والا کا تجربہ ومشاہدہ یہ ہے کہ آج کل کی مروّجہ عام تنظیموں کے کارکن اوران کا طریقِ کارعموماً شریعت وسنت کے مزاج سے میل نہیں کھاتا اوراکثر وبیشتر تنظیمیں اپنے اصل مقصوداورنتیجہ سے ہٹ کرایک خاص طریقِ کارکی ہی گویا کہ پوجاپاٹ شروع کردیتی ہیں، اسی کے ساتھ اکثر تنظیموں کے ساتھ غیر تربیت یافتہ عوام الناس کے وابستہ ہونے سے بھی اعتدال قائم نہیں رہ پاتااورغلو پیدا ہوجاتا ہے۔

آپ امر بالمعروف اورنہی عن المنکر جیسے اہم فریضے کے لئے حکمت وبصیرت، تحمل وبردباری اور سنت کے طریقہ کو بہت اہمیت دیتے ہیں اورفرماتے ہیں کہ بدعت کوختم کرنے اورمٹانے کے لئے اس کے طریقہ کا بھی سنت کے مطابق ہونا ضروری ہے، آج کل اکثر لوگ خلافِ شریعت طریقہ کوختم کرنے کے لئے خود طریقہ سنت کے خلاف اختیار کرتے ہیں جوکسی طرح بھی مناسب نہیں۔

قیامِ پاکستان کے متعلق آپ کا موقف

قیامِ پاکستان کے متعلق حضرت والا کا نقطۂ نظر وہی ہے جو حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ، شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی صاحب رحمہ اللہ، علامہ ظفر احمد عثمانی صاحب رحمہ اللہ اورحضرت مفتیٔ اعظم مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ وغیرہ اکابرین کا تھا، اس لئے آپ ہمیشہ سے پاکستان کے استحکام، اس کی ترقی اوراس ملک میں اسلام کے نفاذ اورحکمرانوں کی اصلاح کے خواہاں اوردعا گو رہے ہیں، لیکن اسی کے ساتھ آپ کو یہ شکوہ بھی رہا ہے کہ جن اغراض ومقاصد کے پیشِ نظر اورجن خطوط پر ہمارے اکابرین کے پیشِ نظر قیامِ پاکستان کا مسئلہ تھا، ابھی تک بدقسمتی سے ان سب اغراض ومقاصد کو پوری طرح حاصل نہیں کیا جاسکا، لیکن **مَالَایُدْرَکُ کُلُّہٗ لَایُتْرَکُ کُلُّہٗ** (جس چیز کو پوری طرح حاصل نہ کیا جاسکے اسے پوری طرح چھوڑنا بھی نہیں چاہئے) قاعدہ کے تحت اس موجودہ حالت میں بھی ملکِ پاکستان کا وجود بہت بڑی نعمت ہے، جس کی ہم سب کوقدر کرنی چاہئے۔ قیامِ پاکستان کے مسئلہ میں بعض حضرات جوافراط وتفریط میں مبتلا ہوکر بعض اوقات اپنے بعض اکابرین کی شان میں گستاخانہ رویہ تک اختیار کرلیتے ہیں، حضرت والا کوا کابرین

کی صحبت کی برکت سے اس افراط وتفریط سے اللہ تعالیٰ نے محفوظ فرمایا ہے، اسی وجہ سے آپ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ وغیرہ اکابرین کا بھی اپنے دل ودماغ میں بہت احترام رکھتے ہیں اوران کا تذکرہ عزت واحترام کے ساتھ ہی فرماتے ہیں، اوراسی وجہ سے آپ نے مدنی وتھانوی جیسے عنوانات کو اپنے نام وکام کے ساتھ اختیار فرما کر گروہ بندی اور تقسیمِ اکابر کی معاشرہ میں جاری رِیت کو کبھی اختیار نہیں فرمایا۔اللہ تعالیٰ حضرت والا کے طرزِ عمل کے مطابق ہم سب کوافراط وتفریط سے محفوظ فرما کراعتدال کے راستہ پرگامزن فرمائیں۔آمین۔

تبلیغی جماعت کے بارے میں آپ کا موقف

حضرت والادامت برکاتہم نے ہمیشہ تبلیغی جماعت کومجموعی طور پرحسنِ نظر کے ساتھ دیکھا ہے، اورآپ بحیثیتِ مجموعی تبلیغی جماعت کے کام کی حوصلہ افزائی فرماتے رہے ہیں، لیکن بایں ہمہ آپ نے جہاں جہاں تبلیغی جماعت میں افراط وتفریط کا مشاہدہ فرمایا، اس کی نشاندہی بھی فرماتے رہے ہیں، حضرت والا نے بانیِ جماعت حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمہ اللہ کے دور کی تبلیغی جماعت کا بھی الحمدللہ تعالیٰ اپنی آنکھوں سے مشاہدہ فرمایا ہے، اس لئے آپ کے سامنے پہلے دور کی تبلیغی جماعت کا طرزِ عمل بھی ہے، جب آپ موجودہ دور میں اُس خاص طریقۂ صحیحہ سے انحراف وتجاوز پاتے ہیں یا کسی بھی قسم کی افراط وتفریط کا مشاہدہ فرماتے ہیں تو آپ بغرضِ اصلاح اس سے آگاہ کرنے کواپنا فرضِ منصبی سمجھتے ہیں، آپ کوکسی بھی جماعت کا اعتدال سے تجاوز کرنا قطعاً پسند نہیں، چنانچہ جب آپ تبلیغی جماعت کے افراد کی طرف سے کسی قسم کے غلو مثلاً اس کام کوحد سے زیادہ بڑھانے، اس طریقۂ خاص کو ہر ایک پرفرضِ عین قرار دینے اوراصلاحِ نفس ودینی مسائل کی طرف متوجہ نہ ہونے اوراس کام کوتام کرنے کے بجائے عام کرتے رہنے جیسی خرابیوں کودیکھتے ہیں تواس سلسلہ میں شریعت کے مستحکم اُصولوں کی روشنی میں اس کی وضاحت فرماتے ہیں اوران سب مراحل پرآپ کا اصل مقصود تبلیغی جماعت کی مخالفت کے بجائے اس کی اصلاح ہوتا ہے، تاکہ یہ بزرگوں کی قائم کی ہوئی جماعت ہر قسم کی افراط وتفریط والی غلطیوں سے

پاک ہوکر دنیاوآخرت میں فلاح وکامیابی پائے اور بزرگانِ دین کے قائم کئے ہوئے خاص نہج پرچل کر پھلے پھولے اور پروان چڑھے۔اللہ تعالیٰ حضرت والا کی اس منشاء کو پورا فرمائیں۔آمین۔

قیامِ مدارس واصلاحِ مدارس سے متعلق آپ کا موقف

حضرت والا کا بچپن ہی سے علمائے حق اور دینی مدارس سے تعلق رہاہے،اور آپ کو دینی مدارس کی اہمیت کا ہمیشہ سے اعتراف رہاہے،لیکن اس دور میں ہرکس وناکس کی طرف سے خواہ اہلیت ہو یا نہ ہو،دینی مدارس ومکاتیب کے قیام کا جو ایک سلسلہ جاری ہے،جس کے نتیجہ میں خصوصاً مالیات اور طلبۂ کرام کی اصلاح وتربیت کے معاملہ میں بڑی کوتاہیاں سامنے آرہی ہیں،حضرت والا اس طرح اندھا دُھند اور بے اُصولی انداز میں قیامِ مدارس ومکاتیب کی حوصلہ افزائی کے حامی نہیں ہیں،حضرت والا کا اس سلسلہ میں فرمانا یہ ہے کہ دینی مدارس ومکاتیب کا قیام جتنا اہم ہے،اس سے زیادہ اہم ان مدارس ومکاتیب کو چلانے کے لئے شرعی حدود وقیود کا لحاظ کرنا اور مالیات کے معاملات کا صاف رکھنا،نیز تعلیم کے ساتھ ساتھ طلبۂ کرام کی اصلاح وتربیت کا اہتمام کرنا بھی ہے، اگر ان اُصولوں کی رعایت نہ ہو تو مدارس ومکاتیب کے قیام کے اصل مقاصد کو حاصل کرنا بعید ہے۔اسی طرح حضرت والا کو بہت سے دینی مدارس کے ذمہ داران کے دل ودماغ سے اللہ تعالیٰ سے توکل اُٹھ جانے یا کمزور ہوجانے اور لوگوں کے چندوں اور جیبوں پر نظر ہوجانے پر بھی بہت زیادہ تشویش ہے،جس کی خاطر بہت سے علماء نے اپنی عزت داؤ پر لگادی ہے،اور اپنے آپ کو امراء واغنیاء کا ماتحت اور گویا کہ ملازم سمجھ لیا ہے۔حضرت والا کا فرمانا یہ ہے کہ آج کل دینی مدارس سمیت دین کے بہت سے کام عام تو ہورہے ہیں مگر تام نہیں ہورہے،یعنی ان کاموں کو پھیلانے اوران کا دائرہ وسیع کرنے کی طرف تو توجہ کی جارہی ہے لیکن ان کی اصلاح اور ترقی کی فکر نہیں کی جارہی،حالانکہ شریعت کی نظر میں کام کے عام اور وسیع ہوجانے سے زیادہ اس کے تام اور مکمل ہونے کی اہمیت ہے۔

حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ ایک وعظ میں فرماتے ہیں:

''آج کل اہلِ مدارس نے مخترَع ثمرات کومطلوب سمجھ رکھا ہے کہ ہمارا مدرسہ بارونق ہو،اس میں پانچ سو، ہزار طلبہ ہوں، پچاس ،سو مدرس ہوں اور ایسی عمارت ہو اور ہر سال اس میں سے اتنے طلبہ فارغ ہوں اور یہ باتیں بدون زیادہ رقم کے ہو نہیں سکتیں تو اب ہر وقت ان کی نظر آمدنی پر رہتی ہے،اور جہاں سے بھی چندہ آتا ہے، رکھ لیا جاتا ہے، واپس کرتے ہوئے یہ خیال ہوتا ہے کہ حرام اور مشتبہ مال کو واپس کرنا شروع کریں تو اتنی آمدنی کس طرح ہوگی جو اتنے بڑے کارخانے کو کافی ہو سکے؛ بس یہی جڑ ہے اور اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ رضائے حق مقصود نہیں ۔اس جڑ کو اُکھاڑ پھینکو اور ثمرات پر ہرگز نظر نہ کرو، نہ زیادہ کام کو مقصود سمجھو بلکہ رضائے حق کو مقصود سمجھو؛ چاہے مدرسہ رہے یا نہ رہے اور اگر یہ نہیں ہوسکتا تو پھر دین داری اور علم کا نام مت لو، نہ خدا سے محبت کا دعویٰ کرو۔افسوس! خدا سے محبت اور غیر پر نظر'' (وعظ ارضاء الحق حصہ دوم صفحہ ۴۷)

ثمرات مقصود نہیں ہیں،صرف رضائے حق مقصود ہے؛ نہ مدرسہ مقصود ہے، نہ طلبہ کی کثرت مطلوب ہے، نہ عمارت مقصود ہے ؛صرف رضا مطلوب ہو۔اگر رضائے حق کے ساتھ یہ کام چلتے رہیں تو چلاؤ اور حسبِ ہمت وطاقت ان میں کام کرتے رہو اور جو کام طاقت سے زیادہ ہو،اُس کو الگ کرو............ مدرسہ جاری کرو اور رضائے حق پر نظر رکھو، یہ ثمرہ متعین نہ کرو کہ ہمارا مدرسہ ایسا ویسا ہونا چاہیے؛ یہ دُھن کہاں کی لگائی؟ یہ دُھن نہیں بلکہ گُھن ہے(ایضاً صفحہ ۴۸، ۴۹)

ایک مقام پر فرماتے ہیں:

''اکثر عربی مدرسوں میں طلبہ کی خواہش ومذاق اور کثرتِ تعداد کے مقابلہ میں اصول وقواعد کی پرواہ کم کی جاتی ہے،اس سے بھی مفاسد پرورش پاتے ہیں۔اس لئے ضروری ہے کہ طلبہ کو قواعد کا پابند بنایا جائے۔خواہ اِن کی تعداد کم ہی کیوں نہ ہو جائے۔کام کے دو چار نا کارہ سو دو سو سے افضل ہیں'' (تحفۃ العلماء ج۱ص ۸۴،بحوالہ حقوق العلم ص۸۹، وتجدید تعلیم ص۱۲۸)

تصوف کے چاروں سلسلوں سے آپ کا شجرہ

تصوف کے چاروں معروف ومتداول سلسلوں یعنی چشتیہ، قادریہ، سہروردیہ اور نقشبندیہ کے مشائخ کی سنہری روحانی لڑی حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب دامت برکاتہم سے لے کر حضور نبی کریم ﷺ تک یہاں مسلسل درج کی جاتی ہے۔ اصل میں حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے وقت سے یہ طریقہ چلا آ رہا ہے جو حضرت شاہ صاحب ہی کا اختیار کردہ ہے کہ بیعت کے وقت چاروں خاندانوں (چشتیہ، سہروردیہ، قادریہ، نقشبندیہ) کا نام لیتے تا کہ ان سب سے فیض حاصل ہو اور ان کی خصوصیات سے حصہ ملے۔ چاروں سلسلوں کے اشغال، اوراد واذکار اور مراقبات و مجاہدات اور طریقِ اصلاح میں اگرچہ باہم کچھ فرق اور امتیازات ہیں لیکن ایک ہی منزل تک پہنچنے کے حسب ذوق ومزاج مختلف راستے ہیں۔ [۱]

یہ ملحوظ رہے کہ ہر سلسلے میں نیچے سے اوپر تک ہر شیخ اور بزرگ کے عموماً کئی کئی خلفاء ہوئے ہیں اور کم وبیش ہر خلیفہ ونائب سے اپنے شیخ اور اس کے سلسلہ کا فیض آگے منتقل ہوتا رہا۔ اس طرح روحانی نظام کا یہ سلسلۂ نسبت بھی ہر نسل میں شاخ در شاخ ہوتا اور ہر زمانے میں نئے برگ وبار لاتا چلا آ رہا ہے بعینہٖ جیسے شجرۂ نسب میں اوپر ایک فرد سے نسل چلتی ہے اور نیچے ہر پشت میں پھیلتی اور بڑھتی چلی جاتی ہے، ایک باپ کے چار بیٹے ہوں ہر بیٹے سے دو دو تین تین اولادیں ہوں پھر ان میں سے ہر ایک سے ایک سے زیادہ اولاد ہو تو ایک دو پشتوں میں یہی ایک دادا و پردادا کا خاندان ایک پورا قبیلہ بن جاتا ہے، پس تصوف کی ہر لڑی میں بھی ہر بزرگ کا عین ممکن ہے کہ دوسرا پیر بھائی بھی ہو بلکہ دسیوں پیر بھائی بھی ہوتے ہیں جو سب اوپر ایک ہی بزرگ سے نسبت حاصل کئے ہوتے ہیں ان میں سے ہر ایک کے پھر آگے کئی کئی مرید اور خلفاء ہوتے ہیں اس طرح ہر زمانے میں یہ متوازی لڑیاں جاری رہتی اور پھیلتی چلی جاتی ہیں۔ پس مذکورہ سلسلوں میں بھی یہ ملحوظ رکھنا چاہئے کہ

---

[۱] یہ شجرہ مولانا مفتی امجد حسین صاحب سلمہ اللہ (معین افتاء ومدرس ادارہ غفران؛ راولپنڈی) کا مرتب کردہ ہے۔ محمد رضوان

ہر سلسلے کی یہی واحد لڑی نہیں جو درج ہوئی بلکہ نوع در نوع اور شاخ در شاخ متعدد لڑیاں ہوا کرتی ہیں جو اس سلسلے کے مختلف وابستگان اور خانوادوں میں اوپر تک جاتی ہیں کوئی کسی پشت میں جا کر دوسرے سے مل جاتا ہے کوئی کسی پشت میں، چنانچہ یہی دیکھ لیں کہ اوپر خواجہ حسن بصری ایک نام آتا ہے، ان کے خلفاء بھی انگلیوں پر ہی گنے جاتے ہیں لیکن پھر آگے ہزار بارہ سو سال میں نسل در نسل اس میں وہ وسعت ہوئی کہ دسیوں سلسلے بن گئے اور سارے عالم اسلام کو محیط ہوگئے اور اس عرصہ میں کروڑوں بندگانِ خدا ان بزرگوں کے فیوض سے مالا مال ہو کر اصلاح یافتہ اور فلاح یافتہ ہوگئے اور اللہ کے مقرب بندے بن کر معراج انسانیت پا گئے۔ آج بھی ان سلسلوں کا فیض عالم اسلام میں جاری وساری ہے، گو اس زمانہ میں ان سلسلوں کے نام پر جعل سازی بھی بہت ہوگئی اور نا اہل و ہوا و ہوس کے پجاری اور بدعمل و بدعقیدہ لوگ بھی بزرگوں کا نام استعمال کر کے مختلف سلسلوں کی طرف اپنے آپ کو منسوب کر کے ان خالص اصلاحی اداروں کو بدنام کر رہے ہیں لیکن بایں ہمہ اہل حق اور ان سلسلوں کے صحیح عاملین وحاملین اور متبع سنت بزرگ بھی بحمد اللہ کچھ کم نہیں۔ بس سالکین کو پہچان پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

حضرت نواب محمد عشرت علیخان صاحب قیصؔر دامت برکاتہم کا سلسلہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کے واسطے سے تصوف کے چاروں سلسلوں سے وابستہ ہے، اس لئے ان چاروں سلسلوں کا شجرہ ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

(۱)......سلسلۂ چشتیہ سے آپ کا شجرہ

(۱) حضرت نواب محمد عشرت علیخان قیصؔر صاحب دامت برکاتہم **(۲)** حضرت مولانا فقیر محمد صاحب پشاوری وحضرت مولانا محمد مسیح اللہ خانصاحب جلال آبادی رحمہما اللہ **(۳)** حکیم الامت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ **(۴)** شیخ المشائخ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ **(۵)** حضرت میاں جیونور محمد صاحب جھنجھانوی رحمہ اللہ **(۶)** حضرت عبدالرحیم صاحب ولایتی رحمہ اللہ **(۷)** حضرت شاہ عبدالباری صدیقی رحمہ اللہ **(۸)** حضرت شیخ عبدالہادی رحمہ اللہ **(۹)**

حضرت شاہ عضد الدین رحمہ اللہ (۱۰) حضرت شاہ محمد مکی رحمہ اللہ (۱۱) شیخ سید محمدی اکبر آبادی (۱۲) شیخ خواجہ محبّ اللہ الہ آبادی (۱۳) شاہ ابوسعید نعمانی رحمہ اللہ (۱۴) شیخ نظام الدین تھانیسری رحمہ اللہ (۱۵) شیخ جلال الدین محمود تھانیسری رحمہ اللہ (۱۶) شیخ المشائخ شاہ عبدالقدوس گنگوہی رحمہ اللہ (۱۷) شیخ محمد بن شیخ عارف رحمہ اللہ (۱۸) شیخ عارف رحمہ اللہ (۱۹) شیخ احمد عبدالحق ردولوی رحمہ اللہ (۲۰) شیخ جلال الدین کبیر اولیاء رحمہ اللہ (۲۱) شیخ شمس الدین ترک پانی پتی رحمہ اللہ (۲۲) خواجہ علاء الدین علی احمد صابر کلیری رحمہ اللہ (۲۳) شیخ فرید الدین گنج شکر رحمہ اللہ (۲۴) حضرت شیخ قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ (۲۵) خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمہ اللہ (۲۶) خواجہ عثمان ھارونی رحمہ اللہ (۲۷) خواجہ شریف زندنی رحمہ اللہ (۲۸) خواجہ مودود چشتی رحمہ اللہ (۲۹) خواجہ سید ابو یوسف چشتی رحمہ اللہ (۳۰) خواجہ ابومحمد بن ابی احمد چشتی رحمہ اللہ (۳۱) خواجہ ابواحمد ابدال چشتی رحمہ اللہ (۳۲) خواجہ ابواسحاق چشتی رحمہ اللہ [۱]

(۳۳) خواجہ علو ممشاد دینوری رحمہ اللہ (۳۴) خواجہ ابوھُبیرہ بصری رحمہ اللہ (۳۵) خواجہ خذیفۃ مرعشی رحمہ اللہ (۳۶) حضرت سلطان ابراھیم بن ادھم رحمہ اللہ (۳۷) خواجہ فضیل بن عیاض تمیمی رحمہ اللہ [۲] (۳۸) خواجہ عبدالواحد بن زید رحمہ اللہ (۳۹) خواجہ حسن بصری رحمہ اللہ (۴۰) خلیفۂ راشد حضرت علی رضی اللہ عنہ (۴۱) حضور نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

---

[۱] سلسلۂ چشتیہ آپ ہی سے موسوم ہے چشت کے رہنے والے اس سلسلہ کے آپ پہلے بزرگ تھے۔ آپ کے بعد کے چار مشائخ (یعنی خواجہ مودود چشتی تک) بھی چشت ہی کے رہنے والے تھے پانچ پشتوں تک اس سلسلہ کے مشائخ کا چشت سے تعلق ہونے کی وجہ سے بعد میں اس نام سے یہ سلسلہ شہرت پا گیا۔ برصغیر میں اس سلسلہ کو لانے اور رائج کرنے والے چونکہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمہ ہیں اور فتنۃ تاتار کے پرآشوب دور کے بعد اس سلسلہ کو نئی زندگی دینے والے آپ ہی ہیں اس لئے آپ کی طرف اس سلسلہ کی نسبت معروف ہوگئی۔ چشت افغانستان کے صوبہ ہرات میں ایک قصبہ تھا۔ موجودہ جغرافیہ میں اس کا نام شاقلاں لکھا ہے۔

[۲] آپ پہلے ڈاکوؤں کے سردار تھے مقبولیت کی گھڑی آئی تو ایک خاص واقعہ سے اثر لے کر توبہ تائب ہوگئے، زہد و عبادت اور تقویٰ وطھارت میں بڑے اونچے مقام تک پہنچے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی خدمت میں بھی رہے۔

(۲)......سلسلۂ نقشبندیہ سے آپ کا شجرہ

(۱) حضرت نواب محمد عشرت علیخان قیصرؔ صاحب دامت برکاتہم (۲) حضرت مولانا فقیر محمد صاحب پشاوری وحضرت مولانا محمد مسیح اللہ خانصاحب جلال آبادی رحمہما اللہ (۳) حکیم الامت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ (۴) شیخ المشائخ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ (۵) میاں جیونور محمد جھنجھانوی رحمہ اللہ (۶) حضرت سید احمد شہید بریلوی رحمہ اللہ (۷) حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمہ اللہ (۸) حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ (۹) حضرت شاہ عبدالرحیم دہلوی رحمہ اللہ (۱۰) حضرت سید عبداللہ رحمہ اللہ (۱۱) حضرت سید آدم بنوری رحمہ اللہ (۱۲) حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ (۱۳) حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ (۱۴) حضرت خواجہ امکنگی رحمہ اللہ (۱۵) حضرت خواجہ الدرویش محمد رحمہ اللہ (۱۶) حضرت خواجہ زاھد رحمہ اللہ (۱۷) حضرت خواجہ عبیداللہ احرار جامی رحمہ اللہ (۱۸) حضرت خواجہ یعقوب چرخی رحمہ اللہ (۱۹) حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمہ اللہ (۲۰) حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندی رحمہ اللہ (بانی سلسلۂ نقشبندیہ) (۲۱) حضرت خواجہ سید امیر کلال رحمہ اللہ (۲۲) حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمہ اللہ (۲۳) حضرت خواجہ علی رامیتنی رحمہ اللہ (۲۴) حضرت خواجہ محمود ابی الخیر فغنوی رحمہ اللہ (۲۵) حضرت خواجہ سیدنا عارف دیوگری رحمہ اللہ (۲۶) حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمہ اللہ (۲۷) حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمہ اللہ (۲۸) حضرت خواجہ ابی علی فارمدی رحمہ اللہ (۲۹) حضرت خواجہ ابوالقاسم قشیری کرگانی رحمہ اللہ (۳۰) شیخ ابوالحسن خرقانی رحمہ اللہ (۳۱) حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمہ اللہ (۳۲) حضرت شیخ جعفر صادق رحمہ اللہ (۳۳) حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (۳۴) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ (۳۵) خلیفۂ راشد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ (۳۶) نبی کریم رؤف الرحیم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ [۱]

---

[۱] نقشبندیہ کا یہ شجرہ نسبت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے اور یہی معروف ہے۔ لیکن ایک اور لڑی سے یہ سلسلہ نسبت بھی حضرت خواجہ حسن بصری اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مل جاتا ہے۔ وہ ہے شیخ ابوالقاسم قشیری (جو اس شجرہ مذکورہ میں انتیسویں نمبر شمار میں آتے ہیں) کے واسطے سے خواجہ ابوعلی دقاق کی لڑی ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو﴾

(۳)......سلسلۂ قادریہ سے آپ کا شجرہ

(۱) حضرت نواب محمد عشرت علیخان قیصر صاحب دامت برکاتہم (۲) حضرت مولانا فقیر محمد صاحب پشاوری وحضرت مولانا محمد مسیح اللہ خانصاحب جلال آبادی رحمہما اللہ (۳) حکیم الامت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ (۴) حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ (۵) حضرت میاں جیونور محمد جھنجھانوی رحمہ اللہ (۶) حضرت خواجہ عبدالرحیم ولایتی شہید رحمہ اللہ (۷) حضرت خواجہ عبدالباری امروہی رحمہ اللہ (۸) حضرت خواجہ عبدالہادی امروہی رحمہ اللہ (۹) حضرت خواجہ عضد الدین امروہی رحمہ اللہ (۱۰) حضرت خواجہ محمد مکی رحمہ اللہ (۱۱) حضرت شاہ محمدی رحمہ اللہ (۱۲) حضرت خواجہ محبّ اللہ الٰہ آبادی رحمہ اللہ (۱۳) حضرت خواجہ ابوسعید گنگوہی رحمہ اللہ (۱۴) حضرت خواجہ نظام الدین بلخی رحمہ اللہ (۱۵) حضرت خواجہ جلال الدین تھانیسری رحمہ اللہ

﴿گذشتہ صفحے کا باقی حاشیہ﴾

کیونکہ شیخ ابوالقاسم قشیری کو شیخ ابوالحسن خرقانی رحمہ اللہ کے علاوہ شیخ ابوعلی دقاق سے بھی نسبت حاصل تھی اور شیخ ابوعلی دقاق کا سلسلہ نسبت یوں ہے، شیخ ابوعلی دقاق ان کے شیخ خواجہ ابوالقاسم نصیر آبادی، ان کے شیخ خواجہ ابوبکر شبلی وفات ۳۴۲ھ، ان کے شیخ خواجہ جنید بغدادی وفات ۲۹۸ھ، ان کے شیخ خواجہ سری سقطی وفات ۲۵۳ھ ان کے شیخ خواجہ معروف کرخی رحمہ اللہ وفات ۲۰۰ھ ان کے شیخ خواجہ داؤد طائی رحمہ اللہ وفات ۲۰۶ھ ان کے شیخ خواجہ حبیب عجمی رحمہ اللہ ان کے شیخ خواجہ حسن بصری رحمہ اللہ۔ بعض روایات میں شیخ ابوالقاسم اور شیخ جنید کے درمیان کے تین مشائخ نیچے سے اوپر بالترتیب یہ ہیں شیخ عثمان مغربی، شیخ ابوعلی کاتب اور شیخ ابوعلی رودباری (آگے شیخ جنید بغدادی) اس طرح شیخ ابوالقاسم قشیری کی کئی نسبتیں ہوکر شجرہ اوپر جاتا ہے۔ اس وجہ سے مختلف شجروں میں اوپر کے ناموں میں اختلاف ہوجاتا ہے۔ نیز خواجہ معروف کرخی رحمہ اللہ کی بھی دو نسبتیں ہیں، ایک نسبت شیخ داؤد طائی سے جو ایک واسطہ سے حسن بصری تک پہنچتی ہے، دوسری شیخ علی بن موسیٰ رضا سے جو حضرت جعفر صادق کی وساطت سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تک پہنچتی ہے۔ اور شیخ ابوالحسن خرقانی رحمہ اللہ کی خواجہ بایزید بسطامی رحمہ اللہ سے نسبت اویسی طریق پر ہے۔ دوسری نسبت شیخ خرقانی کی خواجہ بسطامی سے یوں ہے۔ شیخ خرقانی عن شیخ ابومظفر عن شیخ یزید عشقی، عن شیخ محمد مغربی عن شیخ بایزید بسطامی، اسی طرح برصغیر میں حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے مختلف خلفاء سے آگے الگ الگ نسبتیں جاری ہوتی ہیں۔ ہمارے اس شجرہ میں جس کا مدار نیچے حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ پر ہے، یہ حضرت مجدد صاحب کی طرف آپ کے خلیفہ حضرت سید آدم بنوری رحمہ اللہ کی وساطت سے پہنچتا ہے۔ دوسرا معروف سلسلہ حضرت مجدد صاحب کے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد معصوم رحمہ اللہ کی وساطت سے ہے جس میں نیچے خواجہ سیف الدین مجددی، خواجہ مظہر جانِ جاناں، خواجہ شاہ غلام علی، حضرت شاہ آفاق، شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی، حضرت شاہ ابوسعید وشاہ احمد سعید، حضرت حاجی دوست محمد قندھاری، حضرت خواجہ عثمان دامانی علیہم الرحمہ معروف بزرگ ہیں

(۱۶) حضرت خواجہ عبدالقدوس گنگوہی رحمہ اللہ (۱۷) حضرت خواجہ محمد قاسم اودھی رحمہ اللہ (۱۸) حضرت خواجہ سید بڈھن بہرائچی رحمہ اللہ (۱۹) حضرت خواجہ مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمہ اللہ[1] (۲۰) حضرت خواجہ جلال الدین بخاری رحمہ اللہ (۲۱) حضرت خواجہ عبید بن عیسیٰ رحمہ اللہ (۲۲) حضرت خواجہ عبید بن ابی قاسم رحمہ اللہ (۲۳) حضرت خواجہ ابوالمکارم فاضل رحمہ اللہ (۲۴) حضرت خواجہ قطب الدین ابوالغیث رحمہ اللہ (۲۵) حضرت خواجہ شمس الدین علی ارفلیخ رحمہ اللہ (۲۶) حضرت خواجہ شمس الدین حداد رحمہ اللہ (۲۷) حضرت شیخ المشائخ سید عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ (بانی سلسلۂ قادریہ) (۲۸) حضرت خواجہ ابوسعید مخزومی رحمہ اللہ (۲۹) حضرت خواجہ ابوالحسن قرشی رحمہ اللہ (۳۰) حضرت خواجہ ابوالفرح طرطوسی رحمہ اللہ (۳۱) حضرت خواجہ عبدالواحد بن عبدالعزیز رحمہ اللہ (۳۲) حضرت خواجہ ابوبکر شبلی رحمہ اللہ (۳۳)......سید الطائفہ حضرت خواجہ جنید بغدادی رحمہ اللہ (۳۴) حضرت خواجہ سری سقطی رحمہ اللہ (۳۵) حضرت خواجہ معروف کرخی رحمہ اللہ (۳۶) حضرت خواجہ داؤد طائی رحمہ اللہ (۳۷) حضرت خواجہ حبیب عجمی رحمہ اللہ (۳۸) حضرت خواجہ حسن بصری رحمہ اللہ (۳۹) خلیفۂ راشد حضرت علی رضی اللہ عنہ (۴۰) حضور نبی کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۴)......سلسلۂ سہروردیہ سے آپ کا شجرہ

(۱) حضرت نواب محمد عشرت علیخان قیصر صاحب دامت برکاتہم (۲) حضرت مولانا فقیر محمد صاحب پشاوری وحضرت مولانا محمد مسیح اللہ خانصاحب جلال آبادی رحمہما اللہ (۳) حکیم الامت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ (۴) حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ (۵) حضرت میاں جیونور محمد جھنجھانوی رحمہ اللہ (۶) حضرت خواجہ عبدالرحیم ولایتی شہید رحمہ اللہ (۷) حضرت سید عبد الباری امروہی رحمہ اللہ (۸) حضرت خواجہ عبدالہادی امروہی رحمہ اللہ (۹) حضرت خواجہ عضدالدین امروہی رحمہ اللہ (۱۰) حضرت خواجہ محمد مکی رحمہ اللہ (۱۱) حضرت شاہ محمدی رحمہ اللہ (۱۲) حضرت خواجہ محبّ اللہ الٰہ آبادی رحمہ اللہ (۱۳) حضرت خواجہ ابوسعید گنگوہی رحمہ اللہ (۱۴) حضرت خواجہ نظام الدین بلخی

---

[1] آپ کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ کو چودہ خانوادوں سے بیعت کی اجازت حاصل تھی (بحوالہ آبِ کوثر صفحہ ۴۷۸) مشہور جلالی شان کے بزرگ اور صاحبِ حال سید راجو قتال آپ کے بھائی تھے۔

رحمہ اللہ (۱۵) حضرت خواجہ جلال الدین تھانیسری رحمہ اللہ (۱۶) حضرت خواجہ عبدالقدوس گنگوہی رحمہ اللہ (۱۷) حضرت سید اجمل بھرائچی رحمہ اللہ (۱۸) حضرت سید جلال الدین بخاری رحمہ اللہ (۱۹) حضرت سید رکن الدین ابوالفتح رحمہ اللہ [۱] (۲۰) حضرت سید صدرالدین رحمہ اللہ (۲۱) حضرت سید بہاءالدین زکریا ملتانی رحمہ اللہ (۲۲) حضرت سید امام الطریقہ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ (بانی سلسلہ سہروردیہ) (۲۳) حضرت سید ضیاءالدین ابونجیب سہروردی رحمہ اللہ (۲۴) حضرت وجیہہ الدین سہروردی رحمہ اللہ (۲۵) حضرت سید ابی محمد عبداللہ رحمہ اللہ (۲۶) حضرت سید احمد الدینوری رحمہ اللہ (۲۷) حضرت سید ممشا دعلو دینوری رحمہ اللہ (۲۸) حضرت سید جنید بغدادی رحمہ اللہ (۲۹) حضرت سید سری سقطی رحمہ اللہ (۳۰) حضرت سید معروف کرخی رحمہ اللہ (۳۱) حضرت سید داؤد طائی رحمہ اللہ (۳۲) حضرت سید حبیب عجمی رحمہ اللہ (۳۳) حضرت سید حسن بصری رحمہ اللہ (۳۴) خلیفۂ راشد حضرت علی رضی اللہ عنہ (۳۵) نبی کریم حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم۔

اشعارِ مدحت درشانِ عشرت

گلابِ ناب سے دھونے کی حاجت ہے — زبان وذہن کو سودائے مدحت ہے

منور ہو جو جاں تو دل مطہر ہو — جنیدِ وقت سے جس کو بھی نسبت ہے

وہ اقلیم طریقت کا جو قیصر ہے — ہمارا پیر ومرشد ہاں وہ عشرت ہے

---

[۱] سید رکن الدین سید صدرالدین کے صاحبزادے اور جانشین اور سید صدرالدین سید بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمہ اللہ کے صاحبزادے اور جانشین تھے اور سید رکن الدین رحمہ اللہ، شیخ نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ کے معاصر ہیں، جو چشتیہ کے شیخِ وقت تھے، جنہوں نے دلی کو مرکزِ ثقل بنا کر سارے ہندوستان میں دینِ اسلام کی تبلیغ واشاعت کے لیے اپنے مریدین وخلفاء کا جال بچھا دیا تھا۔ اور اُدھر ملتان ومغربی پنجاب وسندھ میں سہروردیوں نے اسلام کا سکہ بٹھا دیا تھا۔

دستورُ العمل و معمولات برائے سالکین

حضرت والا نے سالکین واصلاح کے طالبین کے لئے دستورُ العمل اور کچھ معمولات مرتب کرائے ہیں، جو ترتیب وار ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:

(۱)......اپنے شب وروز کی ضروری مصروفیات کو پیشِ نظر رکھ کر ایک مضبوط نظامُ الاوقات بنالینا چاہئے، اور پھر اس کے مطابق مستقل مزاجی کے ساتھ عمل کرنا چاہئے، اس کی وجہ سے کام کرنے میں بہت برکت ہوتی ہے، تھوڑے وقت میں زیادہ کام ہوجاتا ہے اور اس کی برکت سے مشکل کام بھی آسان ہوجاتا ہے ؎

نظم پیدا کیجئے اوقات میں برکتیں پھر دیکھئے دن رات میں

(۲)......شرعی احکام خواہ ان کا تعلق کرنے سے ہو یا چھوڑنے سے اُن کا علم حاصل کرنا چاہئے، اور پھر ان پر عمل بجالانا چاہئے۔

سب سے پہلے اپنے عقیدے ٹھیک کیے جائیں اور ضروری ضروری مسئلے سیکھے جائیں اور کسی نئے مسئلے کی ضرورت پیش آئے تو کسی مستند عالمِ دین سے اُن کا شرعی حکم معلوم کرلیا جائے۔

یہ بات سمجھ لینے کی ہے کہ اصل مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا کو طلب کرنا ہے جس کے لیے تقویٰ حاصل ہونا شرط ہے، اسی کے لیے سب جدوجہد کی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہونے کے لیے گناہوں سے بچنے کا اہتمام، جو حقوق (والدین، بیوی بچوں، رشتہ دار واقارب، محلے داروں اور اجنبیوں جس جس کے بھی) اپنے ذمے واجب ہیں اُن کی ادائیگی، معاملات میں دیانت وصداقت، معاشرت میں سادگی اور پاکیزگی اور مزاج میں نرمی وخوش اخلاقی ضروری ہے؛ بدعات ورسوم سے سختی کے ساتھ بچیں؛ شادی وغمی کے موقعے پر ہر قسم کی رسومات سے اپنے آپ کو بچائیں۔

ان چیزوں کے اہتمام کے بغیر سلوک وتصوف اور اصلاحِ نفس کا مقصد ہی حاصل نہیں

ہوتا بلکہ حقیقی مقصد سے محرومی ہی رہتی ہے۔

اس لیے اذکار و وظائف اور اوراد ہی کو سب کچھ سمجھ کر فارغ نہ ہونا چاہیے بلکہ اپنی زندگی کا مسلسل جائزہ لیتے رہنا چاہیے؛ اصلاحِ نفس کی فکر مرتے دم تک نہ چھوڑنی چاہیے۔

(۳)......آنکھ، کان، زبان کی سختی کے ساتھ احتیاط رکھیے، یہی تین اعضاء ساری عبادات اور گناہوں کے آلۂ کار اور تمام باطنی اچھے و بُرے اعمال واخلاق کے محرِّک ہیں؛ اس لیے ان تینوں اعضاء کی نگہداشت یعنی ان کے جائز وناجائز استعمال کا خیال نہایت اہم اور ضروری ہے؛ جب بھی ان اعضاء سے کوئی غلطی ہوجائے فوراً توبہ کرنی چاہیے۔

چشم بند و گوش بند و لب بہ بند گر نہ بینی نورِ حق بر من بخند

یعنی گناہوں اور برائیوں سے اپنی آنکھ، کان، زبان تینوں چیزوں کو بند کر لیجیے؛

اس کے بعد اگر آپ کو نورِ حق نظر نہ آئے تو مجھ پر ہنسیے

(۴)......اگر نماز، روزے، زکوٰۃ وغیرہ ذمہ میں باقی ہو تو اُس کی ادائیگی کا اہتمام کیا جائے، اسی طرح کسی کا مالی حق اپنے ذمہ ہو تو اُسے ادا کیا جائے یا معاف کرایا جائے۔

(۵)......اپنے آپ کو دوسروں سے کمتر سمجھیں، دوسروں کو اپنے مقابلے میں حقیر نہ سمجھیں

(۶)......باطنی اعمال میں جو اچھے اخلاق ہیں اُن کو اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کیجیے اور جو بُرے اخلاق ہیں ان سے اپنے آپ کو بچا کر رکھیے۔

(۷)......اللہ والوں نے چار اعمال ایسے بتلائے ہیں کہ جن پر عمل کرنے سے بہت سے بُرے اخلاق سے نجات مل جاتی ہے اور بہت سے اچھے اخلاق کی توفیق حاصل ہوتی ہے؛ وہ چار اعمال یہ ہیں: (۱) شکر (۲) صبر (۳) استغفار (۴) استعاذہ۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی نعمتوں پر شکر کیا کیجیے اور کوئی ناگوار واقعہ پیش آجائے تو اس پر صبر کیا کیجیے اور چلتے پھرتے استغفار کرتے رہا کیجیے اور اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے رہا کیجیے

(۸)......ہر ہر کام میں حضور ﷺ کی سنت کی اتباع کرنی چاہیے کیونکہ سنت پر عمل

کرنے کی برکت سے اللہ تعالیٰ کا قُرب حاصل ہوتا ہے، لہٰذا تمام عبادات وطاعات اور معاملات ومعاشرت، رہن سہن، اُٹھنے بیٹھنے، سونے جاگنے، چلنے پھرنے، کھانے پینے، لباس وپوشاک، وضع قطع ہر چیز میں مؤکدہ وغیر مؤکدہ سنتوں کا لحاظ کرنا چاہیے؛ خصوصاً ان سنتوں کا جن کا تعلق عبادات سے ہو، عادات سے نہ ہو، اور سننِ عادیہ کا بھی ہو سکے تو حدود میں رہتے ہوئے۔

اور کھانے پینے، سونے جاگنے، بیتُ الخلاء آنے جانے، گھر یا مسجد سے نکلنے اور داخل ہونے اور اسی طرح دوسرے کاموں کے متعلق جو مسنون دعائیں ہیں اُن کو زبانی یاد کر لینا چاہیے اور اُن کو اپنے اپنے موقع پر پڑھنے کی عادت ڈال لینی چاہیے۔

(۹)......حتی الامکان مرد حضرات کو نماز باجماعت کا اور خواتین کو بروقت نماز کی ادائیگی کا اہتمام کرنا چاہئے، شرعی عذر کے بغیر مرد حضرات کو مسجد کی جماعت کو نہیں چھوڑنا چاہئے، اور مسجد کے آداب کا خیال رکھنا چاہئے۔

(۱۰)......جن نمازوں سے پہلے یا بعد میں سنتیں ہیں، اُن کو بھی ادا کرنا چاہیے، مؤکدہ سنتوں کی ادائیگی تو اپنی جگہ ہے، غیر مؤکدہ سنتوں کو بھی ہو سکے تو ادا کرنا چاہیے؛ مثلاً عصر سے پہلے چار سنتیں، عشاء سے پہلے چار سنتیں۔

اس کے علاوہ اشراق، چاشت، اور بعد مغرب اوّابین کا بھی اہتمام کرنا چاہیے۔

نیز تہجد کی نفل نماز کم از کم چار رکعت اور عام حالات میں بارہ رکعات کا معمول بنانا چاہیے؛ اور ہو سکے تو تہجد رات کے آخر حصے میں صبح صادق سے پہلے پہلے ادا کرنا چاہیے ورنہ عشاء کے بعد ہی وتر سے پہلے کچھ رکعتیں تہجد کی نیت سے پڑھ لیا کریں اور ارادہ وحوصلہ یہی رکھا کریں کہ رات کے آخر حصے میں بھی پڑھنے کی کوشش کروں گا۔

رمضان المبارک میں تراویح کی نماز کا بھی اہتمام کرنا چاہیے۔

(۱۱)......روزانہ فجر کی نماز کے بعد یا جب بھی سہولت ہو ایک وقت مقرر کر کے قرآن مجید کی تلاوت کا معمول بنانا چاہئے روزانہ ایک پارہ، اگر یہ مشکل ہو تو آدھا پارہ، اور

اگر یہ بھی مشکل ہو تو ایک پاؤ پارہ، ممکنہ حد تک تجوید سے اور دوسرے آداب کی رعایت کرتے ہوئے تلاوت کرنا چاہئے، اگر کسی روز اتفاق سے یا کسی عذر کی وجہ سے تلاوت نہ ہو سکے تو دوسرے دن اس کی تلافی کی کوشش کرنی چاہئے۔

(۱۲)......تلاوت کے علاوہ روزانہ ''حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کی'' مناجات مقبول سے ہر دن کے مطابق عربی میں ایک منزل ورنہ آدھی منزل پڑھنی چاہئے، دعاؤں کے ترجمہ پر بھی ساتھ ساتھ نظر رکھی جائے تو بہت اچھا ہے، اور روزانہ نہ سہی تو کبھی کبھی اردو میں منظوم مناجات مقبول کی منزل بھی پڑھ لینی چاہئے۔

اور اگر ہو سکے تو مناجات مقبول میں ہی درج شدہ ''حزب البحر'' پڑھنے کا بھی روزانہ معمول بنانا چاہئے۔

(۱۳)......فجر کے بعد سورہ یٰسٓ، ظہر کے بعد سورہ فتحؔ، عصر کے بعد سورہ نبأ، مغرب کے بعد سورہ واقعہ اور عشاء کے بعد سورہ ملکؔ کی تلاوت کا اہتمام کرنا چاہیے۔

(۱۴)......روزانہ ایک تسبیح ''سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ''

(۱۵)......روزانہ ایک تسبیح استغفار کی ''اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ''

(۱۶)......روزانہ ایک تسبیح ''سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ''

(۱۷)......روزانہ ایک تسبیح درود شریف کی، درودِ ابراہیمی یا پھر یہ درود ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلِّمْ''

(۱۸)......روزانہ دوسومرتبہ ''لَا اِلٰـہَ اِلَّااللّٰہُ'' چارسومرتبہ ''اِلَّااللّٰہُ'' چھ سومرتبہ ''اَللّٰہُ اَللّٰہُ'' سومرتبہ ''اَللّٰہ''

نمبر ۱۶ میں درج یہ کل تیرہ تسبیحات ہیں، لیکن دوازدہ تسبیحات (یعنی بارہ تسبیحات) کے نام سے مشہور ہیں، ان کا اصل وقت تو تہجد کی نماز کے بعد اور فجر کی نماز سے پہلے ہے، اگر کسی کو اس وقت مشکل ہو تو فجر کے بعد ورنہ عشاء کے بعد۔

تنبیہ: بعض محقق بزرگانِ دین نے کثرتِ نوافل اورتلاوتِ قرآن کو زیادہ اہمیت دی ہے، جس میں کثرتِ ذکر بھی آجاتا ہے، اس لئے کثرتِ نوافل اورتلاوتِ قرآن کو دیگر اذکار پر فوقیت حاصل ہے، نیز اذکار واوراد کے معمولات میں فرصت وہمت اورصحت کے لحاظ سے نیز اپنے مُرشد کی ہدایت کی روشنی میں کمی بیشی کی جاسکتی ہے؛ اگر کسی کی اتنا ذکر کرنے سے صحت متأثر ہوتی ہو یا دماغ پر بوجھ پڑتا ہو تو کمی کرنی چاہیے ۔بعض اوقات ایک جگہ بیٹھ کر ذکر کرنے سے دماغ پر زیادہ زور اور دباؤ پڑتا ہے، اگر ایسی صورتِ حال ہو تو بعض اذکار چلتے پھرتے پورے کرلیے جائیں۔

معمولاتِ نافلہ کے بارے میں ایک بات یہ ہے کہ اُن کا معمول شروع کرنے کے بعد ناغہ سے بے برکتی ہوتی ہے، اس کا حل بعض بزرگوں نے یہ بیان فرمایا ہے کہ اگر کبھی کسی وجہ سے معمول پورا نہ ہوسکے تو تھوڑا بہت ہی کرلیا جائے اور بروقت نہ ہوسکے تو کسی دوسرے وقت اختصاراً ہی سہی اس کی تلافی کرلی جائے، اس کی وجہ سے بے برکتی سے حفاظت رہتی ہے۔لیکن یہ بات ذہن نشین کرلینا ضروری ہے کہ تمام اوراد واذکار سے مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا ہونی چاہیے، جس قدر نیت صحیح اورقوی ہوگی، اسی کے مطابق برکات وثمرات حاصل ہوں گے۔دینی مدارس کے طلبہ زیادہ اذکار واوراد کرنے کے بجائے اپنے اسباق اورمطالعہ میں مشغولیت رکھیں اورتقوے وطہارت کا اہتمام رکھیں

(۱۹)......وقت ضائع کرنے سے بچنے کا بہت زیادہ خیال رکھیں، فضول گفتگو سے پرہیز کریں

(۲۰)...... دینی کتابوں کو زیرِ مطالعہ رکھیں، خواہ تھوڑا بہت کیوں نہ ہو، روزانہ مطالعے کا معمول بنانا چاہیے؛ چند اہم اورمفید کتابیں یہ ہیں۔بہشتی زیور، اصلاحی نصاب، حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے مواعظ وملفوظات، شریعت وتصوف، فضائلِ اعمال۔

مکرم ومحترم جناب مفتی صاحب زید مجدہم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مضمون پڑھ لیا ہے، زبانی گفتگو بھی ہوگئی ہے، ٹھیک ہے شائع کردیجئے۔

بندہ محمد عشرت علی قیصر عفی عنہ۔۱۱/ ربیع الثانی / ۱۴۲۸ھ

اسلام آباد

ہدایات برائے احباب

حضرت والا نے بوجوہ اپنے احباب کے لئے چند جامع ہدایات تحریر کرائی ہیں، ان ہدایات کو ذیل میں نقل کیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔

(۱)......اپنے تمام متوسلین سے درخواست ہے کہ وہ مضبوطی کے ساتھ شریعت پر قائم رہیں، اپنے ظاہر اور باطن کو شریعت وطریقت کے مطابق رکھیں، اور تمام سننِ مبارکہ پر حتی الامکان عمل کریں۔

(۲)......حکیم الامت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ کے ذوق ومسلک کو پوری طرح اپنائیں، کیونکہ وہ عینِ دین وسنت ہے۔

(۳)......تمام احباب حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی تعلیمات وہدایات، مواعظ وملفوظات سے استفادہ کرتے رہیں، اس سے ان شاء اللہ تعالیٰ دین کی صحیح سمجھ اور تقویت پیدا ہوگی۔

(۴)......خواص کو چاہئے کہ طریق کی صحیح مناسبت کے لئے حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی اشرف السوانح حصہ دوم، مآثرِ حکیم الامت اور تربیتُ السالک کا عمل اور اپنی اصلاح کی نیت سے مطالعہ کرتے رہیں۔

(۵)......اپنے آپ کو خادم سمجھیں مخدوم نہ سمجھیں، اور اپنے نفس کی اصلاح ونگہداشت سے کبھی غافل نہ رہیں، اور حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے طریق کے بدنام کنندہ نہ بنیں۔

(۶)...... پوری زندگی نفس وشیطان کے ساتھ مقابلہ ومجاہدہ کو زندگی کا حصہ تصور کریں۔

(۷)......تمام احباب سے درخواست ہے کہ وہ بدعات، منکرات وفواحش سے سختی کے ساتھ بچیں۔

(۸)...... اپنے گھر والوں اور اہل وعیال کو دینی احکام کی تعلیم وتبلیغ کرتے رہیں، اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد ''قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا'' کو ہمہ وقت پیشِ نظر رکھیں۔

(۹)......جن اُمور میں علمائے زمانہ کا اختلاف دیکھیں ان میں سے ان کی اتباع کریں جو اپنے اسلاف کے متبع اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے والے ہوں یا پھر ان کے موقف میں احتیاط کا پہلو ملحوظ ہو۔

(۱۰)......سیاسیات، دیگر مزاج ومذاق اور مشرب میں حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ کی تعلیمات وہدایات پر عمل کریں۔

(۱۱)...... مروَّجہ سیاسی وغیر سیاسی پارٹیوں سے رسمی تعلق اور عہدہ کے ساتھ کوئی کام انجام نہ دیں کہ یہ دور ان رسمی چیزوں سے بچ کر یکسوئی اور اخلاص کے ساتھ کام کرنے کا ہے۔ رسمی تعلق سے ہٹ کر اگر انتخابات میں کسی کی تائید ضروری و اور عدمِ تائید کی صورت میں بے دین عناصر کے غلبہ کا خطرہ ہو تو پھر اپنے اپنے مسلک ومشرب کے پابند علماءِ کرام کے مشورہ سے تائید وحمایت کی، اس خدمت کو حدود کے دائرہ میں رہتے ہوئے سرانجام دے اور خود کوئی رائے قائم نہ کرے۔

(۱۲)......بعض احباب میری نسبت سے وقتاً فوقتاً کچھ نقاط اور مضامین لکھتے رہتے ہیں ،اول تو لکھنے اور نقل کرنے میں غلطی کا احتمال ہے ،دوسرے مراد سمجھنے میں بھی خطاء کا اندیشہ ہے، تیسرے خود میری زبان سے بھی کوئی خطاء سرزد ہونے کا خدشہ ہے، اس لئے جب تک میری نسبت سے ان باتوں کی اپنے اکابرین اور خصوصاً حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی تعلیمات سے مطابقت وموافقت ثابت نہ ہو جائے، اس وقت تک ان کو آگے نہ پہنچائیں اور نہ ہی شائع کریں۔

(۱۳)......میرے بعد یا میری زندگی میں میری نسبت سے کوئی تحریر یا تقریر اس وقت تک شائع نہ کریں جب تک بندہ کے درجِ ذیل مجاز حضرات میں سے کسی ایک سے

تصدیق نہ کروالیں: [۱]

(الف)......مولانا مفتی محمد رضوان صاحب (مدیر: ادارہ غفران، چاہ سلطان، راولپنڈی)

(ب)......مولانا مفتی محمود اشرف عثمانی صاحب (نائب مفتی: جامعہ دارالعلوم، کراچی)

(ج)......مولانا مفتی عبدالقدوس ترمذی صاحب (مہتمم: جامعہ حقانیہ، ساہیوال۔ سرگودھا)

(۱۴)......میں نے بعض احباب کو اجازتِ بیعت دی ہے جن کے اسمائے گرامی الگ سے جمع کردیئے گئے ہیں، یہ اجازت بھی مذکورہ شرائط وہدایات پر عمل پر معلَّق ہے، خصوصاً حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے سلسلہ سے وابستہ رہنے تک قائم ہے۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے طریق وذوق سے خدانخواستہ کوئی ہٹ جائے تو وہ نہ میری ہدایت ہے اور ایسی صورت میں اس کا مجاز رہنا خطرے میں ہوگا اور ممکنہ اصلاحِ احوال نہ ہونے کی صورت میں وہ اجازت منسوخ شمار ہوگی۔

ولعل اللہ یحدث بعد ذالک امراً.

مؤرخہ ۱۰/ربیع الثانی/۱۴۲۸ھ

اسلام آباد

---

[۱] حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ نے بھی اپنی حیات میں اپنے چند مجازین کے اسمائے گرامی شائع فرمائے تھے، جن کی طرزِ تعلیم پر حضرت تھانوی رحمہ اللہ کو اعتماد تھا (ملاحظہ ہو ''سفرنامہ لاہور ولکھنؤ'' ص۹۰، در ذیل عنوان ''طریقِ تسہیلِ خدمتِ سالکین سبیل''، مطبوعہ: مکتبہ اشرفیہ لاہور)

لہٰذا اس پر دیگر حضرات کو نہ تو احساسِ کمتری میں مبتلا ہونا چاہئے اور نہ ہی اسے دیگر مجازین سے بدظنی یا ان کی تحقیر پر یا اس طرزِ عمل کو کسی تفرد پر محمول کرنا چاہئے۔

حضرت والا کے مجازینِ بیعت ومجازینِ صحبت

مشائخ وبزرگانِ دین اپنے مریدین کی ایک حد تک تربیت واصلاح ہوجانے کے بعد اجازتِ بیعت یا اجازتِ صحبت عنایت فرماتے ہیں............''اجازتِ بیعت کا مطلب''ایسی اجازت ہے جس میں دوسروں کی اصلاح اور بیعت وتلقین کرنے کا مجاز بنایا جاتا ہے اور''اجازتِ صحبت کا مطلب''ایسی اجازت ہے جس میں دوسروں کو بیعت کرنے کی تو اجازت نہیں ہوتی لیکن صحبت وتعلیم کے ذریعے سے تربیت واصلاح کے طریقہ کی اشاعت کا مجاز بنایا جاتا ہے (ملاحظہ ہو''مآثر حکیم الامت''ص۱۸۶)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمہ اللہ نے''اجازتِ بیعت'' کی مثال''درسِ نظامی کی سند'' کے ساتھ دی ہے، کہ جس طرح درسی علوم سے فارغ ہونے پر''سندِ فراغت'' دی جاتی ہے،اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ طالب علم کو ان علوم میں کمال کا درجہ حاصل ہوگیا ہے، بلکہ صرف اس غالب گمان پر سند دی جاتی ہے کہ اس طالب علم کو بڑوں کی نظروں میں ان علوم سے ایسی مناسبت پیدا ہوگئی ہے کہ اگر وہ برابر درس ومطالعہ میں مشغول رہے تو قوی امید ہے کہ رفتہ رفتہ اس کو کمال کا درجہ بھی حاصل ہوجائے گا، پھر اگر وہ اپنی غفلت اور ناقدردانی سے خود ہی اپنی اس مناسبت اور استعداد کو ضائع کردے تو اس کا الزام سند دینے والوں پر نہیں بلکہ خود اسی پر ہے،اسی طرح جو کسی کو بیعت کی اجازت دی جاتی ہے،اس میں بھی یہ بات ضروری نہیں کہ فی الحال ہی ان اوصاف میں کمال کا درجہ حاصل ہوگیا ہے بلکہ اس غالب گمان پر اجازت دی جاتی ہے کہ اس کو شیخ کی نظر میں فی الحال ان اوصاف کا ضروری درجہ حاصل ہوگیا ہے،اور اگر وہ برابر ان اوصاف کی تکمیل کی فکر اور کوشش میں لگا رہا تو قوی امید ہے کہ رفتہ رفتہ آئندہ اس کو ان اوصاف میں کمال کا درجہ حاصل ہوجائے گا (ملاحظہ ہو''مآثر حکیم الامت''ص۱۸۶)

جناب حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب دامت برکاتہم (المولود رجب المرجب ۱۳۳۸ھ 1920 عیسوی) کو بحمد اللہ تعالیٰ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ کی

براہِ راست زیارت وبیعت کی سعادت حاصل ہے اور مسیح الامت حضرت مولانا محمد مسیح اللہ خان صاحب وحضرت مولانا فقیر محمد صاحب پشاوری رحمہما اللہ سے اجازت وخلافت کی سعادت حاصل ہے، نیز حکیم الامت رحمہ اللہ کے بیشتر خلفائے کرام کی زیارت وصحبت سے مستفید ہونے کا شرف بھی بفضلہٖ تعالیٰ حاصل ہے۔

حضرت والا مدظلہم نے بعض مریدین کو بیعت وتلقین کی اجازت اور بعض کو صحبت کی اجازت عنایت فرمائی ہے، بعض حضرات دوسرے اکابرین سے بھی مجاز تھے، اور اُن کا حضرت والا سے تعلق قائم ہوا، حضرت والا نے اُن کو اپنی طرف سے بھی اجازتِ بیعت مرحمت فرمائی۔

اسمائے گرامی خلفائے کرام ومجازینِ بیعت

حضرت والا کے ان سب مجاز حضرات کے اسمائے گرامی درجِ ذیل ہیں:

﴿۱﴾...... حضرت مولانا مفتی محمود اشرف عثمانی صاحب زیدمجدہٗ (دارالافتاء دارالعلوم کورنگی کراچی نمبر۱۴)

سابق مجاز: حضرت حاجی محمد شریف صاحب، ملتان، وحضرت ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب مہاجر مکی رحمہما اللہ۔

﴿۲﴾...... جناب مولانا عتیق الرحمٰن صاحب زیدمجدہٗ (مہتمم جامعہ عبد اللہ بن عمر، سواگجومتہ، فیروز پور روڈ، لاہور وابنِ حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب دامت برکاتہم، شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ، لاہور)

سابق مجاز: حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب مہاجر مدنی رحمہ اللہ

﴿۳﴾...... جناب محترم ڈاکٹر کلیم اللہ صاحب زیدمجدہٗ، دارالشفاء، سکھر (ابنِ حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب سکھروی رحمہ اللہ)

سابق مجاز: حضرت مولانا مفتی عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ، کبیر والا

﴿۴﴾...... جناب ڈاکٹر کریم اللہ مکی صاحب زیدہ مجدہٗ (ابنِ حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب سکھروی رحمہ اللہ، C-2 باسم اسکوائر، مانک جی اسٹریٹ، گارڈن ایسٹ، کراچی)

سابق مجاز: حضرت الحاج نصرت علی صدیقی صاحب، مکہ مکرمہ۔ وحضرت حاجی محمد عثمان صاحب رحمہما اللہ، کراچی۔

﴿۵﴾...... جناب سید عبدالقدوس صاحب رحمہ اللہ سرانان والے (پشین کوئٹہ، بلوچستان)

سابق مجاز: حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب مہاجر مدنی رحمہ اللہ

﴿۶﴾...... محترم جناب ڈاکٹر حسن امام صاحب زیدہ مجدہٗ (محلّہ عزیزیہ، مکہ مکرمہ، ص ب ۸۸۵، پوسٹ بکس 885)

سابق مجاز: حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب مہاجر مدنی رحمہ اللہ

﴿۷﴾...... جناب الحاج محمد اصغر خان صاحب زیدمجدہٗ (جدہ، سعودی عرب؛ پوسٹ بکس نمبر 31506؛ فون نمبر موبائل 509765204، فون نمبر گھر 6366036)

سابق مجاز: حضرت حاجی محمد فاروق صاحب سکھروی رحمہ اللہ وصوفی محمد اقبال قریشی صاحب، ہارون آباد)

﴿۸﴾...... مولانا الحاج عبدالقیوم صاحب زیدمجدہٗ (معرفت ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، چوک فوارہ، ملتان)

﴿۹﴾...... مولانا محمد اسحاق قائم خانی صاحب زیدمجدہٗ (محکمہ، پی، ایس، آر، او، کراچی یونیورسٹی)

﴿۱۰﴾...... حضرت مولانا مفتی سید عبدالقدوس ترمذی صاحب زیدمجدہٗ (ابنِ فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذی صاحب رحمہ اللہ ومدیر ماہنامہ ''الحقانیہ'' ومہتمم، جامعہ حقانیہ، ساہیوال، سرگودھا)

﴿۱۱﴾...... جناب مولانا عبدالرحمٰن صاحب زیدمجدہٗ (ابنِ حضرت شیخ الحدیث مولانا صوفی محمد سرور صاحب)

﴿۱۲﴾...... حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب زیدمجدہٗ (شیخ الحدیث، جامعہ فریدیہ،

ای، سیون، اسلام آباد)

﴿۱۳﴾...... جناب مولانا قاری عتیق الرحمٰن صاحب زیدمجدہٗ (امام وخطیب: جامع مسجد کوہسار، ایف سکس تھری، اسلام آباد)

﴿۱۴﴾...... جناب مولانا انعام اللہ صاحب زیدمجدہٗ (مہتمم: مدرسہ اختریہ، مارگلہ ٹاؤن، اسلام آباد)

﴿۱۵﴾...... جناب مولانا مفتی عبدالباری صاحب زیدمجدہٗ جامعہ اشرفیہ سکھر (ابنِ حضرت مولانا محمد فاروق صاحب سکھروی رحمہ اللہ)

﴿۱۶﴾...... محترم جناب مولانا مفتی محمد رضوان صاحب تھانوی زیدمجدہٗ (مدیر: ادارہ غفران، راولپنڈی)

﴿۱۷﴾...... مولانا مفتی محمد امجد صاحب زیدمجدہٗ (معین مفتی ومدرس: ادارہ غفران، چاہ سلطان، راولپنڈی)

﴿۱۸﴾...... مولانا مفتی محمد یونس صاحب زیدمجدہٗ (// // // // // // // //)

﴿۱۹﴾...... جناب مولانا غلام جیلانی صاحب زیدمجدہٗ (جامعہ اشرفیہ، بخشن خان، تحصیل حاصل پور، ضلع بہاولنگر)

﴿۲۰﴾...... جناب مولوی محمد یعقوب ایوب صاحب زیدمجدہٗ (Yun Cun Ping چین)

﴿۲۱﴾...... جناب مولانا خلیل احمد صاحب زیدمجدہٗ (جامعہ دارالعلوم الاسلامیہ، ۲۹۱، کامران بلاک، علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور)

﴿۲۲﴾...... جناب محمد ظفر اللہ صاحب زیدمجدہٗ (الاختر ٹرسٹ انٹرنیشنل، پشاور شہر)

﴿۲۳﴾...... جناب وحید الرحمٰن صاحب زیدمجدہٗ (عبد الرحمٰن جنرل سٹور، لیاقت بازار صدر، پشاور)

﴿۲۴﴾...... جناب محمد ایاز صاحب زیدمجدہٗ (محلّہ نوگزی، سفیدہ روڈ، بالمقابل سرسید پبلک

سکول، مانسہرہ)

﴿۲۵﴾......محترم جناب حاجی عبدالمعید صاحب زیدمجدہٗ (ابن حضرت مولانا محمد فاروق سکھروی صاحب رحمہ اللہ)

اسمائے گرامی مجازینِ صحبت

بعض حضرات جو داخلِ سلسلہ ہیں اور ان میں ماشاء اللہ طلبِ صادق ہے اور ان میں ایسی صلاحیت واستعداد موجود ہے کہ دین کی ضروری باتیں دوسروں کو بھی تعلیم وتلقین کرسکیں؛ اگرچہ اُن میں ابھی تک ایسی صلاحیت نہیں ہے کہ وہ دوسروں کو بیعت کرسکیں، ان کو حضرت والا نے صرف تعلیم وتلقین کی اجازت مرحمت فرمائی ہے، اُن کے اسمائے گرامی درجِ ذیل ہیں:

﴿۱﴾......جناب صوفی محمد سلیم صاحب زیدمجدہٗ (غوثیہ ورکشاپ، فیض آباد، مری روڈ، راولپنڈی)

﴿۲﴾......جناب ڈاکٹر منشاء صاحب زیدمجدہٗ (راولپنڈی)

﴿۳﴾......جناب خواجہ وجاہت صاحب زیدمجدہٗ (چک شہزاد؛ اسلام آباد)

﴿۴﴾......جناب حاجی مسلم صاحب زیدمجدہٗ (اسلام آباد)

﴿۵﴾......جناب حاجی ہارون محمود صاحب زیدمجدہٗ (اسلام آباد)

ایک اہم اطلاع

مذکورہ حضرات کے اسمائے گرامی وہ ہیں، جو جناب حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب دامت برکاتہم کی یادداشت کے مطابق تصدیق شدہ ہیں، اگر کوئی اور صاحب حضرت والا دامت برکاتہم کے مجاز ہوں تو ان سے درخواست ہے کہ وہ تحریری اجازت نامہ کی نقل کے ساتھ اپنا مکمل پتہ مفتی محمد رضوان صاحب، ادارہ غفران، چاہ سلطان، گلی نمبر 17، راولپنڈی، کے پتہ پر ارسال فرمائیں، اگر حضرت کے کسی مجاز کے پاس تحریری اجازت نامہ نہ ہو تو حضرت والا سے رجوع کیا جائے۔

حضرت والا کی یہ تحریر اس وقت تک مؤثر ہوگی جب تک اس پر اضافی یا ترمیمی کوئی دوسری تحریر نہ مرتب کردی جائے۔

مرتب: محمد رضوان (مدیر: ادارہ غفران، چاہ سلطان۔ راولپنڈی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(حصہ دوم)

مکتوباتِ مَسیحُ الاُمَّت

یعنی مَسیحُ الاُمَّت حضرت مولانا محمد مسیحُ اللہ خان صاحب جلال آبادی رحمہ اللہ کے مکتوبات

بنام

جناب حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب مدظلہم

تمہید از مرتب

بزرگانِ دین اور خاص کر مصلحین ومشائخِ عظام سے اصلاحی تعلق کی اہمیت وضرورت ہر دور میں سمجھی جاتی رہی اور اس پر بحسن وخوبی عمل ہوتا رہا ہے، مگر آج کے دور میں یہ شعبہ کافی حد تک سست اور ماند پڑ گیا ہے، مشائخ ومصلحین کی ہدایات ونصائح اور مختلف حالات ومواقع کے لحاظ سے ان کے تجویز کردہ نسخے اندھیرے اور تاریکی میں روشنی کا کام دیتے ہیں۔

حضرت نواب عشرت علی خان قیصر صاحب دامت برکاتہم اس وقت ان چند گنی چنی ہستیوں میں سے ہیں جو اکابر واسلاف کی نشانی اور زندہ نمونہ کی حیثیت رکھتے ہیں، آپ کو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور حکیم الامت کی نظرِ کرم کی بدولت ابتدا ہی سے بزرگانِ دین اور صوفیائے کرام کی صحبت وتربیت اور مجالست ومکاتبت سے فیض اٹھانے کی سعادت حاصل ہوتی رہی ہے۔ اس سلسلہ کی ایک کڑی آپ کی وہ مکاتبت ہے جو مسیح الامت حضرت مولانا محمد مسیح اللہ خان صاحب جلال آبادی رحمہ اللہ کے ساتھ ہوتی رہی۔ بندہ محمد رضوان نے ان مکتوباتِ منتشرہ کو سلیقہ کے ساتھ جمع کرنے

اور ترتیب دینے کی کوشش کی ہے۔

حضرت والا کے ان مکتوبات کی تعداد جو ابھی تک تلاش بسیار کے بعد دستیاب ہو سکے ہیں، کُل ۳۰ ہے، ممکن ہے کہ کچھ مکتوبات ایسے بھی ہوں جو کسی وجہ سے محفوظ نہ رہ سکے ہوں، یا مِل نہ سکے ہوں۔

حضرت جلال آبادی رحمہ اللہ کی جانب سے مصلحانہ ارشادات نہایت جامع اور مختصر ہوا کرتے تھے، جن میں بعض اوقات لطافت اور ظرافت بھی شامل ہوتی تھی، جیسا کہ قارئین کو مطالعہ کے دوران احساس ہوگا۔

یاد رہے کہ عرض سے مراد حضرت نواب محمد عشرت علیخان قیصر صاحب مدظلہم کی طرف سے تحریر کردہ کلمات اور ارشاد سے مراد حضرت مسیح الامت مولانا محمد مسیح اللہ خان صاحب جلال آبادی رحمہ اللہ کے جواب میں تحریر فرمودہ ارشادات ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان مکتوبات کو ہم سب کی صلاح وفلاح کا ذریعہ بنائیں اور اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت بخشیں۔ آمین۔

فقط

محمد رضوان

۱۵/ ربیع الاول ۱۴۲۸ھ

ادارہ غفران، راولپنڈی

مکتوب نمبر (۱)

(مؤرخہ ۲۸/رجب ۱۴۰۸ھ ۱۸/۳/۸۸ء)

عرض: مخدومی و معظمی حضرت اقدس جناب مولانا مدظلہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ارشاد: مکرم زید مجدہم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عرض: کافی عرصہ سے حضرت کی خدمت میں عریضہ ارسال نہیں کرسکا اپنی اس کوتاہی پر ندامت اور رنج ہے کہ یہ درمیانی وقفہ ضائع ہوگیا، کیونکہ احقر کے خط نہ پہنچنے کی وجہ سے حضرت کی توجہ اور دعا سے محروم رہا، حضرت معاف فرمائیں اور دعا کریں کہ جو معمول میں نے مکاتبت کا شروع کیا ہے وہ قائم رہے اور میرے اصلاحی تعلق کا یہ سلسلہ تادمِ آخر چلتا رہے۔ [۱]

ارشاد: یہ آپ کی بحسنِ ظن بحسنِ عقیدت احقر کے ساتھ ذرہ نوازی، اللہ تعالیٰ احقر کو صحیح صحیح خدمت بحقِ شریعت کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ تصوف بھی شریعت ہی ہے۔

عرض: اللہ تعالیٰ حضرت کا سایۂ عاطفت وشفقت بصحت وعافیت تادیر قائم رکھے۔ آمین۔

ارشاد: اللہ تعالیٰ اس مخلصانہ محبت کا صلہ صلاح وفلاح دارین عطا فرمائیں۔

عرض: گزشتہ دو تین ماہ کے عرصہ میں جلال آباد سے کئی حضرات کراچی تشریف لائے تھے، حضرت کے بعض اعزّہ سے ملاقات بھی ہوئی تھی۔ ایک صاحب سے یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ حضرت کا افریقہ کا سفر ہونے والا تھا، واللہ اعلم۔

ارشاد: یہ خبریں خلافِ قرینہ اقویہ ہوتی رہتی ہیں علالت وضعف مانع رہا۔

عرض: حضرت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس ناکارہ اور نااہل کو دین کی خدمت کی توفیق دیں۔

---

[۱] اس مضمون کے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت جلال آبادی رحمہ اللہ سے خط وکتابت کا سلسلہ اس مکتوب سے پہلے سے جاری تھا، لیکن اس مکتوب سے پہلے کے مکتوبات دستیاب نہیں ہوسکے، اس لیے اس کو مکتوب نمبر (۱) کا عنوان دینا پڑا۔
محمد رضوان؛ ۱۵/ربیع الاول ۱۴۲۸ھ

ارشاد: یہ توصیف فنائے باطنی کا ظہور۔ فنائیت مبارک ہو۔

عرض: میرے گھر سے سلام عرض کرتی ہیں۔ اپنے حسنِ خاتمہ اور صحت کی دعا چاہتی ہیں۔

ارشــاد: بندہ کا سلام، اللہ تعالیٰ تاحیات ایمان باعزت وعافیت قائم رکھیں۔ صحت یابی عطا فرمائیں۔[1]

عرض: احقر بھی دعا کی درخواست کرتا ہے......خادم محمد قیصر عفی عنہ۔

ارشاد: اللہ تعالیٰ ہر قسم کی خیر وبرکت ظاہری وباطنی سے نوازیں۔
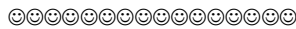
☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺

مکتوب نمبر (۲)

(مورخہ ۸/محرم ۱۴۰۹ھ)

عــرض: مخدومی ومعظمی حضرت اقدس دامت برکاتہم۔ **السـلام عـلیکـم ورحـمة اللّٰہ وبرکاتہٗ**

ارشاد: مکرم زید مجدہم۔ **السلام علیکم ورحمة اللّٰہ وبرکاتہٗ**

عرض: میرے عریضہ کے جواب میں (جو میں نے مدینہ منورہ سے.........میاں سلمہٗ کی معرفت روانہ کیا تھا) جناب کا والا نامہ موصول ہوا، حضرت نے احقر کے خط پر جو اصلاح فرمائی ہے وہ صحیح اور بجا ہے انشاء اللہ اس پر عمل کروں گا، میں نے اپنے لئے جو الفاظ استعمال کئے (مثلاً حقیر وخبیث وبدکردار وغیرہ) اس پر حضرت نے خط کشید کر کے تحریر فرمایا ''خدانخواستہ'' حضرت کی اصلاح سے معلوم ہوا کہ خبائث و بدکرداری وغیرہ رذائل کو اپنے سے منسوب کرنا تواضع نہیں ہے بلکہ نامناسب ہے۔

ارشا د: اللہ تعالیٰ کی نعمت کا استحضار اور مراقبہ۔ شکر۔

---

[1] حضرت جلال آبادی رحمہ اللہ اور دیگر اکابرین کی اس جیسی دعاؤں کی برکت اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کے باعث، محترمہ پیرانی صاحبہ بھی تاحال حیات ہیں، اور حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی دعاؤں کے ثمرہ سے اپنے دور کی ''رابعہ بصریہ'' کے نمونے کی حامل ہیں۔ اللّٰھم زد فزد۔ محمد رضوان؛ ۱۵/ ربیع الاول ۱۴۲۸ھ

عرض: مجلس صیانۃُ المسلمین کا سالانہ اجتماع انشاءاللہ تعالیٰ لاہور میں ۲۸/اکتوبر کو منعقد ہوگا، بندہ استدعا کرتا ہے کہ اگر حضرت کی صحت وطبیعت اس سفر کی متحمل ہوسکے تو ضرور تشریف لاکر اپنے خدام ومنتبین کو زیارت سے مشرف فرمائیں ساتھ ہی جملہ حاضرین وشرکاء کو استفادہ کا موقع عنایت فرمائیں ۔

ارشاد: بندہ ضعف کے سبب حاضری سے معذور ہے، اللہ تعالیٰ اجتماع کو بخیر وخوبی کامیاب فرمائیں۔

عرض: حضرت سے استدعاء ہے کہ میری اولاد اوران کے جملہ متعلقین کے حق میں سلامتی ایمان وعافیت اور رزق حلال اور استقامت وھدایت کی دعا فرمائیں ، اہلیہ حضرت کو سلام پیش کرتی ہیں اوراپنے خاتمۂ ایمان ومغفرتِ کاملہ وصحت وتندرستی کے لئے آپ سے دعا چاہتی ہیں۔ فقط والسلام احقر وکمتر محمد قیصر عفی عنہ ۔

ارشاد: بندہ کا بھی سلام اللہ تعالیٰ ان سب خیر مرادوں، تمناؤں کو بخیر وعافیت پوری فرمائیں۔کامیاب فرمائیں۔

☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺

مکتوب نمبر (۳)

(مؤرخہ ۱۷/رجب ۱۴۰۹ھ)

عرض: مخدومی ومعظمی حضرت اقدس دامت برکاتہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ارشاد: مکرم زید مجدہم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عرض: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ احقر مع اہلیہ کے بخیر وعافیت گھر واپس آگیا۔

ارشاد: دل خوش ہوا۔مبارک ہو۔

عرض: تین روز حضرت کے یہاں ہم دونوں کا قیام بہت نافع ثابت ہوا۔

ارشاد: یہ مخلصانہ محبت، حسنِ عقیدت، فضلِ الٰہی شکراًللہ۔

عرض: جسمانی وروحانی دونوں غذائیں ماشاءاللہ نصیب ہوئیں۔

ارشاد: فضلِ الٰہی ہے۔

عرض: مجھے اپنے احباب اور حضرت کے ان خدام پر بڑا رشک آتا ہے جن کو آپ کے قرب کی نعمت میسر ہے یا اکثر اوقات حضرت کی صحبت وخدمت سے مستفید ہوتے رہتے ہیں۔

ارشاد: اللہ تعالیٰ بندہ کو خدمت کی صحیح صحیح توفیق سے نوازیں۔ [1]

عرض: لیکن احقر بوجہ بعدِ مکانی کے محروم ہے۔

ارشاد: من حیثُ الروحانیت محترم ہیں۔

عرض: حضرت میرا دل دنیا سے اکتا گیا ہے۔

ارشاد: علائق سے گھبرا کر نہیں بلکہ بحق محبتِ حق، بتمناءِ لقاءِ اللہ، بعلامتِ ولایت، بدلالتِ ولایت۔

عرض: علائق سے توحش محسوس کرتا ہوں۔

ارشاد: لائقِ تحمل کو توحش کہاں۔

عرض: خلوت کو دل چاہتا ہے، اختلاطُ الناس سے گھبراتا ہوں۔

ارشاد: کہ کہیں مجھ سے کسی کو تکلیف نہ پہنچ جاوے۔

عرض: گمنامی کو جی چاہتا ہے۔

ارشاد: حال محمود قلبی بمحبتِ حق۔ تجویز سے خالی، تفویض۔

عرض: اللہ تعالیٰ نے صحت وفراغت عطا فرما رکھی ہے۔

ارشاد: خلوت درجلوت۔

عرض: لیکن جو ان نعمتوں کا حق ہے وہ شمہ برابر بھی ادا نہیں ہوتا۔

ارشاد: جس دن ادا ہونا جانا وہ دن کہیں ماتم کا نہ ہو۔

---

[1] اس مکتوب کے آنے والے ارشادات وفرمودات بڑے قابلِ قدر اور آبِ زر سے لکھنے اور ہر سالک کے لیے خاص توجہ کے قابل ہیں۔ محمد رضوان؛ ۱۵/ ربیع الاول ۱۴۲۸ھ

عرض: غفلت غالب آجاتی ہے۔

ارشاد: یہ امتیاز بڑا علم ہے۔

عرض: معمولات برائے نام پورے ہوتے ہیں۔

ارشاد: یہ عند اللہ بڑے کام کے ہیں، شکر ۔

عرض: کسل اور آرام طلبی کا عادی ہوں۔

ارشاد: پھر بھی عاری نہیں ۔

عرض: جتنا انفاق فی سبیل اللہ کرنا چاہئے وہ نفس پر شاق گزرتا ہے۔

ارشاد: انفاق اہل وعیال پیش نظر شائق ہوکر شوقاً انفاق ہے ۔

عرض: حضرت سے استدعا ہے کہ میرے حق میں اور بالخصوص اہل خانہ اور اولاد کی اصلاح وتربیت وترک معصیت کی دعا کریں حسن خاتمہ نصیب ہو۔

ارشاد: اللہ تعالیٰ یہ سب خیر مرادیں بخیر پوری فرمائیں ۔

عرض: اللہ تعالیٰ آپ کو تادیر بصحت وعافیت وترقی درجات زندہ سلامت رکھے اور فیض عام کردے، شرف قبولیت عطا کرے۔ فقط والسلام۔ احقر خادم محمد قیصر عفی عنہ

ارشاد: یہ مخلصانہ محبت اور یہ دعا۔ جزاکم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء

☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺

مکتوب نمبر (۴)

(مؤرخہ ۲۶/شعبان ۱۴۰۹ھ)

عرض: مخدومی ومحترمی حضرت اقدس جناب مولانا دامت برکاتہم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

ارشاد: مکرم زید مجدہم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

عرض: حضرت کا والا نامہ صادر ہوکر باعثِ طمانیتِ قلب اور ذریعۂ ازدیادِ تقویتِ ایمان وترغیب تحصیل اعمالِ صالحہ ہوا۔

ارشاد: یہ حسنِ عقیدت عظمتِ طریق کے دل میں ہونے کی دلیل ہے، مبارک ہو۔

عرض: جب فکرِ اصلاح کا کوئی محرک داعیہ قلب میں پیدا ہوتا ہے تو ترکِ معاصی اور ترکِ غفلت کا تقاضا بھی پیدا ہوجاتا ہے، لیکن یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ بیک وقت یہ اجتماعِ ضدین کیوں ہے۔

ارشاد: یہ اجتماع داعیہ خیر ہر ایک کے لئے، یعنی حسنہ کے لئے تو رغبتاً اور سیئہ کے لئے نفرتاً ہے۔

عرض: حسنات وسیئات زندگی بھر دونوں کا صدور ایک مؤمن بندہ سے ہوتا رہتا ہے، توبہ، استغفار بھی کرتا رہتا ہے۔

ارشاد: لیکن تقاضہ داعیۂ خیر غالب نہیں ہے، اس لئے لوامہ تک رہتا ہے، جب مراقبۂ احسان ذکر مرغوبِ خاطر ہوجاتا ہے تو مطمئنہ ہوکر اب طاعتاً گرویدِ خاطر ہوجاتا ہے۔

عرض: کیا یہ حالت سالک کے لئے قابلِ اطمینان ہے۔

ارشاد: ہاں لوامہ کی قسم کھائی ہے اللہ تعالیٰ نے۔ **لآاقسم بالنّفس اللّوامه۔**

عرض: مسجد میں بعد عصر حضرت والا نور اللہ مرقدہٗ کے ملفوظات سنانے کی توفیق ہوجاتی ہے، الحمدللہ۔

ارشاد: بہت خوب ہے۔

عرض: آپ دعا فرمائیں کہ جو کچھ میں سناؤں اور پڑھوں اس پر اللہ تعالیٰ مجھے عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

ارشاد: آمین، سامعین کو بھی۔

عرض: حضرت سے درخواست ہے کہ میری بیٹی کے لئے خاص طور سے دعا کردیں، جو کہ بیمار ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے روزے سہل کردیں اور مکمل کرادیں۔ اس کی صحت کے لئے بھی دعا کردیں۔

ارشاد: اللہ تعالیٰ بے چاری کو اچھی صحت بقوت باسکون عطا فرمائیں اور روزے

بسہولت باطمینان اہتمام کے ساتھ نوازیں۔

عرض: احقر کی اہلیہ کی صحت کے لئے بھی دعا کردیں۔

ارشاد: اچھی صحت باسکون سے اللہ تعالیٰ نوازیں۔

عرض: ماہِ رمضان المبارک کی مقبول ساعتوں میں اگر یاد رہے تو احقر اور اہل خانہ بلکہ میرے اہلِ خاندان کے لئے حسنِ خاتمہ اور مغفرت کی دعا کردیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ خیراً۔

ارشاد: اللہ تعالیٰ ان خیر تمناؤں کو بخیر پوری فرمائیں۔

عرض: الحمدللہ احقر کا یہ معمول ہے کہ حضرت کے لئے مع جملہ متعلقین روزانہ دعا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ تادیر بصحت وعافیت قائم رکھے۔ فقط والسلام۔ دعا کا محتاج۔

احقر محمد قیصر عفی عنہ۔

ارشاد: یہ کرم فرمائی، یہ مخلصانہ دعا اور محبت، جزاکم اللہ تعالیٰ خیرالجزاء۔

☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺

مکتوب نمبر (۵)

(مؤرخہ ۲۵ ربیع الثانی ۱۴۱۰ھ)

عرض: مکرم ومحترم حضرت اقدس مدظلہٗ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

ارشاد: مکرم زید مجدہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

عرض: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ احقر خیریت سے ہے، تقریباً ڈیڑھ ماہ قبل مع اہلیہ کے کراچی سے اسلام آباد آ گیا تھا۔

ارشاد: خیریت معلوم ہوکر مسرت ہوئی، بفضلہٖ تعالیٰ بندہ بخیر ہے۔

عرض: اہلیہ کی آنکھ میں موتیا کافی اتر آیا تھا، جس کی وجہ سے بینائی میں کمی واقع ہونے کی بناء پر چلنے پھرنے اور تلاوتِ کلام پاک میں دِقّت پیش آ رہی تھی، ہمارے داماد ڈاکٹر ارشد صاحب جو ماہرِ امراضِ چشم ہیں انہوں نے بعد معائنہ یہ فیصلہ کیا کہ جلد آپریشن کرالیا جائے، چنانچہ تین ہفتہ قبل انہوں نے ایک آنکھ کا آپریشن کردیا، الحمدللہ بینائی کے لحاظ سے آپریشن کامیاب ہے۔

ارشاد: مبارک ہو، اللہ تعالیٰ روشنی نورِ چشم بخیر قائم رکھیں۔

عرض: البتہ آنکھ میں کچھ تکلیف اور بے چینی محسوس ہو رہی ہے، حضرت سے درخواست ہے کہ اپنے خاص اوقات میں شفائے عاجلہ اور صحتِ کاملہ کی دعا کر دیں۔

ارشاد: اللہ تعالیٰ بخیر اچھا سکون چین عطا فرمائیں۔

عرض: صاحبزادی سلمہا کے لئے صالح اولاد کی دعا کی درخواست ہے۔

ارشاد: اللہ تعالیٰ صالح اولاد عطا فرمائیں۔

عرض: اس بندہ ناکارہ کی باطنی حالت ناقابلِ اطمینان ہے، ستّر سال سے تجاوز کر گیا ہے، اندیشہ یہ ہے کہ بقیہ زندگی خدانخواستہ بلا اصلاحِ اعمال نہ ختم ہو جائے۔

ارشاد: ابتلائے اوہام و وساوس سے نظر انداز، کاوش سے بے نظر، نعمتِ ایمان اور ایمان کے تقاضہ ''اعمال'' پر التزام، اوراد کے حسبِ صحت وسہولت اہتمام پر مراقبۂ شکر، حمداً لِلّٰہ، دل میں نشاط بشاشتِ ایمان دل شاکر اور زبان ذاکر جسم صابر تسلیم ورضا۔

عرض: پاکستان میں اب کسی مردِ کامل کی صحبت وخدمت میسر نہیں ہے، ؎

پیشِ مردِ کامل پامال شو

کے بغیر تعلیم وتربیت وتحصیلِ مقصود پانا مشکل نظر آتا ہے، حضرت مولانا فقیر محمد صاحب دامت برکاتہم (ورحمہ اللہ) کا قیام زیادہ تر حرمین شریفین میں رہتا ہے، جناب سے صرف بذریعہ مکاتبت اصلاحی تعلق قائم ہے، لیکن معیتِ جسمانی اور قربِ مکانی سے محروم ہوں، اس خلا کو کس طرح پُر کیا جائے۔

ارشاد: اپنے حضرت مرشد حکیم الامت مجدد الملۃ نور اللہ مرقدہٗ کے ملفوظات کا مطالعہ بالدوام خواہ دس پانچ منٹ، لذتِ مجلس، تازگی روح نقد حال، نہ کہیں جانا اور نہ کسی کا آنا، خانۂ خود پُر خانہ۔

عرض: حضرت سے استدعا ہے کہ میرے حق میں ایسی دعا کر دیں جس کی قبولیت میری بگڑی بنا دے۔

ارشاد: پگڑی قبولیت کی بنائے رکھیں۔

عرض: میری حالت بہت خستہ اور خراب ہے، دعا کردیں۔

فقط والسلام، آپ کا خادم محمد قیصر عفی عنہ۔

ارشاد: خستہ کہاں، جب خفتہ نہیں بفضلہٖ تعالیٰ خراب کہاں، جب عجب نہیں، حالِ محمودِ فنا سے دل خوش ہوا، مبارک ہو۔

☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺

مکتوب نمبر (۶)

(مؤرخہ ۲۳؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۰ھ)

عرض: مخدومی و معظمی حضرت اقدس دامت برکاتہم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

ارشاد: مکرم زید مجدہم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

عرض: حضرت کا والا نامہ میرے خط کے جواب میں موصول ہو کر باعثِ طمانیتِ قلب ہوا اللہ تعالیٰ حضرت کو تا حیات صحت وطاقت وتوانائی عافیتِ کاملہ، ترقی درجات وقربِ الٰہی عطا فرمائے اپنے مقربین ومقبولین اور محبوبین میں سے بنا دے، ہم خدام کی رہنمائی کے لئے آپ کے فیض کو مخلوق میں عام وتام کردے، اپنے شیخ ومرشدِ اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ ونور اللہ مرقدہٗ کے ذوق ومسلک کی ترویج وتربیت سارے عالم میں آپ کے ذریعہ عام کردے۔ آمین

ارشاد: ماشاء اللہ تعالیٰ یہ محبت اور یہ دعا، جناب کی زبان مبارک اللہ تعالیٰ مبارک فرمائیں، جزاکم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔

عرض: حضرت کی طبیعت کا حال معلوم کرنے کو بعض اوقات دل بے چین ہو جاتا ہے۔

ارشاد: بفضلہٖ تعالیٰ بندہ بخیریت ہے۔

عرض: حضرت کی نصیحتیں حرزِ جان بنانے کے قابل ہیں۔

ارشاد: فضل الٰہی ہے، جناب کی حسنِ عقیدت۔ اپنے حضرت حکیم الامت مجدد الملت کی نقالی میں اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں۔

عـــــرض: بندہ اپنی ایک بیماری سے بہت پریشان ہے۔ الحمدللہ محض اپنے فضل سے اللہ تعالیٰ نے اس خاطی کے اعضاء وجوارح کو بداعمالیوں اور معصیتوں سے بچا رکھا ہے۔

ارشاد: یہ ہی مطلوبِ تقویٰ ہے، لباسِ ایمان، مبارک ہو۔

عـــــرض: وہ بیماری یہ ہے کہ جو افعال عمر رفتہ کی جوانی اور غفلت میں سرزد ہو گئے تھے وہ حدیثِ نفس کے طور پر کبھی یاد آ جاتے ہیں، گاہے اختیاری طور پر اور گاہے بے اختیاری۔

ارشاد: غیر اختیاری اختیاری متصور ہوتا ہے ورنہ نفرت کیوں ہے؟

عـرض: جب خیالات کا ہجوم ہوتا ہے، اس وقت نفس پر قابو نہیں پاتا ہوں، ہمت کرتا ہوں ، لیکن اتنی نہیں کہ نفس کی کماحقہٗ مقاومت کرسکوں۔

ارشـــاد: قابو بفعل ہے جو مطلوب ہے، فعل پر مقاومت ہے بتوفیقہٖ تعالیٰ۔ انفعال پر کیا نظر۔ بے نظر، بے غم۔

عـــــرض: یہ کیفیت صرف چند لمحہ کے لئے ابھرتی ہے پھر ختم ہو جاتی ہے۔ بعد میں ایسے خیالات سے نفرت وانقباض پیدا ہوتا ہے کہ اپنے کو پرلے درجہ کا سمجھتا ہوں۔

ارشاد: پھر اختیاری کہاں اس درجہ نفور، یہی ہے توبۃ النصوح، مبارک ہو۔

عـــرض: للہ بندہ کے حق میں خصوصی دعا فرمائیں کہ اپنے ایام غفلت یاد نہ آئیں وہ قلب وذہن سے ایسے محو ہو جائیں کہ جیسے توبۃ النصوح سے ہو جاتے ہیں۔

ارشـــاد: فعلی نہ کہ اتفاقاً انفعالی۔ اور انفعالی پر نفور ہونا کامل توبۃ النصوح کی دلیل ہے، صد مبارک۔

عرض: اللہ تعالیٰ ان کو ایسے مٹا دیں کہ شمّہ برابر بھی ان کا اثر قلب میں باقی نہ رہے۔

ارشاد: کہاں باقی، نفور ہے۔

عرض: بندہ خیالات کا بعض وقت شکار ہو جاتا ہے۔

ارشاد: بے خیال لا پرواہ۔ اس کا طریق اسہل ہے، اطیب باسکون۔

عـرض: حضرت سے التجا کرتا ہوں کہ میرے حق میں دعا کریں کہ اللہ مجھے اس گندگی سے

ہمیشہ کے لئے پاک وصاف کردے، میرا خاتمہ تقویٰ وطہارت اور ایمان پر کردے۔

والسلام آپ کا ایک نہایت ذلیل ورکیک خادم۔ طالب محتاج، دعا محمد قیصر عفی عنہ۔

ارشاد: علاج مرض کا ہوتا ہے، صحت کاملہ کو تخیلاً مرض بعجزِ حالی خیال کرلیا جاتا ہے۔ آنمکرم کو صحتِ کاملہ تزکیہ بعبدیتِ حالی مبارک۔ بمشابہ صحابہ کرام کہ منسوب بنفاق کیا حالاتِ محمودہ سے خاص سرور ہوا۔ اللہ تعالیٰ دوامِ استقامت سے نوازتے رہیں۔ افعال پر نظر انفعال سے قطع نظر۔ یہ بشاشت مطلوب ہے، باسکون باسکینہ۔

☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺

مکتوب نمبر (۷)

(مؤرخہ ۳ / جمادی الاُخریٰ ۱۴۱۰ھ)

عرض: مخدومی ومعظمی حضرت اقدس دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ارشاد: مکرم زید مجدھم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عرض: حضرت سے اجازت چاہتا ہوں کہ آئندہ ہفتہ عشرہ کے اندر میں اور اہلیہ جناب کی خدمت میں حاضر ہوں اور حسبِ سالِ سابق دو روز جناب کے در دولت پر مقیم رہ کر مستفیض ہوں۔

ارشاد: افاضہ تو فیاض حقیقی منجانب اللہ تعالیٰ۔ تشریف آوری سے دل ضرور مسرور ہوگا۔

عرض: حضرت کو دیکھنے کا میرے قلب پر بہت تقاضا ہے۔

ارشاد: معلوم ہوکر سرور ہوا۔

عرض: حضرت دعا کردیں کہ ہم دونوں کا قیام صحت وعافیت اور سلامتی ایمان کے ساتھ گزار دے۔ فقط والسلام خادم محمد قیصر عفی عنہ۔

ارشاد: آمین اللہ تعالیٰ بامسرت رکھیں۔

☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺

مکتوب نمبر (۸)

(۲۳ ر جمادی الاُخریٰ ۱۴۱۰ھ)

(از باغپت ہندوستان) [۱]

عرض: مخدومی ومعظمی حضرت اقدس دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ارشاد: مکرم زید مجدہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرض: اطلاعاً عرض ہے کہ احقر مع اہلیہ کے انشاء اللہ تعالیٰ چہار شنبہ (بدھ) کے دن ۲۴ ر جنوری کو دھلی سے بعد عصر کراچی روانہ ہوجائے گا، اللہ تعالیٰ سلامتی اور عافیت کے ساتھ سفر کو گزار دیں۔

ارشاد: اللہ تعالیٰ بخیر وعافیت پہنچائیں۔

عرض: ہم دونوں حضرت کی توجہ اور دعاؤں کے محتاج ہیں۔

ارشاد: یہ ذرہ نوازی۔ اللہ تعالیٰ خیر وبرکات ظاہری وباطنی سے نوازیں۔

عرض: قانونِ الٰہی کی رو سے بندہ کی کامل نجات (بدون عذاب وبلا دُخولِ نار) کا دارومدار کامل ایمان پر ہے جس کے لئے کمال تقویٰ اور معیت صادقین ضروری ہے۔ اگرچہ بندہ کی تمنا اور طلب یہی ہے، اس کے حصول کی کوشش بھی ہے لیکن اب وقت پیری ہے، جو سعی ومجاھدہ کا وقت تھا وہ گزر گیا، کبھی خیال بھی نہیں آیا کہ قانون کے ذریعہ مغفرت ہو سکے گی۔ صرف اللہ کے فضل پر نظر ہے۔ لہٰذا حضرت سے درخواست ہے کہ بندۂ احقر جملہ متعلقین واحباب کے حق میں دعاء مغفرت کاملہ بر بناء فضل بلا سبب کر دیں فقط۔ والسلام خادم محمد عشرت علی خاں قیصر عفی عنہ

ارشاد: آنمکرم کے یہ حالات عجیبہ محمودہ ومطلوبہ بفناء وعبدیت، صدمبارک، خاص سرور ہوا۔ اَللّٰهُمَّ زِدْفَزِدْ وَاسْتَقِمْ دَآئِمًا۔ آنمکرم کو محترم مولانا فقیر محمد صاحب دامت برکاتہم (رحمہ اللہ) سے اجازتِ بیعت حاصل ہے، ورنہ احقر بفضلِ رب بیعت کی اجازت پیش کر دیتا۔

محمد مسیح اللہ ۲۸ ر جمادی الثانیہ ۱۴۱۰ھ

---

[۱] حضرت والا اس دور میں ہندوستان تشریف لے گئے تھے اور اپنے آبائی علاقے ''باغپت'' سے یہ عریضہ ارسال کیا تھا۔ محمد رضوان؛ ۱۵/ ربیع الاول ۱۴۲۸ھ

☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺

مکتوب نمبر (۹)

(مؤرخہ ۲۹ر شوال ۱۴۱۰ھ ۲۶ر مئی ۱۹۹۰ء)

(اجازتِ بیعت)

عرض: مخدومی ومعظمی حضرت اقدس دامت برکاتکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ارشاد: مکرم زید مجدھم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عرض: اللہ تعالیٰ حضرت کو اپنے قرب کے درجاتِ رافعہ سے نوازے تا حیات یوماً فیوماً ظاھری وباطنی ترقی، صحت وتندرستی وتوانائی اور عافیتِ کاملہ نصیب کرے آمین، بحرمۃ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم خود بخود بے ساختہ حضرت کے لئے دل سے دعائیں نکلتی ہیں جو باذنِ رب ہیں، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

ارشاد: یہ نظرِ کرم، حسنِ محبت جزاکم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔

عرض: جو دعائیہ کلمات اور اظہارِ حسن جناب نے بندہ ناچیز وحقیر کے حق میں تحریر فرمایا تھا اس کا جواب بطور شکر احقر پر لازم ہے، پھر کیوں خاموش رہا، مبادا یہ بات میری بے توجہی یا بے ادبی پر محمول ہو اس لئے عرض کرتا ہوں کہ اس بندہ ناکارہ وناااہل کی بفضل رب یہ سعادت ہے کہ اس کے بڑوں اور مخدومین نے کسی قابل سمجھا، ورنہ مجھ روسیاہ سے تو کچھ بھی نہ ہوسکا۔

ارشاد: یہی تو ہے مسئلۂ سلوک کہ اپنی قوت کی نفی اور اس ذاتِ بحت کی قدرت کا اثبات، لاؔ میں اپنی ذات اور اپنے اعمال سے بے نظری اور الّا اللّٰہؔ میں اثباتِ ذات مع الصفات، حالِ رفیع مبارک۔

عرض: اجازتِ بیعت کوئی ذاتی منصب واعزاز نہیں گو کہ سالک کے لئے باعثِ نعمت وبرکت ہے لیکن بڑی ذمہ داری اور جان جوکھوں کی بات ہے کہ خدانخواستہ اپنی کسی نالائقی کے سبب مرشدنا مولانا وسندنا حضرت والا نور اللہ مرقدہٗ کے طریق کا بدنام کنندہ نہ بن جاؤں، جناب سے

استدعا ہے کہ دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے اس نا کارہ غلام کو ان کی تعلیمات پرعمل کی توفیق عطا فرمادے، بس باتیں بنانی آتی ہیں کام کچھ نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمادے۔

آپ کا خادم محمد قیصر عفی عنہ

ارشـــاد: یہ احساس عظمتِ نسبت اور مقتضی ہے کہ مسئلہ سلوک کا ہے کہ اشاعتِ سلسلہ میں حریص ہونا چاہئے لہٰذا کیوں نہ آپ کو بیعت کے سلسلہ میں حریص ہونے کی اجازت دی جاوے، اجازت۔ بھلا قیصر اور سلسلہ کی رونق سے خالی، **اجازتِ بیعت**۔ سرخرو۔ بفضلہٖ تعالیٰ۔ [1]

احقر محمد مسیح اللہ ۱۴؍ ذیقعدہ ۱۴۱۰ھ

☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺

مکتوب نمبر (۱۰)

(مؤرخہ ۲۴؍ ذی الحجہ ۱۴۱۰ھ)

عرض: مخدومی ومعظمی و مشفقی حضرت اقدس دامت برکاتھم وزادت درجاتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ارشاد: مکرم زید مجدھم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

عرض: حضرت کا اجازت وخلافت نامہ موصول ہوا۔ احقر تو جناب کا خادم ہے ؎

جو پلا ہو کرگسوں میں اسے کیا خبر کہ کیا ہے رہ ورسمِ شہبازی، بہر حال اس بندۂ حقیر کے لئے باعث صدافزائی وذرہ نوازی ہے۔ بحمداللہ بایں نعمت بفضلِ رب مشرف گشتم وسجدۂ شکر بجا آورم۔ **اللّٰھم لک الحمد ولک الشکر** یہ محض اللہ تعالیٰ کی شانِ کریمی ہے کہ وہ اپنے نااہل اور نا کارہ بندہ کو بغیر کسی استحقاق کے اپنی نعمتوں اور رحمتوں سے نوازتے ہیں۔ ورنہ اپنی اہلیت کو شمّہ برابر بھی دخل نہیں ہے۔ بفضلِ ربانی جب کبھی باری تعالیٰ جلّ جلالہٗ کے اسماءِ حسنیٰ، **عـــالـــم الـغـیـب والشھادہ** کے پرتَو کا مثقالُ ذرۃٍ سے بھی کم استحضار کی توفیق عطا ہوتی ہے (مراقبہ، مشاھدہ

---

[1] حضرت جلال آبادی رحمہ اللہ کی طرف سے اجازتِ بیعت جن کلمات کے ساتھ حاصل ہوئی، حضرت والا کو قیصر کے ساتھ اس لفظ کے لغوی معنیٰ "محل" کے اجازتِ بیعت کے سلسلہ کی رونق سے پُرفرمانے کی طرف اشارہ موجود ہے؛ بڑی عجیب بلاغت ہے۔ محمد رضوان؛ ۱۵؍ ربیع الاول ۱۴۲۸ھ

اور معائنہ تو بڑوں کی بات ہے یہ بندۂ ناچیز تو اکابر کے خاکِ کفشِ پا سے بھی کمتر ہے) اس وقت اپنی حالتِ دنی مثل آئینہ صاف عیاں ہوجاتی ہے۔

ارشاد: یہی تو ہے مبتدی ہوکر ماویٰ ہونا بفضلہٖ تعالیٰ۔

عرض: یہ محض مالکِ حقیقی کی ستاری وغفاری ہے کہ بندہ کے عیوب وذنوب پر پردہ ڈال رکھا ہے۔ "اَللّٰھُمَّ لاَ تُخزِنِیُ فَاِنَّکَ بِیُ عَالِمٌ ، وَلاَ تُعَذِّبُنِیُ فَاِنَّکَ عَلَیَّ قَادِرٌ"

ارشاد: یہ ہے وہ فناء "اَللّٰھُمَّ زِدُفَزِدُ. وَاسُتَقِمُ اِسُتِقَامَۃً تَامَّۃً"

عرض: اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے مجھ نوآموز ومبتدی ناکندہ تراش کو حضرت والا حکیم الامت مجددِ ملت نوراللہ مرقدہٗ وقدس سرہٗ کے وسیلہ سے بیعت اور سلسلہ مبارکہ کی برکت سے جنابِ والا کا خادم بناکر اصلاح فرمادیں۔

ارشاد: اللہ تعالیٰ اشاعت پر باستحضارِ اخلاص حریص رکھیں۔

عرض: ؎ پذیرائی کے قابل کوئی طاعت ہی نہیں میری، نظر تیرے کرم پر ہے الٰہ العلمین میری

ارشاد: یہ انابت الی الحق تعالیٰ مدام۔

عرض: حضرت کا حکم کہ "اشاعتِ سلسلہ میں بندہ کو حریص ہونا چاہئے" میری سرآنکھوں پر۔ الحمدللہ ان الفاظ سے آتشِ شوق بھڑک اٹھی۔

ارشاد: یہ جذبہ مبارک۔

عرض: اللہ کا شکر ہے کہ حضرت کی خادم زادی برخورداری سلمہا کی بیماری میں افاقہ ہے۔ حضرت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ باقی ماندہ تکلیف بھی دفع فرمادیں اور صحتِ کاملہ عطا کریں۔ فقط والسلام۔ خادم محمد قیصر عفی عنہ۔

ارشاد: اللہ تعالیٰ صحتِ عاجلہ کاملہ مستمرہ باسکون سے نوازیں۔

☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺

مکتوب نمبر (۱۱)

(مؤرخہ ۱۵/محرم الحرام ۱۴۱۱ھ)

عرض: مخدومی ومعظمی حضرت اقدس دامت برکاتکم . السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ارشاد: مکرم زید مجدھم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ .

عرض: اللہ تعالیٰ حضرت کو روزافزوں ترقیات سے نوازے، شفائے کاملہ مستمرہ اور قوت وتوانائی عطا فرمائے، حضرت کی صحت وبشاشت کی جب اطلاع ملتی ہے تو دل بہت خوش ہوتا ہے، لیکن ناسازی طبیعت اور ضعف وعلالت کی خبر معلوم ہوکر دل دکھتا ہے۔

ارشاد: یہ فطرتاً محبت کا تقاضا ہے اور دعاءً رجوع الی اللہ تعالیٰ ہوتا ہے۔

عرض: اللہ تعالیٰ آپ کا سایۂ عاطفت بہ صحت وعافیت ورشد وھدایت طالبین وخدام کے سروں پر تادیر قائم رکھے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

ارشاد: یہ زبانِ مبارک مبارک ہو۔

عرض: احقر کو گزشتہ دو تین سال سے مثانہ کی تکلیف ہے، بار بار استنجے کو جانا پڑتا ہے۔ ڈاکٹروں نے بعد معائنہ وغیرہ فیصلہ کیا ہے کہ سوائے آپریشن کے ان کے نزدیک کوئی دوسرا متبادل علاج مفید نہ ہوگا لہٰذا آپریشن مقرر ہوا ہے حضرت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس آپریشن کو مکمل کامیابی عطا فرمائے اور مرض کو ہمیشہ کے لئے دفع فرمادیں۔

ارشاد: اللہ تعالیٰ ہر قسم کی سہولتوں سے نوازیں اور صحت عمدہ باسکون پوری کامل سے نوازیں۔

عرض: نیز یہ دعا کردیں کہ دورانِ علاج وآپریشن کوئی نماز میری قضاء نہ ہو۔

ارشاد: یہ تمنا ماشاء اللہ تعالیٰ عظمتِ احکام کی بمحبت **اشد الٰـہ العالمین** کی دلیل ہے۔ صد مبارک۔ اللہ تعالیٰ یہ محمود ومطلوب تمنا پوری فرمائیں۔

عرض: آپریشن سے قبل بے ہوش کردیا جاتا ہے۔

فقط والسلام۔ آپ کی دعاؤں کا محتاج خادم احقر محمد قیصر عفی عنہ۔

ارشاد: معذوری میں مجبوری ہے۔

☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺
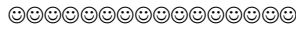
مکتوب نمبر (۱۲)

(مؤرخہ ۲۴ صفر المظفر ۱۴۱۱ھ)

عرض: مخدومی و مشفقی ومکرمی حضرت اقدس دامت برکاتہم۔ **متعنا اللہ تعالیٰ بطول بقائه الاعلیٰ وعافية الکاملة .**

ارشاد: مکرم زید مجدھم السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہٗ .

عرض: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ بندہ ناچیز حضرت کی دعاؤں کے طفیل بہت جلد صحت یاب ہو گیا۔ حتّٰی کہ متعلقہ ڈاکٹروں کو بھی حیرت ہے کہ مالک نے اپنے حقیر وضعیف ونا کارہ غلام کو شفاءِ عاجلہ سے نوازا۔

ارشاد: اللہ تعالیٰ باشاد بابشاشت دائماً رکھیں۔ آمین۔

عرض: حضرت بندہ اور متعلقین کے حق میں دعائیں کرتے ہیں اس کی جزائے خیر مولائے کریم اپنی شان کے مطابق جناب کو یوماً فیوماً ودائماً فی ھذہ الدنیا والآخرۃ عطا فرما تا رہے، آمین۔

ارشاد: یہ زبانِ مبارک مبارک فرمائیں جزاکم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔

عرض: الحمد للہ عملِ جراحی کے بعد جلد ہوش آ گیا تھا۔

ارشاد: مبارک۔

عرض: مالک نے بے حد وحساب کرم فرمایا۔ میری تمنا پوری کر دی۔ میری کوئی نماز قضاء نہ ہونے دی وقت پر پڑھوادی۔

ارشاد: مبارک، دل مسرور ہوا۔

عرض: یہ محض اللہ کا فضل ہے اور حضرت کی دعا ہے۔

ارشاد: فضلِ الٰہی۔

عرض: اللہ تعالیٰ نے آپ کو مستجابُ الدعوات بنایا ہے۔

ارشاد: زبان مبارک۔

عرض: حضرت ایک دعا اور فرمادیں۔ میری تمنا ہے اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے مجھ نالائق کو بتوفیق الٰہی پابندی صلوٰۃ با جماعت کی جو نعمت عطا فرمائی ہے وہ تا دمِ آخر قائم ودائم رکھیں۔ مالک کے قدموں پر بوقتِ سجدہ میرا دم نکلے۔ بقول شاعر۔ جان ہی دے دی جگر نے آج پائے یار پر۔

ارشاد: آرزو ہے کہ نکلے دم تمہارے سامنے۔ تم میرے (ہمارے) سامنے اور میں (ہم) تمہارے سامنے۔

عرض: خیال آیا کہ یہ تمنا امرِ غیر اختیاری ہے اگر خلافِ عبدیت اور تسلیم ورضا ہے تو حضرت اصلاح فرمادیں۔

ارشاد: یہ تمنا عبدیت بمحبت عاشق کی فریاد ہے۔

عرض: حسنِ خاتمہ کی دعا کرنا بھی اسی قبیل سے ہے، لہٰذا محمود ومطلوب ہونی چاہئے۔

ارشاد: جی ہاں۔

عرض: بلکہ موت کی تمنا (لذۃ النظر الیٰ وجھک والشوق الیٰ لقائک) ولی اللہ ہونے کی علامت ہے۔

ارشاد: جی ھاں۔

عرض: معافی کا خواستگار ہوں کہ بجائے اپنے معائب بغرضِ اصلاح حضرت کو تحریر کرتا، کیفیات وجذبات کی رو میں بہہ گیا حالانکہ جانتا ہوں کہ مقصود اعمال ہیں نہ کہ کیفیات۔

فقط والسلام۔ آپ کا خادم وغلام احقر محمد قیصر عفی عنہ۔

ارشاد: تو کیا مریض مرض کی اطلاع کر کے بعدِ صحت کیفیاتِ صحتِ عجیبہ، غریبہ بقوت باسکون کی اطلاع نہ دے۔

☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺
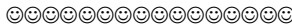
مکتوب نمبر (۱۳)

(۱۰/ربیع الثانی ۱۴۱۱ھ ۳۰/اکتوبر ۱۹۹۰ء)

عرض: مخدومی ومکرمی حضرت اقدس دامت برکاتھم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ارشاد: مکرم زید مجدھم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

عرض: حضرت کا والا نامہ احقر کے عریضہ مؤرخہ ۲۴/صفر کے جواب میں موصول ہوا۔ حضرت سے بندہ کی مکاتبت ازدیادِ تعلق مع اللہ کا ذریعہ ہوتی ہے، غفلت کے دور کرنے اور اعمال میں شوق پیدا کرنے کا ذریعہ بنتی ہے۔

ارشاد: یہ حسن عقیدت اللہ تعالیٰ بندہ کی مغفرت کا وسیلہ بنادیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ خیرالجزاء، بارک اللہ تعالیٰ۔

عرض: بعض اوقات یہ خیال آتا ہے کہ جناب کے ضعف وناتوانی اور علالت کے دوران خطوط کا جواب تحریر فرمانا مزید باعثِ تعب ونقاہت ہوگا، خصوصاً جبکہ طالبین وسالکین کی ڈاک میں روز بروز اضافہ ہورہا ہے۔

ارشاد: جہاں اور ڈاک لکھنا ہے یہاں آپ کا بھی، کیا تکان ہوگا۔

عرض: ورنہ جی تو یہ چاہتا ہے کہ ہر ہفتہ ایک خط لکھا کروں لیکن ماہ بماہ قصداً اکتفا کرتا ہوں

ارشاد: نہ ہفتہ نہ مہینہ حسبِ موقع ہو، خواہ روزانہ، خواہ سال بھر میں۔ [1]

عرض: اصلاح کا جو طریقہ سالک کے لئے تجویز کیا گیا ہے کہ وہ اپنا ہر مرض ایک ایک کر کے مصلح کو بتائے اور اس کی تعلیم وحکم پر عمل کر کے حال سے مطلع کرتا رہے یہ حق تو بندہ سے ادا نہ ہوسکا۔

ارشاد: بلا مرض کے یہ حق ہی نہیں۔ صحت یابی میں طبیب کی کیا ضرورت۔

---

[1] سب مشائخ کے اصلاحی خط وکتاب کا معمول یکساں نہیں ہوتا، اور سالک کے مزاج ومذاق وحالات کے اعتبار سے بھی طرز مختلف ہوجایا کرتا ہے، حضرت جلال آبادی رحمہ اللہ نے حضرت نواب صاحب دامت برکاتہم کے ساتھ جو طرز مناسب خیال کیا، وہی تحریر فرمایا۔ محمد رضوان؛ ۱۵/ربیع الاول ۱۴۲۸ھ

عرض: بہرحال جیسی بھی ٹوٹی پھوٹی کوشش ہوئی الحمدللہ حضرت کے ارشادات سے بہت نفع ہوا۔ علاوہ ازیں حضرت حکیم الامت مجدد ملت قدس سرہ نوراللہ مرقدہ کے مواعظ وملفوظات اور بالخصوص تربیت السالک کے مطالعہ سے بندہ کے رذائل وامراضِ باطنی کا علاج ہوتا رہتا ہے۔ اکثر ایسا ہوا ہے کہ قلب میں کوئی خطرہ گزرا وسوسہ پیدا ہوا، کوئی اشکال رونما ہوا یا قبض ویأ س کی حالت طاری ہوئی سوچا کہ خط لکھ کر جناب سے استفسار کروں۔ حسبِ معمول جب ملفوظات پڑھنے کو اٹھائے تو مناسب حال ملفوظ زیرِ مطالعہ آ گیا یا تربیت السالک میں دیکھ لیا، اس سے بفضلہٖ تعالیٰ اشکال رفع ہو جاتا ہے اور اپنے سوال کا جواب مل جاتا ہے کیا یہ طریقۂ کار اصلاح کے لئے کافی ہے

ارشاد: بہت خوب ہے، مناسب طبع کی علامت ہے۔

عرض: اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اپنے محلّہ کی مسجد میں جب امام صاحب نماز کے وقت غیر حاضر ہوتے ہیں تو مقتدی حضرات بندہ سے امامت کے لئے اصرار کرتے ہیں۔ سری نماز تو ٹھیک پڑھا دیتا ہوں۔ لیکن جہری نماز میں قرأت کے وقت بالخصوص فجر کی نماز میں چونکہ طویل سورتیں پڑھی جاتی ہیں اس وقت اختلاجِ قلب کی وجہ سے یا اعصاب کی کمزوری اور گھبراہٹ کی بناء پر وہ سورتیں جو خوب پکی یاد ہیں اور تنہائی میں فرفر ترتیل کے ساتھ قرأت کر لیتا ہوں۔ امامت کرتے وقت بھول جاتا ہوں اور غلطی کرتا ہوں۔ یہ خیال قرأت شروع کرنے سے پہلے ہی دل پر جم جاتا ہے کہ اگر قرأت میں غلطی ہوگئی تو لوگ کیا خیال کریں گے، اس گھبراہٹ اور بدحواسی کا کیا علاج ہے۔

ارشاد: آپ نہ پڑھائیں کیونکہ آپ کے اعصاب پر، دل ودماغ پر اثر غیر اختیاری واقع ہوکر، اعضاء متأثر ہوکر ضعف کا اثر ہوگا ضروریات پر اثر پذیر ہوگا۔

عرض: دوسرا حال یہ ہے کہ جب کبھی کوئی دینی یا دنیوی معاملہ پیش آتا ہے تو تمام تر توجہ اس معاملہ کی طرف مرکوز ہو جاتی ہے۔ چنانچہ نماز، ذکر، تلاوت اذکار واوراد غرضیکہ جتنے بھی معمولات ہیں وہ سب متأثر ہو جاتے ہیں خشوع وخضوع یکسر ختم ہو جاتا ہے۔

ارشاد: خشوع تو باقی رہتا ہے کہ آدابِ صلوٰۃ ملحوظ ہیں کھلاوٹ بذوق نہ ہوگا۔ کیف کی

حالت ذوقاً نہ ہونے کو عدمِ خشوع سے تعبیر کر دیا۔

عرض: ایک قسم کی قبض کی سی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔

ارشاد: قبض کی نہیں، انشراح نہیں رہتا۔

عرض: حالیہ مثال سے واضح ہو جائے گا، گزشتہ روز صبح کے وقت پڑوس میں ایک دین دار غیر عالم واعظ، متمول دوست نے آج اپنے گھر پر دینی اجتماع میں مدعو کیا۔

ارشاد: غیر عالم اور واعظ، دینی اجتماع کیسا؟۔

عرض: بندہ کو بوجہ اختلافِ ذوق ومسلک ان سے مناسبت نہیں ہے لیکن باہمی خوشگواری تعلقات اور اپنی ذاتی مروت بلکہ مداہنت کے سبب ان سے شرکت کا وعدہ کر لیا۔

ارشاد: ہر جگہ سکوت کو مداہنت نہیں کہا جاتا۔

عرض: انہوں نے ایک حلقہ ''فہمُ القرآن'' کے نام سے قائم کیا ہے، اسی سلسلہ میں ایک مسجد میں بعد مغرب درسِ قرآن کا سلسلہ بھی مدت سے شروع کیا ہے۔

ارشاد: درسِ قرآن کوئی ہم مسلک عالم صاحب فرماتے ہوں گے؟

عرض: ان سے وعدہ کرنے کے بعد بندہ کی یہ کیفیت رہی کہ تذبذب میں پڑ گیا۔ شرکت کروں یا نہ کروں اگر شرکت نہیں کرتا تو وعدہ خلافی ہوتی ہے کیا عذر پیش کروں؟ بس ایسا خیال جما کہ نماز پڑھنی مشکل ہوگئی۔

ارشاد: یہ اشکال سببِ انتشار ہوا، معاہدہ بتردُّد تھا، حتمی نہ تھا۔ زبان اقراری دل متردِّد، بلا عہد گویا انکاری۔

عرض: برابر ہی سوالات وجوابات قلب پر حاوی رہے۔

ارشاد: یہ حدیثُ النفس تھا بلا قصد۔

عرض: حتیٰ کہ ہمت کر کے ایک صاحب کے ذریعہ عدم شرکت کی معذرت کی۔

ارشاد: یہ ہمتِ قیصری مبارک۔

عرض: جس میں جو عذر بتایا تھا وہ سچ نہیں تھا کہ طبیعت میں کمزوری ہے آرام کر رہا ہوں۔

ارشاد: کیا کمزوری جسمانی اعصابی نہیں ہے؟ وعدہ کمزوری اور عذر انکاری تصلب۔

عرض: البتہ یہ ضرور ہے کہ جب تک ان صاحب سے معذرت نہ کر لی طبیعت میں ضعف اور انقباض محسوس کر رہا تھا اور جیسے ہی شرکت سے انکار کیا قلب میں قوت عود کر آئی۔

ارشاد: اوپر عرض کیا گیا وہ ضعف تھا انکار تصلب، مضبوطی۔قوت۔

عرض: اس قبیل کے دیگر امور سے کم وبیش واسطہ پڑتا ہے بالخصوص جب لوگ چندہ مانگنے آتے ہیں، اپنے اندر ہمت نہیں پاتا کہ صاف گوئی سے منع کروں۔اس مخمصہ میں پڑ جاتا ہوں کہ زیادہ دوں یا کم دوں۔

ارشاد: آدمی یا مدرسہ سے جان پہچان نہیں تو معمولی دیدیا اور جان پہچان ہے تو کم زیادہ کے درمیان دیدیا۔سبکبار۔

عرض: بعض اوقات طیبِ خاطر بھی نہیں ہوتی۔

ارشاد: نہ سہی کچھ دیدیا۔

عرض: حضرت اپنی مزاجی کیفیت سے مطلع فرمائیں۔

ارشاد: الحمدللہ تعالیٰ خیریت ہے۔

عرض: دل چاہتا ہے کہ آپ کی طبیعت کا صحیح حال معلوم ہوتا رہے اور دعا بھی برابر کرتا رہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ حضرت کو صحت وتندرستی وتوانائی عطا فرمائیں۔

والسلام آپ کا خادم احقر محمد قیصر عفی عنہ۔

ارشاد: جزاکم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔

☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺

مکتوب نمبر (۱۴)

(۱۰؍جمادی الاولیٰ ۱۴۱۱ھ)

عرض: مخدومی ومعظمی حضرت اقدس دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ.

ارشاد: مکرم زید مجدہم السلام علیکم ورحمة الله وبرکاتهٗ.

عرض: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ بندہ مع اہل خانہ بعافیت ہے۔

ارشاد: خیریت معلوم ہوکر دل باعشرت ہوا۔ غریب خانہ قیصر ہوا، بندہ بفضلہٖ تعالیٰ بخیریت ہے

عرض: احقر کے معمولاتِ نافلہ مختصر ہیں۔

ارشاد: اب یہ مختصر ہی قیصر ہیں کہ حالتِ علالت اور ضعف میں قلیلؔ عمل، کثیرؔ عمل سے ثواب اور قرب میں کم نہیں بلکہ بفضل مُضاعف ہیں بثوابِ صبر علالت نہ رنج کا ہونا بمعرفتِ ذاتِ حق تعالیٰ۔

عرض: البتہ الحمدللہ اخلاق کے باب میں اپنے دور ذائل (بدنگاہی اور کبر) سے اجتناب کی توفیق مدت سے حاصل ہے، ان رذائل سے قلب میں بے حد نفور محسوس کرتا ہوں۔

ارشاد: جڑ فساد کی ختم بتوفیقہٖ تعالیٰ قوتِ شہویہ اور قوتِ غضبیہ جڑ گئی، شاخیں گئیں۔

عرض: اللہ تعالیٰ دیگر اخلاقِ ذمیمہ سے بھی پاک صاف کردے۔

ارشاد: پاک وصاف رہیں۔

عرض: اور اخلاق حمیدہ عطا فرمائے۔

ارشاد: حمیدہ بملکہ رہیں بتوفیقہٖ تعالیٰ۔

عرض: الحمدللہ تعالیٰ غصہ، حسد، لالچ وغیرہ کا بھی اپنے اندر مظاہرہ نہیں پاتا ہوں، اس میں بندہ کا کوئی کمال نہیں بلکہ ایسے مواقع ہی پیش نہیں آتے کہ کسی پر غصہ کروں یا حسد کروں۔ لیکن جب انفاق فی سبیل اللہ کا موقع آتا ہے تو مال خرچ کرنے میں قلب پر گرانی محسوس کرتا ہوں اس سے خیال ہوتا ہے کہ مال کی محبت ہے، حضرت دعا فرمادیں کہ حبِّ مال اور حبِّ دنیا کے تقاضوں پر عمل نہ کروں۔

ارشاد: عمل ہی کہاں ہے جبکہ بحق وجوبِ زکوٰۃ، فطرہ، قربانی اور حقوقِ واجبہ انفاقِ اہل وعیال ادا ہیں، اور حلال طیب پر نظر، حرام کیا بلکہ مشتبہات سے بھی قطع نظر، پھر حبِّ مال وحبِّ دنیا

کہاں اور مقامِ احسان بمروت ومستحسنات وہ تو حالات ذاتی ومتعلقین کے حقوق میں تنگی کے احتمال سے طبعی تنگی ہونا یہ احتیاط ہے نہ کہ حبِّ مال وحبِّ دنیا۔ توبہ توبہ۔

عرض: میری بیٹی خاتون سلمہا کے لئے خاص طور سے دعا کر دیں، اس کو اللہ تعالیٰ صحت عطا فرمائیں۔

ارشاد: آمین اللہ تعالیٰ صحت باسکون سے نوازیں۔

عرض: بندہ کی اہلیہ کی صحت وتندرستی اور حسنِ خاتمہ کی دعا کر دیں۔

ارشاد: اللہ تعالیٰ تاحیات باسکون استقامت سے نوازیں۔

عرض: اللہ تعالیٰ وہاں (ہندوستان) کے تمام مسلمانوں کے دین وایمان، جان ومال اور عزت وآبرو کی حفاظت فرمائے، اللہ تعالیٰ حضرت کو مع جملہ متعلقین ومنتسبین اور مدرسہ کے اساتذہ و طلباء وخدام کی نصرت واعانت وصیانت فرمائے۔ آمین۔

آپ کا خادم احقر محمد عشرت علی خان قیصر عفی عنہ۔

ارشاد: جزاکم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔

☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺

مکتوب نمبر (۱۵)

(۱۰ جمادی الثانیہ ۱۴۱۱ھ)

عرض: مخدومی ومکرمی حضرت اقدس فیض درجاتکم ودامت معالیکم وبرکاتکم وحسناتکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ارشاد: مکرم زید مجدہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عرض: حضرت کا گرامی نامہ باعثِ انشراحِ قلب وشرح صدر ہوا۔ الحمد للہ جو خلجان واشکالات تھے وہ یکسر رفع ہو گئے حضرت کے چند کلمات سے بندہ کے تمام عقدے حل ہو جاتے ہیں اور قلب کو تسکین وطمانیت حاصل ہوتی ہے۔

ارشاد: یہ حسنِ عقیدت فضلِ ربِ حقیقی ہے یہ عظمتِ سلوک کی علامت ہے۔

عرض: اس احسان کا بدلہ سوائے دعا کے احقر کے پاس کیا ہے۔

ارشاد: دعا میں یاد رکھنا یہ تو بڑی کرم فرمائی ہے کہ قلبی عشرت ہے۔

عرض: هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَان اللہ تعالیٰ آپ کو تا حیات صحت وتندرستی توانائی وبشاشت عطا فرمائے اور دائمی قربِ خاص نصیب فرمائے، آمین۔

ارشاد: یہ مبارک زبان اللہ تعالیٰ مبارک فرمائیں۔

عرض: حضرت کا طریقۂ اصلاح بندہ کے حق میں ماشاء اللہ نہایت مؤثر، دلپذیر ہے۔

ارشاد: حب فی اللہ دل نے قبول کرلیا ہے منجانبِ اللہ تعالیٰ دلپذیر ہوگیا ہے۔

عرض: مجھ جیسے کم ہمت، ناکارہ اور ناکنندہ تراش انسان کی ہمت بڑھاتے ہیں۔

ارشاد: اعمال میں لگنا با کنندہ اعمال ہے، ناکنندہ کیسا، شکر ہو۔

عرض: یہ محض اللہ کا فضل ہے۔

ارشاد: با کنندۂ اعمال کو باتراش نفس کے ساتھ یہی عادتُ اللہ ہے، حوصلہ افزائی۔

عرض: اور اعلیٰ حضرت ''حکیم الامت مجدد ملت رحمہ اللہ تعالیٰ'' کا فیض ہے اور جناب کی توجہ ودعا ہے کہ بندہ کا کام چل رہا ہے، ورنہ من آنم کہ دانم۔

ارشاد: چلتا رہنا ہی مطلوب ہے، تا دمِ آخر دمے فارغ مباش۔

عرض: بارہا قلب پر یہ تقاضا ہوتا ہے کہ حضرت کے اصلاحی مرقومات کو بغیر مکتوب الیہ کا نام وپتہ بتائے تربیتُ السالک کے طرز پر کسی مستند دینی جریدے (مثلاً البلاغ دارالعلوم کراچی جو زیرنگرانی حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب زید مجدہم شائع ہوتا ہے) میں اشاعت کا سلسلہ شروع کردوں کیا اس کی اجازت ہے۔ [1]

ارشاد: اس حسنِ عقیدت سے بندہ شرمسار ہوگیا۔

عرض: آج کل مخدومی ومعظمی حضرت اقدس جناب مولانا فقیر محمد صاحب مدظلہٗ کی طبیعت

---

[1] اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے حضرت والا کی یہ تمنا پہلے ادارہ غفران کے ماہنامہ ''التبلیغ'' کی شکل میں اور اب مستقل کتابچہ کی صورت میں شائع ہوکر پوری ہورہی ہے۔ فللّٰہِ الحمد۔ محمد رضوان؛ ۱۵/ ربیع الاول ۱۴۲۸ھ

زیادہ خراب ہے، ضعف روز افزوں ہے غذا برائے نام ہے، حضرت ان کی صحت وشفاء عاجلہ مستمرہ کی خصوصی دعا کردیں۔

ارشاد: اللہ تعالیٰ صحت باسکون سے نوازیں۔

عرض: میری اہلیہ حضرت کو سلام لکھواتی ہیں اپنی صحت اور حسنِ خاتمہ کی دعا کی درخواست کرتی ہیں۔ والسلام۔ آپ کا خادم کمترین محمد قیصر عفی عنہ۔

ارشاد: بندہ کا بھی سلام عرض ہے، اللہ تعالیٰ تا حیات ایمانِ کامل سے نوازیں رکھیں۔

☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺

مکتوب نمبر (۱۶)

(یکم رجب ۱۴۱۱ھ)

عرض: مخدومی و معظمی حضرت اقدس والا مرتبت، دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

ارشاد: مکرم زید مجدھم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

عرض: حضرت کا والا نامہ باعثِ مسرتِ قلبی وزیادتِ ایمانی کے ساتھ موصول ہوا۔

ارشاد: یہ بشاشت کی حلاوت مبارک۔

عرض: اللہ تعالیٰ حضرت کو روز افزوں برکات وترقی درجات سے نوازے، آپ کے ضعف ونقاہت وعلالت کو مبدل بہ صحت وتوانائی وطاقت کردے، یہ سلسلہ اصلاحِ اعمال واخلاق، تعلیم وتلقین، تربیتِ طالبین وسالکین تادیر بعافیت قائم رہے۔

ارشاد: یہ مبارک زبان اللہ تعالیٰ مبارک فرمائیں۔

عرض: اکثر جب حضرت کا تصور کرتا ہوں تو یہ شعر پڑھتا ہوں ؎

کیا نظر تھی جس نے مُردوں کو مسیحا کردیا ۔۔۔ دل کو روشن کردیا آنکھوں کو بینا کردیا

ارشاد: کیا عجیب قدرت حی وقیوم کی دل زندہ کو اور زندہ کردیا۔

عرض: گزشتہ تین چار سال سے بفضلِ رب یہ معمول تھا کہ موسمِ سرما میں مع اہلیہ کے

ہندوستان کا سفر ہوجاتا تھا جس کے نتیجہ میں حضرت کا دیدار نصیب ہوجاتا تھا۔ آپ کی ایک نظرِ محبت وہ کام کرجاتی تھی جو سالہا سال کے مجاھدوں سے بھی حاصل نہیں ہوتا یہ بات سچ ہے کہ ''دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا''۔

ارشاد: یہ محبت حب فی اللہ بندہ کے لئے مغفرت کا وسیلہ بنائیں۔

عرض: اس کا دوسرا عنوان صحبتِ اہل اللہ ہے کہ پیشِ مردِ کاملے پامال شو۔ جس کی بدولت وصول الی اللہ سہل ہوجاتا ہے اور مسافت جلد قطع ہوتی ہے۔

ارشاد: یہ نظریہ مصداق ہے یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ. کا۔

عرض: حضرت کے ہر مکتوب گرامی قدر میں الحمد للہ ایسے اصلاحی نکات منجانب اللہ تلقی ہوتے ہیں کہ بندہ کو آموختہ یاد ہوجاتا ہے اور غفلت سے تنبہ ہوجاتا ہے، جزاکم اللہ خیر الجزاء۔

ارشاد: یہ عظمتِ طریق کی دلیل ہے۔

عرض: صلوٰۃ یا غیر صلوٰۃ ذکر ہو یا غیر ذکر بلا قصد حدیثِ نفس اور وساوس کا سلسلہ ختم نہیں ہوتا اس سے نجات کی کیا صورت ہو۔

ارشاد: نجات کی صورت معصیت سے ہوتی ہے جو کہ مرض ہے بلا قصد کیا مرض ہے، نہ التفات نہ ملال، کیا یہ طریق، طریق حق کے خلاف نہ ہوگا۔

عرض: مراقبہ رؤیتِ الٰہی کروں یا رؤیتِ عبد کا دھیان رکھوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے

ارشاد: ہاں یہ مراقبہ احسان ہے اسی میں عبدیت بھی ہے۔

عرض: بندہ ناچیز سے جن حضرات نے تعلق قائم کیا ہے جب وہ اپنے حالات اور اذکار واشغال سے مطلع فرماتے ہیں ان کے مقابلہ میں احقر کے معمولات عشر عشیر نظر آتے ہیں، بہت شرمسار ہوتا ہوں کہ ایسے ذاکر شاغل اشخاص مجھ جیسے حقیر و ناچیز اور نااہل سے وابستہ ہیں اس کا کیا ان کو جواب دوں جبکہ حقیقتاً بندہ کا درجہ ان سے بہت زیادہ کمتر ہے۔

ارشاد: حالِ رفیع مبارک کہ نظر انداز بخلق خود بھی خلق ہے۔

عرض: کیا اس کا اخفاء رکھوں یا حقیقت حال سے ان کو آگاہ کردیا کروں؟ خادم کمترین

محمد عشرت علی خان قیصر عفی عنہ۔

ارشاد: انصتُ۔ [۱]

☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺
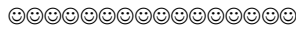
مکتوب نمبر (۱۷)

(مورخہ ۱۱ رجب ۱۴۱۱ھ)

عرض: مخدومی ومعظمی حضرت اقدس دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ارشاد: مکرم زید مجدھم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عرض: متعنا اللہ تعالیٰ بطول عمرہٖ وصحتہٖ وترقی درجاتہٖ، اللہ تعالیٰ حضرت کی عمر میں برکت دے صحت وتوانائی وعافیت اور درجاتِ رافعہ سے نوازے۔

ارشاد: اللہ تعالیٰ آنمکرم کی یہ مبارک زبان مبارک فرمائیں۔

عرض: حضرت کا والا نامہ بندہ کے حق میں موجبِ شرف وکرامت اور نفعِ دینی ہوا۔

ارشاد: بندہ کے لئے یہ باعثِ عشرت ہوا۔

عرض: بندہ کی حالت خراب ہے عمل میں بہت کمی ہے۔

ارشاد: بضعفِ مرض لیکن اجر میں زیادتی ہے۔

عرض: شیطان اور نفس کے حملے پے درپے برابر ہوتے ہیں مغلوب ہوجاتا ہوں یہ معلوم ہے کہ ہمت سے کام لینا چاہئے، لیکن مقاومتِ نفس میں بہت اپنے آپ کو کمزور پاتا ہوں۔

ارشاد: لیکن منجانبِ اللہ تعالیٰ استقامت ہے شکراً لِلّٰہِ تعالیٰ۔

عرض: الحمد للہ پنج وقتہ صلوٰۃ باجماعت ناغہ نہیں ہوتی، دیگر فرائض وواجبات بھی بتوفیقِ ربِ ذوالجلال ادا ہوجاتے ہیں۔

ارشاد: یہ استقامت مبارک ہو، پھر کہاں تساہل اور کہاں مغلوب۔ الحمد للہ تعالیٰ عبادات میں سہولت بھی اور بتوفیقہٖ تعالیٰ تغلب بھی یہ انابت الی اللہ تعالیٰ، شکراً للہ تعالیٰ

---

[۱] مطلب یہ ہے کہ اس سے سکوت اختیار فرمائیں۔

عـــرض: ان اعمال کا صرف ظاہر ہے، باطن سے خالی ہے عبادات کی صرف صورت ہے روح مفقود ہے

ارشاد: ظاھر شاھد باطن کا، باطن شاھد ظاھر پر، بدون باطن ظاہر کہاں؟۔

عرض: خیر شکر ہے کہ اس کی بھی توفیق بخشدی بلا بودے گر ایں نمی بودے۔

ارشاد: ھاں یہ ہے باسکون بلا کاوش ظاھر و باطن کا اقدام سیدھا سادھا۔

عـرض: غم اس کا ہے کہ سفرِ آخرت قریب سے قریب تر آتا جارہا ہے لیکن معاصی وسیئات سے چھٹکارا ہنوز نہیں ہوا هزار بار توبه كردم وليكن شكستم ۔

ارشاد: یہ ہے معرفت بعظمت کہ خوفاً وطمعاً نہ شکست نہ شکستہ دل۔

عرض: علاوہ ازیں معمولاتِ نافلہ پر ابھی تک مداومت نصیب نہیں ہوئی۔

ارشاد: جسماً عذراً لیکن قلباً تو معمول ہے ہی قرباً۔

عرض: گناہوں کا جب خیال آتا ہے تو قلب پر آرہ چل جاتا ہے کہ۔ زیں شرم کہ دیدی کہ چہ کردم چہ کنم ۔اب کس طرح اس کی تلافی کروں۔

ارشاد: لاف زنی سے محتاط، نظر بر فضل نہ نظر بر عمل الحذر۔

عرض: بالخصوص حقوقُ العباد کا معاملہ بہت سنگین محسوس ہوتا ہے؟

ارشاد: یہ اوھاماً ہے یا حقیقتاً؟

عـــرض: حضرت والا مرتبت سے استدعا ہے کہ دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ بدون عذاب اور بلاحساب بخشدے۔آخرت میں کامیابی عطا فرمادے، آپ کا خادم محمد قیصر عفی عنہ۔

ارشاد: یہ خیر تمنائیں اللہ تعالیٰ بخیر پوری فرمائیں۔

☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺

مکتوب نمبر (۱۸)

(مورخہ ۲۵ر شعبان ۱۴۱۱ھ)

عرض: مخدومی ومعظمی حضرت اقدس دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ارشاد: مکرم زید مجدھم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عرض: الحمدللہ بندہ مع اہل وعیال خیریت سے چندروز قبل کراچی سے اسلام آباد آ گئے ہیں۔

ارشاد: دل خوش ہوا۔

عرض: برخورداری خاتون سلمہا کی صحت خراب رہتی ہے۔علاج جاری ہے،اللہ تعالیٰ شفائے عاجلہ مستمرہ عطافرمائیں،خاص طور سے دعا کر دیجئے۔

ارشاد: اللہ تعالیٰ بے چاری عزیزہ کو اچھی صحت باسکون سے نوازیں۔

عرض: برخورداری سلمہا کی ایک چھوٹی بچی بھی بیمار ہے،اس کی شفا اور صحت کی بھی دعا کر دیجئے۔

ارشاد: صحت اچھی اللہ تعالیٰ عطا فرمائیں۔

عرض: ارادہ یہ ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ رمضان المبارک اور شوال اسلام آباد بیٹی کے پاس قیام کریں،تا کہ بیمار بیٹی کی دلجوئی ہو سکے،اس لئے ہم لوگ اس کے پاس آ گئے ہیں،فقط والسلام۔

خادم محمد عشرت علیخان قیصر عفی عنہ

ارشاد: یہ ادائے حق کا اہتمام بچی کی تسلی،تسکین،دل مسرور ہوا۔ [۱]

☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺

مکتوب نمبر (۱۹)

(مؤرخہ ۲۱/رمضان ۱۴۱۱ھ)

عرض: مخدومی ومعظمی حضرت اقدس دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ارشاد: مکرم زید مجدھم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عرض: جناب کا والا نامہ صادر ہوا۔ الحمدللہ روزے بتوفیق رب ادا ہو رہے ہیں،ثم

---

[۱] مشائخِ کاملین کے یہاں حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کی بھی خاص رعایت ملحوظ رکھی جاتی ہے،جیسا کہ حضرت جلال آبادی رحمہ اللہ کے اس ارشاد سے واضح ہے۔محمد رضوان؛۱۵/ربیع الاول ۱۴۲۸ھ

الحمدللہ مثل ماہِ صیامِ سابق کے اس دفعہ بھی اللہ تعالیٰ نے اعتکاف کی توفیق عطا فرمادی۔

ارشاد: مبارک، قلب اور بارگاہِ خلوت ہوگیا۔

عرض: ورنہ بندہ تو بڑا ہی کم ہمت اور ناکارہ سہولت پسند ہے۔

ارشاد: خداداد نعمت شکراً للہ۔

عرض: جناب والا چونکہ میرے محسن اور مصلح ہیں بغرض اطلاع مختصراً عرض کرتا ہوں تا کہ جہاں کمی اور قصور ہو اس پر تنبیہ فرمادیں، بیشی کا تو سوال ہی نہیں ہے۔

ارشاد: (اللہ کے حضور) پیشی کا تو سوال ہے کہ بَعدلِ اور بَحدُ ودہو۔

عرض: ذوقاً ذکر کے مقابلہ میں تلاوتِ قرآن کریم میں زیادہ دل لگتا ہے۔

ارشاد: جامع ذکر ہے، زیادتِ قربِ حق تعالیٰ۔

عرض: تقریباً چار پانچ گھنٹے روزانہ تلاوت کی توفیق ہوجاتی ہے۔

ارشاد: ایک ہی نشست میں تو خلافِ صحت نہ ہو، صحت کا لحاظ شرعاً فرض ہے۔

عرض: چونکہ تلاوت بالجہر کی عادت پڑی ہوئی ہے اس لئے مشکل سے ایک منزل روزانہ ہوتی ہے۔

ارشاد: کان میں آواز بس کافی ہے۔

عرض: چاہتا ہوں کم از کم پانچ دن میں ایک قرآن شریف ختم کرسکوں۔

ارشاد: یاد پڑتا ہے صحابہ کا معمولِ ختم دس دن میں تھا۔

عرض: دورانِ تلاوت ترجمہ اور حاشیہ بھی وقتاً فوقتاً دیکھتا ہوں کیا یہ طریقہ صحیح ہے۔

ارشاد: اس کے لئے تلاوت کے علاوہ ایک رکوع ترجمہ دیکھ لیا۔

عرض: تراویح کے بعد بھی تلاوت کرتا ہوں۔

ارشاد: سحری کے لئے (بھی) جاگنا (ہوتا ہے، لہٰذا تراویح کے بعد بھی تلاوت میں مشغول ہونا) یہ انسب نہ ہوگا۔

عرض: اس وقت نوافل نماز نہیں پڑھی جاتیں تکان ہوتا ہے۔

ارشاد: کیا ضرورت سحری سے قبل یا بعد میں (صرف ایک مرتبہ کافی ہے)

عرض: نصف شب کے قریب سوجاتا ہوں نیند کا غلبہ زیادہ ہوتا ہے۔

ارشاد: (اتنا زیادہ جاگنا) یہ تو ٹھیک نہیں۔

عرض: دل چاہتا ہے کہ کم از کم طاق راتوں میں تمام شب بیداری ہوسکے۔

ارشاد: ہرگز نہیں۔

عرض: لیکن دو تین گھنٹے سوئے بغیر بشاشت نہیں ہوتی۔

ارشاد: دن ورات میں چھ گھنٹے پورے کرتے جائیں۔

عرض: تقریباً تین بجے شبِ تہجد کی آٹھ رکعتیں پڑھتا ہوں۔ پوری یٰسین شریف، پھر دو رکعتوں میں تین مرتبہ **قل ھو اللہ** شریف، شاید ''امدادالمشتاق'' کتاب میں پڑھا تھا کہ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی **رحمۃ اللہ علیہ** کا تہجد میں آخر عمر میں قرأت کا یہی معمول تھا۔

ارشاد: اپنی اپنی صحت (کے مطابق) اور بذوق ہوتا ہے کیا آج کل صحت اور قویٰ وہ ہیں؟

عرض: بعد تہجد دوازدہ تسبیح، فجر کی اذان کے بعد سنتیں گھر پر پڑھ کر مسجد جاتا ہوں، جب تک جماعت کھڑی ہو، ۴۱ بار الحمد شریف اول آخر درود شریف کا ورد ہے اگر اس وقت موقع نہیں ملتا تو پھر امام کی دعا کے بعد یہ وظیفہ پورا کرتا ہوں۔

ارشاد: مناسب ہے۔

عرض: علاوہ ازیں بعد صلوٰۃِ فجر، تین مرتبہ **بسم اللہ الذی لایضر مع اسمہ شئ فی الارض ولافی السماء وھوالسمیع العلیم** پڑھتا ہوں پھر سورہ حشر کی آخری آیتیں۔ اس سے قبل **اعوذ باللہ السمیع العلیم** تین بار، بعدہٗ **حسبی اللہ لا الہ الا ھو علیہ توکلت وھورب العرش العظیم** سات بار، اس کے بعد تینوں قل تین تین بار، ایک تسبیح **سبحان اللہ والحمد للہ ولاالہ الااللہ واللہ اکبر**۔

ارشاد: اسی (آخری) تسبیح میں واللہ اکبر کے بعد لاحول ملالیں۔

عرض: ایک تسبیح **سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم** ایک تسبیح **استغفار یعنی**

استغفر اللہ العظیم الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم۔

ارشاد: سبحان اللہ العظیم کے ساتھ ہی اسی میں یہ استغفار ملا لیں۔

عرض: ایک تسبیح درود شریف ایک تسبیح کلمہ طیبہ۔

ارشاد: کلمہ طیبہ (کے آخر) میں درود شریف ہے چند دفعہ لا الہ الا اللہ کہہ کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملا لیا۔

عرض: ایک تسبیح لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

ارشاد: اوپر پہلی تسبیح کے ساتھ لکھدیا۔اور یہ سب تسبیحات بعد عشاء مناسب ہیں۔

عرض: مناجات مقبول کی ایک منزل، زادُ السَّعید۔

ارشاد: زاد السعید کبھی کبھی۔

عرض: پھر قرآن پاک کی تلاوت جتنی بھی ہو سکے، اشراق کی نفلیں، کبھی کبھی چاشت کی نفلیں۔

ارشاد: طلوعِ شمس کے دس پندرہ منٹ بعد تک تلاوت پھر اشراق، اشراق کے بعد چاشت پڑھ لیں۔

عرض: ظہر سے قبل حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ وملفوظات کا مطالعہ اور دیگر دینی کتابیں، آپ کی مجالس وملفوظات اور شریعت وتصوف وغیرہ، نمازِ عصر کے بعد اول ایک تسبیح لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین پھر وہی فجر کے بعد کی چار تسبیحات۔

ارشاد: یہ تسبیحات (کرنے کی ضرورت) نہیں۔

عرض: اور تلاوت کلام پاک۔

ارشاد: (اس وقت تلاوت کی ضرورت) نہیں۔بس دو چار رکوع۔ بلکہ اس وقت ٹہلنا اور ٹہلتے ہوئے درود شریف یا کلمہ شریف۔

عرض: بعد مغرب اوابین کی چھ رکعتوں میں سورہ واقعہ پڑھتا ہوں بعد عشاء سورہ ملک کی تلاوت سونے سے قبل بلا تعداد کچھ استغفار، کلمہ طیبہ، درود شریف کی توفیق ہو جاتی ہے۔

ارشاد: ان اذکار کے بارے میں پیچھے لکھدیا بعد عشاء۔ وھاں آگئے۔

عرض: حصار کی آیتیں جس میں آیۃُ الکرسی، سورہ بقرہ کی آخری آیتیں، سورہ آلِ عمران کی آیتیں، سورہ ملک، چاروں قل تین تین بار پڑھ کر سوجاتا ہوں۔ باقی اوقات میں چلتے پھرتے یا لیٹے بیٹھے ذکر کرتا ہوں کوئی تعداد متعین نہیں ہے۔ بندہ کو معمولات کہتے ہوئے بھی شرم محسوس ہوتی ہے۔

ارشاد: نعمتِ الٰہی شکر اَللّٰہ۔

عرض: حضرت دعا کردیں کہ بقیہ زندگی کے شب وروز صحیح معنی میں مثل ایک مؤمن کے بن جائیں۔

ارشاد: بنے رہیں بتقوائے طاعتِ کاملہ ظاہرہ وباطنہ بموضوع سلوک بملکہ اخلاق حمیدہ ”تخلقوا باخلاق اللہ وصفۃ اللہ“ اور بزوالِ اخلاق ذمیمہ بزینتِ ذکرُ اللہ ذکر لسانی وقلبی مشاھدہ۔

عرض: بندہ کی نیت وعمل میں اخلاص پیدا ہوجائے۔

ارشاد: قائم رہے۔

عرض: اجتنابِ معصیت کی توفیق ہوجائے۔

ارشاد: توفیق مدام رہے۔

عرض: امسال ماہِ صیام میں الحمدللہ زیادہ وقت مسجد کی حاضری میں گزرا۔

ارشاد: باادائے حقوقِ متعلقین وامورِ متعلقہ۔

عرض: بطور تشکر الی اللہ وتحدیثِ نعمت عرض ہے کہ کئی ماہ سے بتوفیق ربِ ذوالجلال والاکرام تکبیر اولیٰ جماعت کے ساتھ نصیب ہوتی ہے۔

ارشاد: بیحد سرور ہوا، صد مبارک اللہ تعالیٰ مدام استقامت سے نوازیں۔

عرض: بندہ کا دل مسجد میں زیادہ لگتا ہے گھر سے اُچاٹ رہتا ہے۔

ارشاد: لیکن حقوق ملحوظ رہتے ہیں۔

عرض: دنیا کی باتوں سے وحشت ہوتی ہے۔

ارشاد: لیکن ہیبت نہیں ہوتی۔

عرض: اپنے اہل وعیال بالخصوص اولاد کے معاشرے کو دیکھ کر دل کڑھتا ہے۔

ارشاد: یہ تو حلاوتِ ایمان کی دلیل ہے۔

عرض: اگر منکرات پر ٹوکتا ہوں تو فرار اختیار کرتے ہیں، ان کی مستورات بُرا مانتی ہیں، بس دعا کرتا ہوں کہ اللہ ان کی حالت بدل دے، آمین۔

ارشاد: لیکن ان پر بُری حقارت کی نظر نہیں، شفقت، دعا برابر، ملائمت، ملاطفت، تعدی نہیں۔

عرض: آپ بھی خصوصی دعا کردیں، آپ کا خادم، محمد قیصر عفی عنہ۔

ارشاد: اللہ تعالیٰ بے چاروں کو استقامت سے نوازیں۔

☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺

مکتوب نمبر (۲۰)

(مؤرخہ ۷ رذیقعدہ ۱۴۱۱ھ)

عرض: مخدومی ومعظمی حضرت اقدس دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ارشاد: مکرم زید مجدھم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عرض: گزشتہ عریضہ میں بندہ نے اپنے معمولات تحریر کئے تھے، حضرت نے اس پر جو ھدایات نشان لگا کردی ہیں الحمدللہ ان پر عمل شروع کردیا ہے۔

ارشاد: یہ عظمتِ طریق کی دلیل ہے، مبارک ہو۔

عرض: استقامت کی دعا کردیں۔

ارشاد: استقامت پر اقامت بتوفیقہٖ تعالیٰ مدام۔

عرض: اپنی حالت کا جائزہ لیتا رہتا ہوں۔

ارشاد: یہ اصولِ سلوک ہے۔

عرض: اطمینان کا تو خیر سوال ہی نہیں۔

ارشاد: اس لئے کہ الحمد للّٰہ تعالیٰ اطمینان ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے مؤمن کے لئے اطمینان کا۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُھُمْ بِذِکْرِاللّٰہِ. اَلَا بِذِکْرِاللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ، ایمان بھی موجود، اور ذکراللہ بھی موجود، اطمینان موجود باستحضارِ عظمتِ جلال و جمال۔

عرض: ایک خلش برابر رہتی ہے کہ خود کو اگر بظاہر بتکلف در باب تفعُّل متقی ومقدس بنالیا تو کیا؟ جب تک کہ اپنے علم وعمل سے جیسا بھی کم سے کمتر بلکہ برائے نام بفضل رب حاصل ہے اور اپنے بزرگوں کی برکت وتوجہ سے امر بالمعروف ونھی عن المنکر کی اجازت بھی ہے دوسروں تک نہ پہنچایا جائے بالخصوص اپنے اہل وعیال واہلِ خاندان کو تعلیم وتلقین نہ کی جائے۔

ارشاد: طلب پر پہنچایا جاوے، اور بلا طلب بامید، خصوص اہل وعیال کو برفق وشفقت برابر بقولِ حسن۔

عرض: حضرت والا حکیم الامت رحمہ اللہ ونور اللہ مرقدہٗ نے حیٰوۃ المسلمین میں علمِ دین کے حصول کو ہر مسلمان کے لئے فرض عین قرار دیا ہے اور اس کے حصول کا طریقہ بھی بتادیا ہے۔

ارشاد: خواہ پڑھ کر یا سن سن کر یا پوچھ پوچھ کر عربی میں یا فارسی میں یا اردو میں معتبر کتابوں سے۔

عرض: اس پر عمل شروع کیا ہے حضرت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ استقامت اور کامیابی عطا فرمائیں۔

ارشاد: آمین۔

عرض: اس سلسلہ میں اگر جناب مزید ہدایات دورِ حاضرہ اور موجودہ گھریلو ماحول ومعاشرہ کے پیشِ نظر مناسب خیال فرمائیں تو مطلع فرمائیں، انشاء اللہ تعالیٰ حکم کی تعمیل کروں گا۔

ارشاد: اس کا طریق حیٰوۃُ المسلمین میں میرے حضرت نور اللہ مرقدہٗ نے فرمادیا۔ اب احقر کیا عرض کرسکتا ہے۔

عــــرض : نماز اور غیر نماز یا ذکر و تلاوت وتسبیحات وغیرہ کے دوران جو نفسانی خیالات ووساوس آتے ہیں اس میں اختیاری اور غیر اختیاری کا مسئلہ تو بندہ کو معلوم ہے لیکن جس مقام پر دشواری پیش آتی ہے وہ دونوں حالتوں کا فرق ہے مابہ الامتیاز اپنی فہم ناقص میں نہیں آیا۔ مثلاً دورانِ صلوٰۃ یہ خیال آیا اور اس میں قدرے قصد وارادہ کو بھی دخل تھا کہ گھر جا کر فلاں کام کرنا ہے صرف چند لمحے کے لئے ذھول بھی ہوگیا لیکن نماز ختم ہونے سے قبل تنبہ ہوگیا کہ یہ حدیثِ نفس ہے چنانچہ اس خیال کو ترک کر دیا اور توجہ الی اللہ کا قصد کر لیا، اگر خیالات ووساوس کا حدوث بالقصد ہوا لیکن دوران خیالات یا قبل ختم صلوٰۃ تنبہ ہوگیا جس کے نتیجہ میں خیالات کو ہٹا کر توجہ الی اللہ قائم کر لی تو کیا یہ امر غیر اختیاری تصور ہوگا یا اختیاری اور کیا یہ صورت خلافِ خشوع وخضوع فی الصلوٰۃ ہوگی؟

ارشـــــاد: خضوع نام ہے ارکان کو آداب کے ساتھ ادا کرنے کا اور وہ متفرع ہے خشوع بالقصد پر، پس جب خضوع ہے تو بالقصد خشوع بھی ہے اب جو خیالات ہیں وہ باہری ہیں قصد کے ساتھ خداع ہوجاتا ہے جیسے مکھی آئینہ پر ناواقف یہ سمجھتا ہے کہ وہ اندر ہے۔

عــــرض : بندہ کو یہ معلوم ہوا تھا کہ رمضانُ المبارک سے قبل حضرت کی طبیعت بہت زیادہ خراب ہوگئی تھی حتیٰ کہ ملاقاتیں بھی بند ہوگئیں تھیں۔

ارشاد: شہرت میں غلو ہوگیا تھا اور بھی دوسرے ملکوں تک اس کی خبر ہوگئی، خطوط آئے۔

عرض: لیکن بحمداللہ ،بفضل رب پھر افاقہ ہوگیا تھا اللہ تعالیٰ نے روزے اور تراویح پورے کرادیے تھے۔

ارشاد: الحمدللہ تعالیٰ۔

عرض: آج کل حضرت کی طبیعت کیسی ہے۔

ارشاد: اچھی ہے الحمدللہ تعالیٰ، کافی ضعف ہے۔

عرض: اللہ تعالیٰ جناب کو کامل شفاء اور صحتِ مستمرہ عطا فرمائے۔

ارشاد: آمین۔

عرض: ضعف ونقاہت کوتوانائی سے بدل دے۔آمین۔

ارشاد: آمین۔

عرض: اللہ تعالیٰ ہندوستان کے تمام مؤمنین ومؤمنات اور مسلمانوں کی حفاظت فرمائے۔

آپ کا خادم محمد قیصر عفی عنہ۔

ارشاد: آمین یہ محبت یہ دعا، جزاکم اللہ تعالیٰ خیرالجزاء۔

☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺

مکتوب نمبر (۲۱)

(مؤرخہ ۱۲/ذیقعدہ ۱۴۱۱ھ)

عرض: مخدومی ومعظمی حضرت اقدس دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

ارشاد: مکرم زید مجدھم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

عرض: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ بندہ مع اہل وعیال بخیریت ہے۔

ارشاد: دل مسرور ہوا۔

عرض: ایک عریضہ چندروز قبل روانہ کرچکا ہوں۔

ارشاد: جواب دیا گیا۔

عرض: گذشتہ شب تہجد سے قبل بندہ کو بحمد اللہ سرور کائنات سرکار دوعالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت خواب میں نصیب ہوئی۔

ارشاد: صدمبارک۔

عرض: اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ۔

ارشاد: بیحد سرور۔

عرض: ایک مقام ہے جہاں چہار طرف رونق اور چہل پہل ہے صلحاء اور نیک لوگوں کا مجمع ہے یہ کہا جارہا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہوکر دوبارہ دنیا میں تشریف لے آئے ہیں لوگ جوق درجوق زیارت کے لئے حاضر ہورہے ہیں بندہ بھی مواجہہ شریف میں حاضری دیتا ہے

روئے مبارک کا بصد شوق وادب لذتِ دیدار سے مشرف ہوتا ہے حضور کی شبیہ مبارک ہنوز آنکھوں میں محفوظ ہے یہ بھی خوب یاد ہے کہ حضور کی نظرِ کرم بندہ پر بہ لطفِ کرم وعنایت پڑی ہے پھر ارشاد فرمایا ''تو مدینہ آ، ہم تجھے ملازمت دینگے'' یہ دوفقرے اردو زبان میں فرمائے حضرت اس خواب کی تعبیر سے مستفید فرمائیں۔

ارشاد: بندہ کو تعبیر سے کوئی خاص مناسبت نہیں۔

عـــرض: کیا خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان واجبُ العمل ہے؟ ملازمت سے کیا مراد ہے؟

ارشاد: تعبیر خواب کی اس کے لئے موضوع ہے جس کو خواب کی صورت اور اس کے معانی سے مناسبت ہوتی ہے، جیسے کسی نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شاہی لباس میں تشریف لانا دیکھا اس کی تعبیر اور ہے اور سادہ لباس میں دیکھنا تعبیر اور ہے جیسے خواب میں اپنی ماں کے ساتھ مباشرت میں دیکھنا یہ صورت بدنما اور ہے اور معانی حقیقت اور ہے، ہوسکتا ہے مدینہ تجلی جمال میں آنا اور ملازمت مراد التزام تقویٰ باتباعِ سنت۔[1]

عرض: قطع نظر اس خواب کے بندہ کا پہلے سے یہ قصد بھی تھا کہ امسال ماہِ ربیع الاول یا ربیع الثانی میں عمرہ اور زیارت کے سفر پر جائے آج کل حج کے ایام ہیں لہٰذا فوری سفر ممکن نہیں حکومت کی طرف سے پابندیاں ہیں۔

ارشاد: بسہولت حالات مقتضیاتِ سفر ہوں نیت ادا فرمالی جائے۔

عرض: یہ بھی ممکن ہے کہ خواب میں جو شکل دیکھی ہے وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کے چہرۂ انور کی نہ ہو بلکہ ایک لطیفہ غیبی بشکل مانوس نظر آیا ہو، کیونکہ سیرت کی کتابوں میں جو حلیہ مبارک پڑھا ہے بعینہٖ وہ شکل نہیں تھی۔

ارشاد: اس وہم سے خالیُ الذھن۔

---

[1] مشائخِ کاملین خواب اور خیال سے زیادہ اعمال پر اپنی توجہ کو مرکوز رکھتے ہیں، اور خواب کو اتنی اہمیت نہیں دیتے لیکن خواب کا جو درجہ اور حقیقت ہے، اس کا انکار بھی نہیں فرماتے؛ حضرت والا رحمہ اللہ نے اپنے مذکورہ ارشاد میں اس کی پوری رعایت فرمائی ہے۔ محمد رضوان؛ ۱۵/ ربیع الاول ۱۴۲۸ھ

عرض: بہر حال اول تو ہم جیسوں کا خواب ہی کیا، پھر اس میں اپنے اختیار کو دخل نہیں، لہٰذا موجبِ ثواب نہیں ہے، امرِ غیر اختیاری ہے اگر منام مبشرات سے تعبیر کیا جائے تو اپنے اکابر کے فیض وتوجہ کی برکت ہے۔

ارشاد: بفضلہٖ تعالیٰ۔

عرض: بندہ ہر حال میں ناکارہ ونااہل ہی ہے۔

ارشاد: بالذات تو انسان ایسا ہی ہے فضل الٰہی بفیضانِ الٰہی باکارہ بااہل ہوتا ہے۔

عرض: آپ سے اپنے حق میں خصوصی دعاؤں کا طالب ہوں۔

ارشاد: اللہ تعالیٰ خیر تمنائیں بخیر پوری فرمائیں۔

عرض: فقط والسلام آپ کا خادم احقر العباد محمد عشرت علی خان قیصر عفی عنہ۔

ارشاد: خادم تو بندہ ہے کہ توفیقِ الٰہی سے خدمتِ خلق کی توفیق دی ہے، الحمد للہ تعالیٰ علیٰ احسانہٖ۔

☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺

مکتوب نمبر (۲۲)

(مؤرخہ ۵؍ذیقعدہ ۱۴۱۱ھ)

عرض: مخدومی ومعظمی حضرت اقدس دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

ارشاد: مکرم زید مجدھم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

عرض: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ بندہ مع اہل وعیال خیریت سے ہے۔

ارشاد: خیریت معلوم ہو کر دل مسرور رہوا۔

عرض: گزشتہ شب خواب میں حضرت والا حکیم الامت مجد دِملت نور اللہ مرقدہٗ کی زیارت سے مشرف ہوا، خواب کی تفصیل اس وقت یاد نہیں ہے۔ البتہ اجمالاً اتنا خوب یاد ہے کہ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے سلوک وتصوف کے نکات ارشاد فرمائے، نیز جو کچھ بندہ نے عرض کیا اس کی تصویب بنظرِ استحسان فرمائی، بندہ کی ملاقات سے حضرت والا رحمہ اللہ کے چہرہ پر جو مسرت

وبشاشت کے آثار ہیں وہ میرے ذہن میں محفوظ ہیں ۔ مندرجہ ذیل کلمات بھی خوب ہنوز یاد ہیں: بندہ نے عرض کیا میں حضرت کی زیارت کے لئے آیا ہوں اس پر مسرور ہوئے ، پھر میں نے عرض کیا کہ میں آپ سے بیعت ہوں اور اب حضرت مولانا شاہ مسیح اللہ صاحب سے اصلاح لیتا ہوں ، یہ سن کر بہت خوش ہوئے اس سلسلہ میں چند کلمات ارشاد فرمائے جو میں بھول گیا۔ الحمدللہ اکثر حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی خواب میں زیارت ہوتی رہتی ہے۔

ارشاد: توافقِ مناسبت بزیادتِ طمانیتِ قلب بتوجہ روحانی مبارک۔

عرض: بندہ کا مدت سے یہ معمول ہے کہ حضرت والا کو یٰسین شریف کی تلاوت کر کے ایصالِ ثواب کرتا رہتا ہے۔

ارشاد: وصل ہوتا رہتا ہے۔

عرض: حضرت دعا کر دیں کہ اللہ تعالیٰ بندہ کو حضرت والا کا فیض نصیب کرے اور تادمِ آخر حضرت کے سلسلہ کی اشاعت وخدمتِ دین میں لگائے رکھے۔

ارشاد: آمین۔

عرض: جناب کی اصلاح وتوجہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ بندہ کی نفس وشیطان کے اغواء ومکائد سے حفاظت فرمائے۔

ارشاد: آمین۔

عرض: میرے اور میرے اہلِ خانہ واولاد وجملہ متعلقین کا خاتمہ کامل ایمان پر اللہ تعالیٰ نصیب کرے۔

ارشاد: آمین، اللہ تعالیٰ یہ خیر تمنائیں بخیر پوری فرمائیں۔

عرض: اللہ تعالیٰ حضرت کو صحت وتوانائی وشفاءِ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے اور درجاتِ رافعہ سے نوازے آمین۔ فقط والسلام آپ کی خصوصی دعاؤں کا محتاج احقر العباد محمد قیصر عفی عنہ۔

ارشاد: یہ مبارک زبان اللہ تعالیٰ مبارک فرمائیں۔

☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺
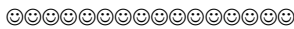
مکتوب نمبر (۲۳)

(مؤرخہ ۱۹/ذی الحجہ ۱۴۱۱ھ)

عرض: مخدومی و مشفقی و محبی حضرت اقدس دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

ارشاد: مکرم زید مجدھم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

عرض: حضرت کے دونوں گرامی نامے موصول ہوگئے، بندہ کے استفسار پر حضرت نے خضوع خشوع اور تعبیر خواب سے متعلق جو تشریح فرمائی، الحمدللہ دونوں مسئلوں پر شرح صدر ہوگیا۔

ارشاد: یہ حسن عقیدت عظمتِ طریق کی علامت ہے، اَللّٰھُمَّ زِدْفَزِدْ۔

عرض: اطال اللہ بقائکم و نفعنابہٖ. (اللہ تعالیٰ آپ کی عمر دراز فرمائیں اور ہمیں اس سے نفع بخشیں)

ارشاد: آمین۔

عرض: بتوفیقِ ربِّ ذوالجلال اور ''بفیضِ مولوی ومعنوی اشرف علی قدس اللہ سرہٗ ونور اللہ مرقدہٗ۔ ورحمہ اللہ'' کے مواعظ وملفوظات، تربیتُ السالک ودیگر تصانیف بندہ کے زیرِ مطالعہ ہیں۔

ارشاد: یہ ذوقِ مطالعہ اکابر کی سنتِ مبارک ہے، ہمارے اکابر مطالعہ ضرور فرماتے رہتے تھے، میرے حضرت نوراللہ مرقدہٗ کے سامنے دو ایک کتابیں رہتی تھیں۔

عرض: اس لئے قدرے الحمدللہ اتنی سمجھ بوجھ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمادی ہے کہ اپنے مرشد کامل کے مسلک اور ذوق کی نشاندہی نصیب ہوگئی ہے۔

ارشاد: کیا آنمکرم حضرت حکیمُ الامت مجدِدُالملۃ سے بیعت ہیں؟

عرض: جناب کی تحقیقات بعینہٖ حضرت حکیم الامت مجددِ ملت رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات محسوس ہوتے ہیں، اَللّٰھُمَّ زِدْفَزِدْ۔

ارشاد: نظر اپنی اپنی، ہر مرید اپنے اپنے مصلح کو کیا کیا القابِ عقیدت لکھتا ہے۔

عرض: بندہ کی نظر میں اس دور میں جناب والا اس طریق کے محقق ومجدد ہیں۔ **اللّٰھم**

لک الحمدو لک الشکر۔

ارشاد: کیا محقق؟ بس اپنے حضرت کے سنے سنائے الفاظ بندہ نقل کر دیتا ہے، مجددیت کی بات ہی کہاں؟ توبہ توبہ دیکھئے! وہ بات جو احقر نے اوپر لکھی ہے سامنے آ گئی، اپنے اپنے مصلح کو، شیخ کو کیا کیا القاب دیتے ہیں آپ نے کیا جملہ استعمال فرمایا "محقق، مجدد، بندہ نہایت محجوب (شرمسار) ہوا، بعض صاحبان القاب زیادہ لکھتے ہیں، مثلاً شیخ الحدیث، حافظ، بندہ لکھدیتا ہے نہ حافظ ہوں نہ شیخ الحدیث اور بھی کچھ اور الفاظ لکھدیتے ہیں، بندہ کاٹ دیتا ہے۔

عرض: بعض اوقات بندہ پر ضعف ونقاہت کا اس قدر غلبہ ہوتا ہے کہ عشاء کی نماز خشوع وخضوع کے ساتھ پڑھنا دشوار ہو جاتا ہے۔

ارشاد: نہ زور لگانا ہو، نہ دشوار ہو جانا، سرسری نظر، دوگنا اجر۔

عرض: بوجہ ضعف واضمحلال تہجد بھی بایں سبب ناغہ ہو جاتا ہے، بالخصوص آج کل گرمیوں میں جبکہ راتیں چھوٹی ہوتی ہیں۔

ارشاد: کیا عشاء کے وقت ادا نہیں کی جاتیں، وہ ادا کرنا بس موجود ہے، پھر ملال کہاں؟

عرض: یہ محض اللہ تعالیٰ کا جناب پر خاص فضل ہے جو بصورتِ کرامت میری نظر میں ہے کہ باوجود اس قدر ضعف وناتوانی وعلالت کے اللہ تعالیٰ حضرت سے خدمتِ خلق، اصلاحِ اعمال، مجالسِ رشد وھدایت، تلقین وتعلیم اور سلوک کے مشکل مسائل کا حل کرنا، سالکین ومریدین کے بڑھتے ہوئے کثیر تعداد مکتوبات کا بقلمِ خود جواب تحریر فرمانا، بلا ریب! یہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہمت اور روحانی قوت کا نتیجہ ہے، اللہ تعالیٰ حضرت کو تا حیات بشمولِ ترقیِ باطن ودرجاتِ جسمانی وروحانی قوت وتوانائی دین کا کام لیتا رہے اور اجرِ عظیم عطا فرمائے۔

ارشاد: اللہ تعالیٰ یہ مبارک زبان مبارک فرمائیں۔

عرض: بندہ صدق دل سے دعا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

ارشاد: جزاکم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔

عرض: اور تو کوئی خدمت نہیں کرسکتا، البتہ دعا ضرور کرتا ہوں۔

ارشاد: اس سے اعلیٰ خدمت کیا ہوسکتی ہے۔

عرض: حضرت دعا کردیں کہ اللہ تعالیٰ حسنِ خاتمہ نصیب کریں "دمِ آخر دمِ فارغ مباش" کا مصداق رہوں، حضرت میرے واسطے خاص طور سے استقامت وحسن خاتمہ کی دعا کردیں۔ فقط والسلام، احقر محمد عشرت علی خان قیصر عفی عنہ۔

ارشاد: بتوفیقِ الٰہی یہ اعمال صالحہ اور حسن اخلاق خاتمہ پر حسنِ خاتمہ ہی ہے، بفضلِ الٰہی، نظر فضل پر ہے، نہ عبادت پر۔

☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺
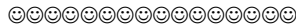
مکتوب نمبر (۲۴)

(ماہِ محرم ۱۴۱۲ھ)

عرض: مخدومی ومشفقی ومحبی حضرت اقدس دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

ارشاد: مکرم زید مجدھم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

عرض: حضرت سے معافی کا خواستگار ہوں احقر سے سخت غلطی سرزد ہوگئی (کہ القاب حضرت کے مزاجِ طبع کے خلاف لکھ دیے) بندہ قصوروار ہے، جناب والا دل سے معاف فرمائیں، انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ بجائے جوش کے ہوش سے کام لوں گا۔

ارشاد: وہ صاف دل سے معذرت پیش کی تھی۔

عرض: حضرت کے جوابات دررفع اشکالات پڑھ کر ایسا جوشِ محبت اٹھا کہ حدودِ ادب سے باہر ہوگیا اور ایسے القاب لکھ گیا کہ جن سے حضرت کو تکلیف ہوئی، بندہ کو اس کا بہت قلق اور رنج ہے کہ میری نالائقی اور جہالت سے حضرت کو محجوب ہونا پڑا۔

ارشاد: وہ آپ کی طبیعت کے رنگ کا ظہور، بندہ کا یہ حجاب زنگ کا ظہور۔

عرض: اللہ تعالیٰ حضرت کو تاحیات صحت وعافیت ترقی درجات قوت وتوانائی اور کمالِ ایمان عطا فرمائے حکیم الامت حضرت والا نور اللہ مرقدہٗ کے ذوق ومسلک اور تعلیم وتربیت واصلاح کا کام اللہ تعالیٰ جناب سے خوب خوب لے اور آپ کی خدمتِ دین کو شرفِ قبولیت بخشے آمین۔

ارشاد: اللہ تعالیٰ آپ کی مبارک زبان مبارک فرمائیں۔

عــرض: حضرت نے بندہ سے دریافت فرمایا ہے کہ کیا حضرت حکیم الامت مجدد الملۃ رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوں الحمدللہ بندہ کا جواب اثبات میں ہے،حقیقتاً صدق دل سے عرض کررہا ہوں کہ یہ نعمتِ عظمیٰ مجھ بندہ حقیر و ناچیز کو محض اللہ کے فضل و کرم سے بلا استحقاق نصیب ہوگئی۔

ارشاد: بندہ کو غایتِ سرور ہے کہ احقر کے پیر بھائی قیصر میں بندہ کا داخلہ ہوا۔ [1]

عرض: لیکن افسوس۔وائے قسمت کہ قدر نہ کی اور وقت غفلت میں گزار دیا۔

ارشاد: اسی قدر ہی کی یہ قدر ہے کہ شغل بحق ہے۔

عرض: چہ سود از رہبر کامل تہید ستانِ قسمت را۔خضر از آب حیوان تشنہ می آرد سکندر را۔

ارشاد: یہ سلوک کا سفر خضر ہی ہے۔وصل بحق۔

عرض: حضرت سے استدعا ہے کہ بندہ کے حق میں دعائے خیر کردیں اللہ تعالیٰ حضرت والا قدس سرہٗ کا فیض عطا فرمائے۔آمین............احقر قیصر ناکارہ۔

ارشاد: یہ ارمان مبارک۔ثم آمین۔

☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺

مکتوب نمبر (۲۵)

(مورخہ ۲۲/محرم ۱۴۱۲ھ)

عرض: مخدومی و معظمی حضرت اقدس دامت برکاتہم ،السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

ارشاد: مکرم زید مجدھم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

عرض: تقریباً دو ماہ موسم گرما کوہ مری پر قیام رہا بوجہ حدت خون بقول معالج بندہ کو گرمیوں

---

[1] حضرت جلال آبادی رحمہ اللہ کو حضرت نواب صاحب دامت برکاتہم کے حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے ساتھ بیعت کا معلوم ہونے سے کس قدر سُرور محسوس ہوا، وہ حضرت کے الفاظ سے ظاہر ہے؛ نیز حضرت جلال آبادی رحمہ اللہ کی طرف سے حضرت نواب صاحب دامت برکاتہم کو پیر بھائی کا خطاب ملنا بھی کس قدر مسرَّت کا مقام ہے،اور پھر حضرت نواب صاحب کے نام کی مناسبت سے قیصر بمعنیٰ ''محل'' کے الفاظ سے تعبیر علمِ بلاغت کے فن کا شاہکار ہے۔محمد رضوان؛ ۱۵/ربیع الاول ۱۴۲۸ھ

میں خارش ودیگر عارضے لاحق ہوجاتے ہیں، الحمدللہ تعالیٰ پہاڑ پر صحت بہت اچھی رہی اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ ۔ صحت کی غرض سے اکثر نقل مکانی گاہے گاہے کرتا رہتا ہوں اور یہ نیت کرلیتا ہوں کہ اس طرح اللہ تعالیٰ بندہ کو حسن عبادت کی توفیق عطا فرماویں اور ذکر وشکر میں بشاشت نصیب ہوجائے

ارشاد: یہ منتقلی تو عین عبادت ہے کہ صحت کا لحاظ شرعاً فرض ہے۔

عرض: حضرت سے بندہ کی ایک درخواست ہے کہ ایک چلہ (چالیس دن) جلال آباد میں حضرت کی خدمت میں گزاردے حضرت کے در دولت کے قرب وجوار میں کوئی مکان کرایہ پر مل جائے گا، خورد ونوش کا اپنا انتظام ہوگا۔ اگر ضرورت ہوئی تو باغپت سے کوئی ملازم آجائے گا، اگر حضرت نے بندہ کی یہ درخواست منظور فرمالی تو انشاء اللہ تعالیٰ وقت کا تعین بعد میں کرلیا جائے گا بشرطیکہ حالات آمدورفت اور قیام کے سازگار رہے۔ فقط والسلام احقر محمد عشرت علی خاں قیصر عفی عنہ

ارشاد: بندہ کا فہم قاصر ہے کہ قیصر میں کیا کسر ہے کہ سفر ہو۔ زبان ذاکر دل شاکر۔ بس۔

جَمَالُکَ فِیْ عَیْنِیْ وَحُبُّکَ فِیْ قَلْبِیْ وَذِکْرُکَ فِیْ فَمِیْ فَاَیْنَ تَغِیْبُ

(ترجمہ: آپ کا جمال میری آنکھوں میں ہے، اور آپ کی محبت میرے دل میں ہے، اور آپ کا ذکر میرے منہ میں ہے پس آپ کہاں غائب ہوسکتے ہیں، ترجمہ از طرف مرتب)

☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺
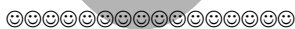
مکتوب نمبر (۲۶)

(مؤرخہ ۲۴/صفر ۱۴۱۲ھ)

عرض: مخدومی ومعظمی حضرت اقدس دامت برکاتہم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

ارشاد: مکرم زید مجدھم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

عرض: الحمدللہ بندہ مع اہل وعیال خیریت سے ہے۔

ارشاد: خیریت معلوم ہوکر مسرت ہوئی۔

عرض: اللہ تعالیٰ حضرت کو بھی شفاءِ کاملہ، عمدہ صحت وتندرستی اور توانائی عطا فرمائے نیز یوماً

فیوماً ظاہری وباطنی ترقی میں اضافہ فرمائے، آمین۔

ارشاد: بندہ بفضلہٖ تعالیٰ بخیر ہے، اللہ تعالیٰ آپ کی مبارک زبان مبارک فرمائیں۔

عرض: کیا صورت ہو کہ بیداری کے فارغ اور مشغول اوقات میں غیر اللہ یا ماسویٰ کا خیال نہ آئے۔

ارشاد: سالک بیدار میں غیر ہی کہاں؟

عرض: دورانِ ذکر قلب ولسان کی باہمی توجہ اور فکری مطابقت کو پورے وقت قائم رکھنے کے لئے کیا مراقبہ کروں؟

ارشاد: مراقبہ ابتداء ہی سے ہو گیا دوسرا کیا مراقبہ۔

عرض: ذاتِ حق کا تصور کس طرح کروں؟

ارشاد: اپنا تصور عرفان سے فارغ ہو گیا، ترابی ہو گیا۔ بس اسی ذات کا تصور رہ گیا۔ تروتازہ ہو گیا، **مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ عَرَفَ رَبَّهٗ**۔ ترابی۔

عرض: ایامِ جوانی اور زمانۂ غفلت کی سیئات ومعاصی خدا کرے کہ بالکل کالعدم ہو جائیں۔

ارشاد: وہ تو کالعدم کیا عدم ہو گئے۔ نئی زندگی آ گئی۔ بے خیالی۔

عرض: جب بھی استغفار کرتا ہوں وہ مستحضر ہو جاتے ہیں ان کو کیسے فراموش کروں؟ زین شرم کہ "او" دیدچہ کردم چہ کنم۔

ارشاد: بفضلہٖ تعالیٰ بحکمہٖ تعالیٰ فراموش ہیں۔ فرمائش کیوں؟

عرض: وساوس کا ہجوم اور پراگندہ خیالات اختیاری اور غیر اختیاری بعض اوقات مشکل ہو کر سامنے آتے ہیں جس سے بندہ کو انتہائی تکلیف اور صدمہ ہوتا ہے، کبھی نماز میں یہ حالت ہوتی ہے، بالخصوص بوقتِ سجدہ کہ رؤیتِ حق الی العبد کا قرب محسوس کرتا ہوں، یہ اجتماع ضدین خیر وشر آنِ واحد میں کیسے ممکن ہے۔

ارشاد: اس طرح جس طرح نظر منظور نظر کے ہے سامنے اور کوئے گوشے چشم چشمک۔

عرض: بندہ کی عجیب غیر اطمینانی حالت ہے۔

ارشاد: الحمدللہ تعالیٰ ہے نہیں، بنالی ہے۔

عرض: حضرت اس کا مداوا کریں اور دعا بھی کریں۔ احقر محمد قیصر عفی عنہ۔

ارشاد: مداوا مرض کا ہوتا ہے۔ یہ مرض ہی نہیں۔

☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺

مکتوب نمبر (۲۷)
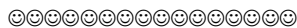
(مؤرخہ ۲۹/ ربیع الاول ۱۴۱۲ھ)

عرض: مخدومی و معظمی حضرت اقدس دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ارشاد: مکرم زید مجدھم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرض: بزمِ اشرف (رحمۃ اللہ علیہ) کا ایک اور چراغ گُل ہوگیا، حضرت مولانا شاہ فقیر محمد صاحب نور اللہ مرقدہ ۲۳/ربیع الاول صلوٰۃِ عشاء سے قبل اس جہانِ فانی سے عالمِ آخرت کو رحلت فرماگئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا مرحوم کی روح کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے، جنتُ الفردوس کا اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اعلیٰ علیین میں ان کی روح کو دارُ القرار عطا فرمائے۔ آمین بحرمۃ سید المرسلین خاتم النبیین ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم''

ارشاد: اللہ تعالیٰ جنتُ الفردوس سے نوازیں، عزیزان و متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائیں۔ کیا عجیب بات ہے صبر بھی ہو اور صبر میں جمال بھی ہو۔

عرض: حضرت مولانا کے انتقال کی خبر ملتے ہی بندہ بذریعہ ہوائی جہاز کراچی سے پشاور وقت پر بفضلہٖ تعالیٰ خیریت سے پہنچ گیا تھا۔

ارشاد: بہت خوب لحاظِ حق بایں اہتمام مبارک ہو۔

عرض: نماز جنازہ اور تدفین میں شرکت کی توفیق اللہ تعالیٰ نے عطا فرمادی، ایک مجمع کثیر نے جس میں علماء صلحاء و مدرسین اور حفاظ وائمہ مساجد کی اکثریت تھی، نماز جنازہ ادا کی تھی۔

ارشاد: تھے ہی ایسے مرجعِ خلق۔

عرض: اللہ تعالیٰ حضرت والا کو صحت وتندرستی وتوانائی عطا فرمائے عمر میں برکت اور ترقیٔ درجات نصیب کرے۔

ارشاد: جزاکم اللہ تعالیٰ خیرا لجزاء۔

عرض: بندہ کو اپنے بھانجوں پر رشک آتا ہے کہ باغپت سے جلال آباد آکر ہر جمعہ کو حضرت کی ملاقات رو بہ رو نصیب ہوتی ہے۔

ارشاد: یہ ان کی طلب نسبت ہے اللہ تعالیٰ کی خوب نشانی ہے، ان کی حسنِ عقیدت ہے۔

عرض: بندہ کو حضرت کی طرف سے مکاتبت کی جو اجازت حاصل ہے اس پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں۔

ارشاد: بندہ بھی شکر گزار ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ جیسے صاحب تقویٰ کی محبت کو بندہ کے لئے مغفرت کا وسیلہ بنائیں۔

عرض: میرے حق میں یہ دعا کر دیں کہ اللہ تعالیٰ بندہ کو صالحین کے زمرہ میں شامل فرما دیں

ارشاد: شامل رکھیں۔

عرض: اور نجاتِ کاملہ محض اپنے فضل سے عطا فرما دیں۔

ارشاد: آمین

عرض: اہلیہ، اولاد اور جملہ متعلقین بلکہ تمام احباب کے حق میں دعاءِ مغفرت کر دیجئے، جزاکم اللہ تعالیٰ خیرا لجزاء۔

ارشاد: اللہ تعالیٰ رحمتِ خاص سے نوازیں۔

عرض: جس طرح صالح اولاد کے لئے منقول ہے کہ وہ والدین کے لئے مثل باقیات صالحات ہیں تو کیا صالح مسترشدین اپنے مرشد ومصلح شیخ کامل حضرت والا حکیم الامت مجدد ملت نور اللہ مرقدہٗ کے لئے باقیات صالحات کے قبیل سے نہ ہوں گے؟

ارشاد: کیوں نہ ہوں گے۔

عرض: اس بندۂ ناچیز وحقیر کو بھی تو الحمد للہ ایک شمسُ الہدیٰ سے نسبت ہے اگر کوہِ ہمالیہ کی

چوٹی اپنی بلندی ورفعت اور عالی مرتبت پر اپنے خالق سے نسبت رکھتی ہے تو کیا ایک ذرۂ خاک اپنے خالق سے بحیثیتِ مخلوق ناز نہ کرے۔

ارشاد: شکراً للّٰہ

عرض: حضرت جب اپنی بندگی کا احساس کرتا ہوں تو آنکھوں سے اشک ہائے تشکر ٹپک پڑتے ہیں اللّٰھم لک الحمدو لک الشکر۔

فقط والسلام

احقر العباد محمد قیصر عفی عنہ

ارشاد: یہ قلبِ اوّاہ بانابت، مبارک صد مبارک۔

☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺

مکتوب نمبر (۲۸)

(مؤرخہ ۱۵/ ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ)

عرض: مخدومی و معظمی حضرت اقدس دامت برکاتہم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

ارشاد: مکرم زید مجدھم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

عرض: الحمدللّٰہ بندہ مع اہلِ خانہ بعافیت ہے۔

ارشاد: دل خوش ہوا۔

عرض: اللہ تعالیٰ کا احسانِ عظیم اور شکرِ لامتناہی کہ محض اپنے فضلِ بے پایاں کے طفیل ہم سب کو بلا استحقاق ایمان عطا فرمایا، بندہ اس ایمانِ حاصل پر بتوفیقِ رب شکرِ لسانی ادا کرتا ہے حضرت دعا کردیں کہ اللہ تعالیٰ عملی شکر کی توفیق بھی عطا فرمادیں۔

ارشاد: اللہ تعالیٰ مدام شکّاراً بنائے رکھیں۔

عرض: بندہ نے حضرت کا وعظ ''توحیدِ حقیقی'' کا مطالعہ کیا الحمدللّٰہ بے حد نفع ہوا۔ حضرت کا ہر لفظ دل میں اتر جاتا ہے اپنے گھر والوں کو سنایا کہ توحیدِ حقیقی کیا ہے۔ دعا کیجئے کہ آپ کی نصیحتوں پر ہم سب کو عمل کی توفیق نصیب ہو، آمین۔

ارشاد: اللہ تعالیٰ مدام قائم رکھیں۔

عرض: آج راشد میاں سلمہٗ یہاں سے واپس باغپت (انڈیا) جارہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو سلامتی وعافیت کے ساتھ گھر پہنچائے۔

ارشاد: بخیریت پہنچ گئے آج جمعہ کی مجلس میں بعد جمعہ تھے، جمعہ سے قبل تشریف لائے تھے

عرض: ماشاءاللہ دونوں بھائی آپ کی عنایت وشفقت اور توجہ کے باعث بفضلہٖ تعالیٰ صالح جوان ہیں حضرت سے تعلق کی بناء پر سعادت اور نورِ طاعت نمایاں ہیں اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ۔

ارشاد: بفضلہٖ تعالیٰ خاندانی سعادت مند ہیں۔

عرض: حضرت سے حسنِ خاتمہ، تاحیات سلامتیِ ایمان، صحت وعافیت اور خیر وبرکت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

احقر محمد قیصر

ارشاد: اللہ تعالیٰ ان سب خیر کے ساتھ قائم رکھیں، خیر وبرکات سے اللہ تعالیٰ نوازیں۔

☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺

مکتوب نمبر (۲۹)

(مؤرخہ ۱۴/ رجب ۱۴۱۲ھ)

عرض: مخدومی ومعظمی حضرت اقدس دامت برکاتہم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

ارشاد: مکرم زید مجدھم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

عرض: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ بندہ ہندوستان سے مع اہلیہ کے بخیر وعافیت کراچی آگیا۔

ارشاد: دل مسرور ہوا۔

عرض: بوجہ تاخیر سے حضرت کو اطلاع دینے کی معافی چاہتا ہوں۔

ارشاد: بندہ لفظِ معافی سے محجوب ہوا، یہ تو عینِ عشرت ہے کہ صاحبِ قصرِ قیصر مکاتبت فرماتے ہیں۔

عرض: جلال آباد سے واپسی میں ہفتہ عشرہ علیگڑھ میں قیام رہا چونکہ ہمشیرہ صاحبہ مدظلھا کا

قیام اس زمانہ میں بجائے باغپت کے علیگڑھ میں تھا، ایسی محبت والی بہن بندہ کے حق میں اللہ کی نعمت ہے۔

ارشاد: ادائے حق ہمشیرہ ملحوظ بڑا اجرعظیم ہے صلہ رحمی۔

عرض: اللہ تعالیٰ ان کا سایۂ عاطفت بصحت وعافیت تادیر ہمارے سروں پر قائم رکھے آمین

ارشاد: آمین۔

عرض: بندہ کا قیام حضرت کے در دولت بلکہ گنج معرفت بفیضِ رسانی خلقت، بطریق حکیم الامت مجدد ملت نہایت نافع ثابت ہوا **اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ**۔

ارشاد: یہ حسنِ عقیدت مبارک زبان اللہ تعالیٰ مبارک فرمائیں۔

عرض: لیکن یہ قلق ہے کہ جو کیفیت وانشراح وبشاشت قلبی، تعلق مع اللہ کاحظِ روحانی، شوق ذکراللہ مراقبہ فنائیت اور سب سے بڑھ کر فکر سعی تحصیل اعمال صالحہ واخلاقِ محمودہ حضرت کی خدمت ومجالست میں محسوس کرتا تھا وہ اپنے گھر کے ماحول میں پہنچ کر جاتی رہی۔

ارشاد: قیاس مع الفارق، وہ احساس بوضوح تھا اب احساس بلطیف۔

عرض: یہ تمنا ہے کہ بفضلِ رب واصل بالحق ہوکر اول وہلہ دخول جنت نصیب ہوجائے۔

ارشاد: آمین۔

عرض: حضرت بندہ کے حال پر خاص توجہ فرمائیں اور دعا کردیں کہ اللہ تعالیٰ رسوخ فی الاعمال کی توفیق مجھے بخشدیں۔

ارشاد: رسوخ فی الاعمال سے مدام نوازیں رکھیں۔

عرض: نیز وہ عمل، تدبیر بھی تجویز فرمادیں کہ یہ مقصود حاصل ہوجائے۔

فقط والسلام۔ آپ کا کفش بردار۔ احقر، محمد قیصر۔

ارشاد: تدبیر تو تدبیر، سعی خود حاصل، بتوفیقہٖ تعالیٰ ہے اس پر ترتب **فاولٰئک کان سعیھم مشکوراً** بشارت ہے **الحمدللّٰہ تعالیٰ علیٰ احسانہٖ**۔

☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺☺

مکتوب نمبر (۳۰)

(مؤرخہ ۸/ شعبان ۱۴۱۲ھ)

عرض: مخدومی و معظمی حضرت اقدس دامت برکاتہم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

ارشاد: مکرم زید مجدھم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

عرض: آج کل بندہ پرحُزن وملال کی کیفیت طاری ہے۔

ارشاد: عشرت بپابندِ شریعت، اظہارِ ملامت، استعجاب ہوا۔ بس معروفات پرنظر اور منکرات سے حذر۔ عشرت ہی عشرت ہے۔

عرض: حضرت والا حکیم الامت نور اللہ مرقدہٗ کا ایک ملفوظ مبارک ایسے موقع پر یاد آجاتا ہے کہ امور غیر اختیاری پرحزن وملال سے ترقی نصیب ہوتی ہے۔ **الحمدللّٰہ تعالیٰ** عبادت میں بدستور شوق اور معمولات میں بفضلہٖ تعالیٰ مداومت ہے، قبض کی حالت نہیں ہے۔

ارشاد: خلوص اختیاری، صدق اختیاری، رضائے الٰہی کی نیت کے خلاف نہ ہونا یہ اخلاص ہے اور صدق، عمل کو اس کے آداب سے ملحوظ ہوکر ادائیگی یہ صدق ہے، بس الحمدللہ تعالیٰ حاصل ہے شکراً للّٰہ معمول غیر اختیاری ترک ہوگیا عجب وکبر، جڑ گئی، نظر برحق۔

عرض: لیکن چونکہ احقر ہنوز سالک مبتدی کیا بلکہ ناکارہ وناا ہل اور غافل غلام ہے، طریق کی ابھی ہوا بھی نہیں لگی، نہ ریاضتیں ہیں، نہ مجاھدے اور نہ اب اس کی ہمت وطاقت بوجہ ضعف وازدیادِ عمر۔

ارشاد: مطلوب استقامت ہے نہ مجاھدہ و نہ ریاضت، (اور وہ) بحمداللہ تعالیٰ حاصل، حمداً للّٰہ۔

عرض: بس حسرت ہی حسرت باقی ہے ع جوانی گئی زندگانی گئی۔

ارشاد: زندگی جوانی والی گئی، اعضاء ڈھیلے ہوگئے، اور طالبِ حق تو ہر وقت حیات بشاشت میں ہے، بفضلہٖ بکرمہٖ تعالیٰ زندگی بنی، گئی نہیں اللہ تعالیٰ ہمیں کام میں لگائے رکھیں، کاوش سے بچائے رکھیں سکون یہی ہے۔

عرض : جب سے حضرت کے ملفوظات میں صدق واخلاص کی تشریح کا مطالعہ کیا ہے تو اپنے کسی عمل میں یہ بات نہیں پاتا شرکِ خفی کا خیال رہتا ہے مثلاً ایک شب رساول کھا لی تھی، طبیعت پر صبح کو گرانی اور امتلامحسوس کیا، اول وہلہ میں یہی خیال آیا کہ رساول کے سبب سے ایسا ہوا، معاً ایک بزرگ کی لیلۃُ اللبن کا قصہ یاد آگیا کہ یہ بات خلاف توحید ہے اور شرک خفی ہے پھر اپنے قصد سے قلباً اور لساناً ذات باری تعالیٰ کے ضار ونافع ہونے کا دھیان جمایا کیا اس طرح کرنے سے شرکِ خفی کا ازالہ ہوجائے گا۔

فقط والسلام

احقر محمد قیصر عفی عنہ

ارشاد: انہوں نے تو ''نے'' کہا تھا آپ نے تو ''سے'' کہا اور وہاں اطلاق تھا نوعیت دعوے کی صورتاً اور یہاں اظہار عجز اور فریاد ہے بالمعنی دعا، اللہ تعالیٰ باسکون لگائے رکھیں، کاوش سے بچائے رکھیں، شیطانی سرگوشی سے نظرانداز رکھیں، جس کی تاکید ہے منجانب اللہ تعالیٰ۔ اِنَّمَا النَّجوٰی مِنَ الشَّیْطَانِ لِیَحْزُنَ الَّذِیْنَ آمَنُوْا شیطان مؤمنوں کو حزن پہنچانے کے لئے سرگوشی کرتا رہتا ہے مسلمانو! اس پر ہرگز التفات نہ ہو۔

تمت

مکتوبات مسیحُ الامت

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان مکتوبات سے تمام مسلمانوں کو نفع پہنچائیں؛ آمین

فقط

مرتب: محمد رضوان، ادارہ غفران، راولپنڈی

باسمہٖ تعالیٰ

علمی وتحقیقی سلسلہ نمبر ۷

اجتماعی ذکر کی مجلسوں کا شرعی حکم

مروَّجہ مجالسِ ذکر و درود شریف منعقد کرنے اور ان میں شریک ہونے کا شرعی حکم، قولی و فعلی ذکر، احادیث و روایات اور کتبِ فقہ میں وارِد شُدہ مجالسِ ذکر کی حقیقت، بلند آواز سے ذکر کرنے، ضرب لگانے اور وجد میں آنے کی شرعی حیثیت، صحابۂ کرام، محقق علمائے دین اور اکابرینِ امت کی تصریحات، فقہائے کرام اور صوفیائے کرام کے مؤقف میں ظاہری ٹکراؤ اور کئی شبہات کا حل، عربی عبارات اور حوالہ جات کی روشنی میں مسئلہ ھٰذا پر مفصّل و مدلّل بحث، دیگر اہلِ علم حضرات کی آراء و تبصرے۔

مؤلف

مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران، راولپنڈی۔ پاکستان